

اولیاء کی آقا ہے

تص ۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تاریخ  
۲۲  
۳۴-  
۳۹۳



# سقیۃ الاولیاء

فارسی تصنیف شہزادہ داراشکوہ

اردو ترجمہ

مولانا محمد وارث کمالی

○

ملفوظات مولانا محمد وارث کمالی  
ناشر  
کتاب خانہ چوک کنیت وڈ لاہور

53046

حقوق ترجمہ ہذا — بحقی ناشر محفوظ ہیں

## طبع اول

|              |               |
|--------------|---------------|
| طابع         | محمد امین ملک |
| تعداد        | ایک ہزار      |
| قیمت بلا جلد | ۵/-           |
| قیمت مجلد    | ۶/-           |

مطبوعہ

اردو پریس میکلورڈ روڈ لاہور  
مدنی کتب خانہ ۰ چوک گنپت روڈ لاہور  
ناشر

الْاٰتِ اَوْلِيَآءِ اللّٰهِ لَخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَاَنتُمْ بِعِزَّةِ  
رَبِّكُمْ

رَقْمَانِ حَكِيمٍ

یاد رکھو کہ خدا کے سچے دوستوں پر نہ تو کبھی مخلوقات کا خوف طاری ہوتا ہے اور نہ وہ کبھی رنجیدہ و غمزدہ ہوتے ہیں۔

# شان اولیا

اولیا را هست قدرت از اله  
تیر بسته باز که دانند ز راه  
هر که خواهد هم نشینی با خدا  
اوشیند در حضور اولیاء  
گفته او گفته الله بود  
که چه از حلقوم عبد الله بود

(مولانا روم)

## فہرست مضامین

| صفحہ نمبر | مضمون               | صفحہ نمبر | مضمون | صفحہ نمبر | مضمون | صفحہ نمبر |
|-----------|---------------------|-----------|-------|-----------|-------|-----------|
| ۹۷        | حضرت امام شافعیؒ    | ۵۳        | ۴۸    | ۲۷        | ۵     | ۱         |
| ۹۸        | حضرت امام حنبلؒ     | ۵۴        | ۴۹    | ۲۸        | ۸     | ۲         |
| ۹۹        | حضرت امام ابو یوسفؒ | ۵۵        | ۵۰    | ۲۹        | ۲۰    | ۳         |
| ۱۰۰       | حضرت امام مالکؒ     | ۵۶        | ۵۱    | ۳۰        | ۲۲    | ۴         |
| ۱۰۱       | حضرت امام شافعیؒ    | ۵۷        | ۵۲    | ۳۱        | ۲۹    | ۵         |
| ۱۰۲       | حضرت امام حنبلؒ     | ۵۸        | ۵۳    | ۳۲        | ۳۲    | ۶         |
| ۱۰۳       | حضرت امام ابو یوسفؒ | ۵۹        | ۵۴    | ۳۳        | ۳۳    | ۷         |
| ۱۰۴       | حضرت امام مالکؒ     | ۶۰        | ۵۵    | ۳۴        | ۳۴    | ۸         |
| ۱۰۵       | حضرت امام شافعیؒ    | ۶۱        | ۵۶    | ۳۵        | ۳۵    | ۹         |
| ۱۰۶       | حضرت امام حنبلؒ     | ۶۲        | ۵۷    | ۳۶        | ۳۶    | ۱۰        |
| ۱۰۷       | حضرت امام ابو یوسفؒ | ۶۳        | ۵۸    | ۳۷        | ۳۷    | ۱۱        |
| ۱۰۸       | حضرت امام مالکؒ     | ۶۴        | ۵۹    | ۳۸        | ۳۸    | ۱۲        |
| ۱۰۹       | حضرت امام شافعیؒ    | ۶۵        | ۶۰    | ۳۹        | ۳۹    | ۱۳        |
| ۱۱۰       | حضرت امام حنبلؒ     | ۶۶        | ۶۱    | ۴۰        | ۴۰    | ۱۴        |
| ۱۱۱       | حضرت امام ابو یوسفؒ | ۶۷        | ۶۲    | ۴۱        | ۴۱    | ۱۵        |
| ۱۱۲       | حضرت امام مالکؒ     | ۶۸        | ۶۳    | ۴۲        | ۴۲    | ۱۶        |
| ۱۱۳       | حضرت امام شافعیؒ    | ۶۹        | ۶۴    | ۴۳        | ۴۳    | ۱۷        |
| ۱۱۴       | حضرت امام حنبلؒ     | ۷۰        | ۶۵    | ۴۴        | ۴۴    | ۱۸        |
| ۱۱۵       | حضرت امام ابو یوسفؒ | ۷۱        | ۶۶    | ۴۵        | ۴۵    | ۱۹        |
| ۱۱۶       | حضرت امام مالکؒ     | ۷۲        | ۶۷    | ۴۶        | ۴۶    | ۲۰        |
| ۱۱۷       | حضرت امام شافعیؒ    | ۷۳        | ۶۸    | ۴۷        | ۴۷    | ۲۱        |
| ۱۱۸       | حضرت امام حنبلؒ     | ۷۴        | ۶۹    | ۴۸        | ۴۸    | ۲۲        |
| ۱۱۹       | حضرت امام ابو یوسفؒ | ۷۵        | ۷۰    | ۴۹        | ۴۹    | ۲۳        |
| ۱۲۰       | حضرت امام مالکؒ     | ۷۶        | ۷۱    | ۵۰        | ۵۰    | ۲۴        |
| ۱۲۱       | حضرت امام شافعیؒ    | ۷۷        | ۷۲    | ۵۱        | ۵۱    | ۲۵        |
| ۱۲۲       | حضرت امام حنبلؒ     | ۷۸        | ۷۳    | ۵۲        | ۵۲    | ۲۶        |

| نمبر شمار | مصنوف                       | صفحہ نمبر | نمبر شمار | مصنوف                             | صفحہ نمبر | نمبر شمار | مصنوف                         |
|-----------|-----------------------------|-----------|-----------|-----------------------------------|-----------|-----------|-------------------------------|
| ۱۰۵       | حضرت شیخ علو دینوری         | ۱۱۲       | ۱۳۳       | حضرت شیخ سعد بن حموی              | ۱۳۱       | ۱۶۱       | جہاں گشت                      |
| ۱۰۶       | ابو اسحاق شامی              | ۱۱۳       | ۱۳۴       | سیف الدین ماضری                   | ۱۳۲       | ۱۶۲       | حضرت شیخ برہان الدین قطب عالم |
| ۱۰۷       | خواجہ احمد ابدال حشتی       | ۱۱۴       | ۱۳۵       | نجم الدین رازی                    | ۱۳۳       | ۱۶۳       | حضرت سراج الدین محمد شاہ عالم |
| ۱۰۸       | محمد حشتی                   | ۱۱۴       | ۱۳۶       | رضی الدین علی لالا                | ۱۳۴       | ۱۶۴       | نامعلوم السائل مشایخ کا تذکرہ |
| ۱۰۹       | یوسف بن سمان                | ۱۱۵       | ۱۳۷       | جمال الدین احمد جورقانی           | ۱۳۵       | ۱۶۵       | حضرت مالک دینار               |
| ۱۱۰       | مودود حشتی                  | ۱۱۵       | ۱۳۸       | زور الدین عبدالرحمن               | ۱۳۶       | ۱۶۶       | حضرت حبیب عجبی                |
| ۱۱۱       | احمد بن مودود حشتی          | ۱۱۶       | ۱۳۹       | اسفرائینی کسرتی                   | ۱۳۷       | ۱۶۷       | حضرت سفیان ثوری               |
| ۱۱۲       | شاہ سبحان                   | ۱۱۶       | ۱۴۰       | حضر کن الدین علاؤ الدین کمانی     | ۱۳۸       | ۱۶۸       | حضرت داؤد بن نصر طائی         |
| ۱۱۳       | صاحب شریف زندی              | ۱۱۷       | ۱۴۱       | حضرت شیخ نجم الدین محمد اللادکانی | ۱۳۹       | ۱۶۹       | حضرت عقبہ بن علام             |
| ۱۱۴       | شیخ عثمانی لاری             | ۱۱۷       | ۱۴۲       | محمود خردکانی                     | ۱۴۰       | ۱۷۰       | حضرت امام عبداللہ بن مبارک    |
| ۱۱۵       | حضرت خواجہ معین الدین چشتی  | ۱۱۸       | ۱۴۳       | حضرت امیر کبیر سعید علی بدائی     | ۱۴۱       | ۱۷۱       | حضرت محمد صبیح الشہوین بن سکا |
| ۱۱۶       | شیخ حمید الدین الصوفی       | ۱۱۹       | ۱۴۴       | شیخ بہاؤ الدین ولد                | ۱۴۲       | ۱۷۲       | شیخین بلخی بن ابوبکر بلخی     |
| ۱۱۷       | السعدی ناٹوری               | ۱۱۹       | ۱۴۵       | حضرت مولانا جلال الدین رومی       | ۱۴۳       | ۱۷۳       | حضرت شیخ یوسف اسباط           |
| ۱۱۸       | حضرت خواجہ قطب الدین        | ۱۲۰       | ۱۴۶       | شیخ حسام الدین چلی                | ۱۴۴       | ۱۷۴       | حضرت ابویسلمان دارانی         |
| ۱۱۹       | ادبھی کاکلی                 | ۱۲۰       | ۱۴۷       | حضرت سلطان ولد                    | ۱۴۵       | ۱۷۵       | حضرت شیخ شہر مرسی             |
| ۱۲۰       | حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج | ۱۲۱       | ۱۴۸       | حضرت شمس الدین غوری               | ۱۴۶       | ۱۷۶       | فیض بن علی موصلی              |
| ۱۲۱       | حضرت نظام الدین اولیاء      | ۱۲۲       | ۱۴۹       | حضرت شیخ احمد اسود دینوری         | ۱۴۷       | ۱۷۷       | بشر حافی                      |
| ۱۲۲       | حضرت امیر خسرو دہلوی        | ۱۲۳       | ۱۵۰       | محمد غموی                         | ۱۴۸       | ۱۷۸       | احمد ابن الجوری               |
| ۱۲۳       | شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی   | ۱۲۴       | ۱۵۱       | شیخ اشیرخ حضرت روم                | ۱۴۹       | ۱۷۹       | حضرت حاتم بن عمران اصم        |
| ۱۲۴       | حضرت خواجہ برہان الدین      | ۱۲۵       | ۱۵۲       | حضرت ابوعبداللہ حنفی              | ۱۵۰       | ۱۸۰       | حضرت شیخ احمد بن خضویہ        |
| ۱۲۵       | شیخ عبدالقدوس گنگوہی        | ۱۲۶       | ۱۵۳       | حضرت شیخ ابوالعباس بہاؤندی        | ۱۵۱       | ۱۸۱       | حضرت ابوالعباس شیخ حمزہ بن    |
| ۱۲۶       | جلال الدین تھانی سری        | ۱۲۷       | ۱۵۴       | نجم الدین علی مرشد                | ۱۵۲       | ۱۸۲       | محمد حارث بن اسد مجاہدی       |
| ۱۲۷       | ابوبکر بن عبداللہ لاج       | ۱۲۸       | ۱۵۵       | عبدالرحمن علی مرشد                | ۱۵۳       | ۱۸۳       | حضرت شیخ ذوالنون مصری         |
| ۱۲۸       | حضرت احمد غزالی             | ۱۲۹       | ۱۵۶       | بہاؤ الدین زکریا قانی             | ۱۵۴       | ۱۸۴       | ابوتراب نخشبی                 |
| ۱۲۹       | حضرت شیخ ابوالنجیب          | ۱۳۰       | ۱۵۷       | نجم الدین عراقی                   | ۱۵۵       | ۱۸۵       | ابراہیم بن عیسیٰ              |
| ۱۳۰       | عمار یاسر                   | ۱۳۱       | ۱۵۸       | حضرت امیر حسین سادات              | ۱۵۶       | ۱۸۶       | زکریا بن یحییٰ الہری          |
| ۱۳۱       | نجم الدین گبرگے             | ۱۳۲       | ۱۵۹       | حضرت شیخ صدیق الدین عماد          | ۱۵۷       | ۱۸۷       | ابوعبداللہ السجری             |
| ۱۳۲       | مجدد الدین بغدادی           | ۱۳۳       | ۱۶۰       | حضرت شیخ ابوالعباس بغدادی         | ۱۵۸       | ۱۸۸       | محمد بن علی حکیم زندی         |

| نمبر شمار | مضمون                                      | نمبر شمار | مضمون | نمبر شمار                       | مضمون | نمبر شمار | مضمون                       |
|-----------|--|-----------|-------|---------------------------------|-------|-----------|-----------------------------|
| ۱۹۹       | حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری                   | ۳۰۱       | ۱۸۹   | حضرت شیخ ابوالقاسم نصرآبادی     | ۲۴۳   | ۱۸۲       | حضرت شیخ                    |
| =         | شیخ الامام حضرت خواجہ عبدالصمد             | ۳۰۲       | =     | ابوبکر طوسی الحرزی              | ۲۴۴   | =         | ابوالعباس سیاری             |
| ۲۰۰       | حضرت شیخ ابوالحسن بخاری                    | ۳۰۳       | =     | عبدلواحد بن علی سیاری           | ۲۴۵   | =         | ابوالمختار تیسائی الاقطع    |
| =         | ابونصر ہری خانکجہ بادی                     | ۳۰۴       | ۱۹۰   | عبداللہ برقی                    | ۲۴۶   | ۱۸۳       | ابوبکر مصری                 |
| =         | تجدد الاسلام حضرت امام محمد بن محمد الخزاز | ۳۰۵       | =     | ابونصر سراج                     | ۲۴۷   | =         | ابوزمزم شیرازی              |
| =         | الطوسی                                     | ۳۰۶       | =     | ابوالقاسم المقرئ                | ۲۴۸   | =         | ابولموز جاجی                |
| ۲۰۱       | حضرت شیخ ابوالعباس حرزی                    | ۳۰۷       | ۱۹۱   | ابوبکر کلابادی                  | ۲۴۹   | ۱۸۴       | جعفر بن یحییٰ اللندی الخواص |
| =         | حضرت شیخ سنان بن غزوی                      | ۳۰۸       | =     | ابوالنجید حبشی                  | ۲۵۰   | =         | ابوالمحسن یحییٰ القوشجی     |
| =         | حضرت شیخ ابوعبد الجونی                     | ۳۰۹       | =     | احمد بن ابرہیم المسبوحی         | ۲۵۱   | =         | ابوبکر بن داؤد نویری        |
| ۲۰۲       | حضرت عین القضاة ہمدانی                     | ۳۱۰       | ۱۹۲   | ابوالمحسن بن سمعون              | ۲۵۲   | =         | بدر بن حسین بن محمد بن آ    |
| =         | تجدد الاسلام شیخ الامام احمد جام           | ۳۱۱       | =     | ابوطالب مکی                     | ۲۵۳   | ۱۸۵       | ہفت شیرازی                  |
| ۲۰۳       | حضرت شیخ ابوالعباس بن علی                  | ۳۱۲       | =     | ابوبکر السوسی                   | ۲۵۴   | =         | عبداللہ بن علی عبداللہ بن   |
| ۲۰۴       | عبدالسلام بن عبد الرحمن بن ابی             | ۳۱۳       | =     | ابوالقاسم دینوری                | ۲۵۵   | =         | عمر گازر دنی                |
| =         | تعمیر الاشیاء                              | ۳۱۴       | =     | خواجہ یحییٰ بن عبدالشیبانی      | ۲۵۶   | =         | علی بن بدر بن حسین          |
| =         | ابوالبائین محفوظ القرشی                    | ۳۱۵       | ۱۹۳   | حضرت شیخ عثمان بن ابومریم طلالی | ۲۵۷   | =         | السوفی البصری               |
| =         | شیخ الشیوخ حضرت عبدالملک                   | =         | =     | ابوالمحسن جعفر بن               | ۲۵۸   | ۱۸۶       | ابوبکر الداتی               |
| =         | بن شعیب التیمیزی الہروی                    | ۳۱۶       | =     | ابوعبداللہ دستانی               | ۲۵۹   | =         | ابوالمحسن بن مسلم بصری      |
| =         | تاج العارفین حضرت شیخ ابوالوفاء            | ۳۱۷       | =     | ابوعبداللہ طائی                 | ۲۶۰   | =         | ابوبکر مقید                 |
| =         | حضرت شیخ عدی بن سافر السامی                | ۳۱۸       | ۱۹۴   | ابومنصور صفہانی                 | ۲۶۱   | =         | اسمعیل نیشاپوری             |
| ۲۰۵       | الہنکاری                                   | =         | =     | سالار مسعود غازی                | ۲۶۲   | ۱۸۷       | ابوبکر بن طاہر نویری        |
| ۲۰۶       | حضرت شیخ ماجد کردی                         | ۳۱۹       | =     | ابوعلی سیاری                    | ۲۶۳   | =         | عبداللہ متنازل              |
| =         | سیدی احمد بن ابوالحسن                      | =         | =     | ابوالمحسن بن شہرناز             | ۲۶۴   | =         | ابراہیم بن شیبانہ           |
| ۲۰۷       | الرفاعی                                    | ۳۲۰       | ۱۹۵   | ابومنصور محمد الانصاری          | ۲۶۵   | =         | ابوعلی شتلی                 |
| ۲۰۸       | حیوة بن قیس الحرانی                        | ۳۲۱       | =     | ابوسید ابوالخیر                 | ۲۶۶   | =         | ابوسید غزالی                |
| =         | شہادت الدین بہروردی المقتول                | ۳۲۲       | ۱۹۶   | عمور حمہ اللہ علیہ              | ۲۶۷   | ۱۸۸       | صفر الخزاز                  |
| ۲۰۹       | حاکم سیر                                   | ۳۲۳       | =     | ابوعبداللہ ماکویہ               | ۲۶۸   | =         | ابراہیم بن احمد لوی         |
| =         | عبدالرحیم مغربی                            | ۳۲۴       | =     | ابوالمحسن روزی                  | ۲۶۹   | =         | ابوالقاسم الیکم کرندی       |
| ۲۱۰       | ابوعلی بن مسلم                             | ۳۲۵       | ۱۹۸   | علی بن یحییٰ                    | ۲۷۰   | ۱۸۹       | ابوالقاسم بن علی بن         |

| صفحہ نمبر | مضمون             | صفحہ نمبر | مضمون                    | صفحہ نمبر | مضمون                           | صفحہ نمبر | مضمون                 |
|-----------|-------------------|-----------|--------------------------|-----------|---------------------------------|-----------|-----------------------|
| ۲۲۴       | حضرت سعدانہ       | ۲۳۳       | حضرت شیخ احمد کابلی      | ۲۱۹       | حضرت شیخ اوحدی اصفہانی          | ۲۱۰       | حضرت شیخ نظامی گنجوی  |
| ۲۲۵       | رضی اللہ عنہا     | ۲۳۳       | ثم سہ ہندی               | ۲۱۹       | حضرت مولانا محمود اہرغانی       | ۲۱۰       | عبد القدر قریشی ہاشمی |
| =         | حضرت عفرہ العابدہ | ۲۳۴       | حضرت شاہ بلاول           | ۲۲۰       | حضرت مولانا ابن علی تابیادی     | ۲۱۱       | ابو محمد بن ابونصر    |
| =         | حضرت رابعہ عدویہ  | ۲۳۴       | خدا رسیدہ خواتین         | ۲۲۰       | حضرت خواجہ حافظ شیرازی          | ۲۱۱       | روز بہان نقی          |
| ۲۲۶       | حضرت نغمہ         | ۲۳۴       | کے بیان میں              | ۲۲۱       | حضرت مولانا طہیر الدین خلوتی    | ۲۱۱       | ابو جاقان الغزالی     |
| =         | حضرت فاطمہ        | ۲۳۴       | ازواج مطہرات کا ذکر      | ۲۲۱       | حضرت شیخ کمال مجتہدی            | ۲۱۲       | ابو حسن کردویہ        |
| =         | نیشیا پوریہ       | ۲۳۴       | حضرت خدیجہ الکبریٰ       | ۲۲۱       | حضرت مولانا محمد شیریں          | ۲۱۲       | ابن صباغ              |
| ۲۲۸       | حضرت تحفہ         | ۲۳۴       | رضی اللہ تعالیٰ عنہا     | ۲۲۲       | حضرت شاہ قاسم انور              | ۲۱۳       | یونس بن یحییٰ         |
| ۲۵۱       | حضرت ام عیسیٰ     | ۲۳۴       | حضرت عائشہ صدیقہ         | ۲۲۳       | حضرت شیخ زین الدین خوانی        | ۲۱۳       | علی ابن ادریس نقوی    |
| =         | حضرت ام محمد      | ۲۳۴       | رضی اللہ تعالیٰ عنہا     | ۲۲۳       | حضرت سعید بدیع الدین            | ۲۱۳       | فرید الدین عطار       |
| ۲۵۲       | حضرت امۃ الواحدہ  | ۲۳۸       | حضرت زینب رضی            | ۲۲۴       | حضرت مولانا جلال الدین بورانی   | ۲۱۳       | قارض المصری           |
| =         | حضرت امۃ الاسلام  | ۲۳۹       | حضرت زینب                | ۲۲۴       | حضرت خواجہ شمس الدین            | ۲۱۴       | ابو محمد الدین کرمانی |
| =         | حضرت میمونہ       | ۲۳۹       | بنت جحش رضی              | ۲۲۴       | محمد الکوٹوسی الحامی            | ۲۱۴       | شمس الدین تبریزی      |
| ۲۵۳       | حضرت خدیجہ        | ۲۳۹       | حضرت سوودہ               | ۲۲۵       | حضرت مولانا شمس الدین محمد دومی | ۲۱۵       | شیخ ابو نعیم حمیل بنی |
| =         | واظرا             | ۲۴۰       | حضرت صفیہ                | ۲۲۵       | حضرت شیخ صوتی علی               | ۲۱۵       | ابو حسن شاذلی         |
| =         | حضرت ام محمد      | ۲۴۰       | حضرت ام حبیبہ            | ۲۲۶       | حضرت امیر سید علی قوام          | ۲۱۶       | علی الحیار            |
| =         | حضرت کریمہ        | ۲۴۱       | حضرت حفصہ                | ۲۲۶       | حضرت شیخ حسین خوارزمی           | ۲۱۶       | عبد اللہ طیبانی       |
| =         | مروزیہ            | ۲۴۱       | حضرت جویریہ              | ۲۲۶       | حضرت علی متقی                   | ۲۱۶       | سید المغربی سودا      |
| =         | حضرت فاطمہ و عطا  | ۲۴۱       | حضرت میمونہ رضی          | ۲۲۸       | حضرت شیخ روہن جوہری             | ۲۱۶       | عصیف الدین            |
| =         | حضرت فاطمہ        | ۲۴۱       | حضرت ام سلمیٰ            | ۲۲۸       | سیدم فتوحی                      | ۲۱۶       | سلسانی                |
| ۲۵۴       | حضرت بی بی        | ۲۴۲       | آنحضرت صلی اللہ علیہ     | ۲۲۹       | حضرت شیخ نظام نسیمی             | ۲۱۶       | سعدی شیرازی           |
| =         | جمال خاتون        | ۲۴۲       | دستلم کی دختران نیک اختر | ۲۲۹       | داؤد جمہنی دالی                 | ۲۱۸       | حسن بلغاری            |
| =         |                   | ۲۴۲       | کا تذکرہ                 | ۲۲۹       | نظام نارلونی                    | ۲۱۸       | ابو محمد جانی         |
| =         |                   | ۲۴۲       | حضرت فاطمہ الزہراء       | ۲۳۰       | وجیبہ الدین گجراتی              | ۲۱۸       | ابن مہر اندلسی        |
| =         |                   | ۲۴۳       | حضرت زینب رضی            | ۲۳۰       | علاء الدین رودھی                | ۲۱۸       | شمس الدین             |
| =         |                   | ۲۴۳       | حضرت رقیہ رضی            | ۲۳۱       | محمد بن فضل اللہ                | ۲۱۸       | عقاد الدین            |
| =         |                   | ۲۴۳       | حضرت ام کلثوم رضی        | ۲۳۲       | حضرت شاہ ابو المعالی            | ۲۱۹       | سلمان ترکمانی         |
| =         |                   | ۲۴۴       | حضرت زایدہ رضی           | ۲۳۲       | خواجہ عبد الحق حامی             | ۲۱۹       | نجم الدین             |



# عزیز ناشر

شہزادہ داراشکوہ کی تصنیف لطیف سیننتہ الاولیاء کا یہ ترجمہ جو بڑے ادب و احترام کے ساتھ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے اس کا دامن ان افسوسناک اغلاط سے داغدار نہیں ہے جو دوسرے تراجم میں جا بجا منہ چڑاتی نظر آتی ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم چند اغلاط کی نشاندہی کریں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے ترجمہ کی کچھ خصوصیات قلمبند کریں تاکہ ہمارے قارئین کی اس سے استفادہ میں کچھ اور سہولت ہو۔

۱۔ پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ترجمہ کی زبان سلاست کے باوجود اردو ادب کے معیار پر پوری اترتی ہے اور اس کے ثبوت میں کتاب کے مترجم مولانا محمد وارث کامل بی۔ اے مرحوم کا نام ہی کافی ہے یہ وہ صاحب ہیں جن کے قلم سے کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ حدیثیہ، زینب بنت زہرا۔ اساس اسلام، داتا گنج بخش، اولیائے لاہور (زیر طبع)، تاریخ مجاہدین اسلام (زیر طبع) وغیرہ۔ عمر بھر صحافت آپ کا شغل اور اخبار نویسی آپ کا پیشہ رہا ہے۔ اردو نظم و نثر پر آپ کو کامل عبور حاصل ہے۔

۲۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ فاضل مترجم نے بڑی تحقیق کے ساتھ اس کتاب کے شروع میں شہزادہ داراشکوہ کے حالات بھی تحریر کیے ہیں، ان کی روشنی میں ہمارے قارئین شہزادہ والاتباء کی دیگر تصانیف سے بھی روشناس ہو سکتے ہیں۔

۳۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ فاضل مترجم نے ہر سلسلے کے مشائخ کو اس شمارے کی ترتیب کے ساتھ اپنے قارئین سے تعارف کرایا ہے کہ پڑھتے وقت کوئی ذہنی الجھن پیدا نہیں ہو سکتی۔

۴۔ بعض صوفیائے اسمائے گرامی اہل کتاب میں بھی صحیح نہ تھے۔ فاضل مترجم نے دیگر کتب متنصوفہ کی مدد سے ان کی تصحیح کر دی ہے۔

۵۔ فارسی اور اردو میں انداز و تنخاطب کا جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کا لحاظ بعض مترجم نہیں رکھتے

اور خصوصیت کے ساتھ کراچی کے ترجمہ میں تو یہ لحاظ نام کو بھی نہیں۔ اس ترجمہ میں فاضل مترجم نے آداب کی رعایت ملحوظ رکھی ہے۔

خصوصیات تو اور بھی گنائی جاسکتی ہیں لیکن سبیل اختصار انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اب ہم ان اغلاط میں سے چند کی نشاندہی کرتے ہیں جو ایک ترجمے میں بھری پوری ہیں۔ ہم زبان و بیان کی اغلاط اس لئے نظر انداز کرتے ہیں کہ یہ فہرست بڑی طویل ہے۔

۱۔ ص ۲۲ پر ابو عبد اللہ سنجری، کسی بزرگ کا نام ہے، اصل میں یہ نام ابو عبد اللہ سنجری ہے سجستان کے باشندے کو سنجری کہتے ہیں نہ کہ سنجری۔

۲۔ ص ۲۳ پر سہیل بن عبد اللہ تستری مرقوم ہے حالانکہ اصل نام سہیل بن عبد اللہ تستری ہے۔

۳۔ ص ۲۶ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ میں قہر بن مالک لکھا ہوا ہے حالانکہ اصل میں قہر بن مالک ہے۔ استغفر اللہ! استغفر اللہ!!

۴۔ ص ۲۶ پر نبی بی آمنہ بنت وہب کے شجرہ نسب میں عبد مناف بن زمرہ دراصل عبد مناف بن زہرہ ہونا چاہیے تھا۔ کجازمرہ کجازہرہ۔

۵۔ ایضاً اس صفحہ پر فاروق لیطاحنور کا اسم گرامی (انجیل کی رو سے) بتایا گیا ہے۔ اصل میں یہ نام فارقلیط ہے۔

۶۔ ص ۳۱ پر صدیق اکبر کی والدہ ماجدہ کے نسب نامہ میں ام الخیر مسلمی بنت صنجر کی کڑیاں کتنی مضحکہ خیز ہیں۔ اصل میں یہ اسماء ام الخیر مسلمی بنت صنجر ہیں۔

۷۔ ص ۳۲ پر فاروق اعظم کی والدہ ماجدہ کے نسب نامہ میں عمر بن فخر و م غلط ہے اسے عمر بن مخزوم ہونا چاہئے۔

۸۔ ص ۵۱ پر یحییٰ بن معاد رحمۃ اللہ لکھا ہے اصل نام یحییٰ بن معاذ الرازی ہے۔

۹۔ ص ۵۳ پر عقلمان کی جگہ عقلمان ہونا چاہئے۔

۱۰۔ ص ۵۹ حضرت شاہ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی کتنی بھونڈی ترتیب ہے ہونا چاہئے تھا سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی۔

نوٹ :- اس قسم کی اغلاط ان گنت ہیں۔ اصولاً حضرت القاب کے بعد آنا چاہئے مثلاً

- سلطان العارفين حضرت بايزيد بسطامي، غوث الثقلين حضرت شيخ محي الدين عبدالقادر جيلاني، قطب القطاب حضرت خواجہ معین الدین حسینی گرجی کے ترجمے میں حضرت ہر جگہ القاب سے پہلے ہے۔
- ۱۱۔ ص ۶۸ پر حضرت شیخ جمادویاس غلط ہے صحیح نام ہے حضرت شیخ حمادویاس۔
- ۱۲۔ ص ۱۰۸ پر شیخ ابوعلی فاریزی غلط ہے صحیح نام شیخ ابوعلی فارسی ہے۔
- ۱۳۔ ص ۱۰۹ پر خواجہ عارف ریوگری غلط ہے اسے خواجہ عارف دیوگری ہونا چاہئے۔
- ۱۴۔ ص ۱۱۱ پر حضرت خواجہ علی راتینی غلط ہے۔ اصل نام ہے خواجہ علی راتینی۔
- ۱۵۔ ص ۱۲۲ پر حضرت خواجہ بیرو بصری غلط ہے اصل نام حضرت خواجہ بیرو بصری ہے۔
- ۱۶۔ ص ۱۲۳ پر حضرت شیخ علوی دینوری غلط ہے صحیح نام حضرت شیخ علودینوری ہے۔
- ۱۷۔ ص ۱۲۴ پر حضرت شیخ حسام الدین حلبی غلط ہے صحیح نام حضرت شیخ حسام الدین حلبی ہے۔
- ۱۸۔ ص ۱۵۱ پر حضرت شیخ نجیب الدین علی برغش غلط ہے اصل نام حضرت شیخ نجیب الدین علی مرعشی ہے۔ دوسرا نام اس صفحہ پر شیخ عبدالرحمن بن علی برغش ہے اسے بھی برغش کے بجائے مرعشی ہونا چاہئے۔
- ۱۹۔ ایضاً۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریائی ملتانی۔ زکریائی کی جگہ زکریا ہونا چاہئے۔
- نوٹ:- اس ترجمہ میں جہاں کہیں صرف شیخ الاسلام مذکور ہے اس سے مراد شیخ الاسلام حضرت عبداللہ انصاری ہیں جن کا تذکرہ اس کتاب میں آیا ہے۔

ناشر

## اقتحیہ

شہزادہ داراشکوہ جس کی ایک تصنیف لطیف سفینۃ الاولیاء کا اردو ترجمہ پیش کرنا مقصود ہے قرآن وائے خاندان مغلیہ شاہجہاں کا تخت جگر اور عالمگیر اورنگ زیب کا برادر حقیقی تھا۔ ۱۶۰۲ء میں اس شہزادہ نے قصر شاہی میں آنکھیں کھولیں تیسویں خاندان کے شہزادوں میں صرف داراشکوہ ہی ایک ایسا شہزادہ ہے جس نے علمی دنیا سے خراج تحسین وصول کیا ہے اس کی شخصیت میں قدرت نے کچھ ایسے جوہر سمو دیے تھے کہ علوم و فنون کے تمام گوشوں پر اس کی نظر تھی تصنیف و تالیف شعر و شاعری اور خطاطی کے علاوہ قادر سلسلے کے ایک صوفی کی حیثیت سے اس نے اتنا بلند مقام پایا ہے کہ اس کے معاصرین اور بعد کے صوفیا اس پر رشک کرتے تھے۔

وقت کی سیاسی کشمکش اگر مزاحم نہ ہوتی اور اس کی تہا ہزادگی کی بدولت اس کا پیمانہ حیات جلد لبریز نہ ہوتا تو کیا عجب تھا کہ اس کے جوہر کچھ اور کھلتے لیکن فیصلہ تقدیر کے آگے کون دم مار سکتا ہے جو کچھ پیش آیا مقدرات میں سے تھا اور اس میں بھی غالباً کوئی مصلحت ہی ہوگی، بہر حال ہم ان حالات و اسباب کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے یہ زندگی کے حوادث ہیں ان کا سلسلہ ازل سے اسی بیچ اور اسی انداز پر چلا آتا ہے۔ کوئی پھولوں کی تیج پر راحت و آرام سے شب بسر کرے یا کوئی کانٹوں کے بستر پر آرامی سے کرٹیں لے موت کا اٹل قانون ان دونوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔

چو آہنگ رفتن کند جان پاک

چہ بر تخت مردن چہ بروئے خاک

میاں میر جنہیں داراشکوہ والہانہ عقیدت کی بنا پر ملا جو کہا کرتا تھا نسبتاً فاروقی تھے انہی کے خلیفہ مجاز ملا شاہ بدخشانی سے شہزادہ داراشکوہ کو شرف بیعت حاصل تھا کچھ تو شاہجہانی دور کے علماء و فضلاء کے علمی فیوض و برکات کی بدولت اور زیادہ تر ملا شاہ بدخشانی کے فیضانِ نظر کے صدقے میں شہزادہ داراشکوہ علوم و معارف اور متصوفانہ اسرار و رموز کی شرح و بیان پر چھی خاصی قدرت رکھتا تھا اس کے اشعار میں بھی تصوف کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہے۔

سینۃ الاولیاء داراشکوہ کے سلسلہ تصنیف و تالیف کی پہلی کڑی ہے پچیس سال کی عمر میں یعنی ۱۰۲۹ھ میں تصنیف پہلی بار منظر عام پر آئی۔ اس میں شہزادہ یاقار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت بی بی جمال خاتونؓ حضرت میاں میر کی بہن تک کے مختصر سوانح اپنے مخصوص انداز میں قلمبند کئے ہیں سلاسل تصوف قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کے علاوہ ایسے صوفیائے کرام کے تذکرے بھی اس کتاب میں شامل ہیں جو مختلف سلسلوں سے تعلق رکھتے تھے۔

نعمات الانس، کشف المحجوب، تذکرۃ الاولیاء اور طبقات سلطانی وغیرہ تذکروں کی موجودگی میں سینۃ الاولیاء کی تصنیف کا خیال شہزادہ داراشکوہ کو اس لئے آیا کہ وہ سلاسل تصوف کے بیان میں تسلسل کا خواہشمند تھا اور سابق الذکر تذکروں چند در چند خصوصیات کے باوجود یہ وصف مفقود تھا نیز ان تذکروں سے پیدائش اور وفات کے سنین کا پتہ بھی نہیں چلتا تھا سینۃ الاولیاء میں ترتیب کچھ اس انداز کی ہے کہ اس سے ذوق مطالعہ کی تسکین ہو جاتی ہے۔ سینۃ الاولیاء کے اوراق پر گہری نظر ڈالنے سے یہ حقیقت بھی بے نقاب ہو جاتی ہے کہ وہ حنفی المشرب قادری تھا۔

سینۃ الاولیاء رواں دواں فارسی میں سپرد قلم کی گئی اور ایک تذکرہ کے لئے یہی مناسب بھی تھا۔ خود داراشکوہ سینۃ الاولیاء ص ۳۷۳ پر رقمطراز ہے:-

اگرچہ عبارتیں کتاب راست برست است و در عبارت آرائی مفید نشدہ و فارسی سادہ عام فہم نوشتہ لیکن بعضے جا اقتدا بعبارت نعمات الانس قطب الاولیاء، قدوة الاتقیا، پیر آسمان عرفاں، خورشید فلک ایقان حضرت مولائی نور نامت والدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ الشائے کہ کمال فصاحت و متانت دار و الشیخ استاد خود می داند، کردہ در زبان روزمرہ خود را نیز ترک ساختہ۔

ترجمہ) اگرچہ اس کتاب کی عبارتیں سادہ اور عبارت آرائی کی قید سے آزاد ہے اور جو فارسی زبان استعمال کی گئی ہے سادہ بھی ہے اور عام فہم بھی تاہم بعض مقامات پر قطب الاولیاء، قدوة الاتقیا... مولانا عبدالرحمن جامی کی فصاحت و متانت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی زبان کا نتیجہ بھی کیا گیا ہے مصنف نے (میں نے) ان کو اپنا استاد تسلیم کیا ہے اور اس نے ان کی تقلید میں روزمرہ کی زبان بھی ترک کر دی ہے۔

شہزادہ داراشکوہ نے ۱۰۵۲ھ میں ایک اور کتاب سینۃ الاولیاء تصنیف کی تھی۔ یہ تصنیف سینۃ الاولیاء کے بعد کی کوشش ہے۔ سینۃ الاولیاء کے مقابلہ میں یہ نقش ثانی کچھ زیادہ مقبول نہ ہو سکا اور اس کا سبب بظاہر یہ ہے کہ اس میں موضوع زیر بحث صرف ایک ان کے پیشوا امیر شاہ بخشاں کی شخصیت ہے۔ چونکہ داراشکوہ نے

اس کتاب میں کچھ اپنے احوال و واردات بھی قلمبند کئے ہیں اس لئے ایک تذکرہ نویس کو اس میں اچھا خاصا مواد مل جاتا ہے۔ اسی کتاب میں دارالاسکوه ایک جگہ لکھتا ہے کہ

جمعرات کے روز چوبیس سال کی عمر میں خواب میں فرشتہ نے مجھے آواز دی اور چار مرتبہ کہا "تھے اللہ تعالیٰ ایسی چیز عنایت کرے گا جو روئے زمین پر کسی بادشاہ کو نصیب نہیں ہوئی نیند سے بیدار ہو کر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس قسم کی سعادت عرفان ہوگی اور بے شک اللہ تعالیٰ انحضرت اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ دولت بخش دے گا۔ ان اللہ غفور رحیم۔ میں ہمیشہ اس دولت عظمیٰ کا طالب رہا یہاں تک کہ ۲۹ ماہ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ کو ایک دوست خدا کی صحبت میں پہنچا وہ مجھ پر نہایت مہربان ہوا جو بات دوسرے لوگوں کو ایک ماہ میں حاصل ہوتی تھی وہ مجھے پہلی رات میں مل گئی اور جو کچھ دوسرے ایک سال میں حاصل کرتے تھے مجھے ایک مہینہ میں حاصل ہو گئی۔ جہاں اور کوئی طالب سالہا سال کے مجاہدوں اور ریاضتوں سے پہنچتا میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بغیر ریاضت کے ایک بارگی پہنچ گیا دونوں جہاں کی محبت میرے دل سے اٹھ گئی اور فضل و رحمت کے دروازے میرے دل پر کھل گئے اور جو میں چاہتا تھا وہ مجھے مل گیا۔ سکنیتہ الایام دارالاسکوه کے پیرو مشد بلا شاہ بدخسانی کو اپنے مرید سے خاص ربط خاطر تھا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے دوسرے مریدوں کو یہ تلقین کی تھی کہ وہ دارالاسکوه سے قلبی رابطہ رکھیں اور اسی میں ان کا فائدہ ہے۔ سکنیتہ الاولیاء میں دارالاسکوه نے ان کتب اسناد کے حوالے بھی درج کئے ہیں جن سے اس نے تصنیف و تالیف میں استفادہ کیا ہے اور اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کتنا کثیر المطالعہ مصنف تھا۔ کشف المحجوب، نعمات الانس، غنیۃ الطالبین، تفسیر عرأس، تفسیر قشیری، فصل الخطاب، بحر الحقائق، تفسیر حسینی، صحیح مسلم، مشکوٰۃ، معجم البلدان ایسی اہم تصانیف پر دارالاسکوه کی اچھی خاصی نظر تھی۔ اگر یہ سچ ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے تو ہم دارالاسکوه کے بارے میں بلا مبالغہ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے دور کا ایک صوفی صافی ہی نہیں بلکہ ایک متحر عالم بھی تھا۔ شہزادگی کا ان کا اس کی نشانی پر نہ ہونا اور وہ ناخوشگوار سیاسی حالات نہ رونما ہوتے جو اس کی شہادت کا موجب ہوئے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ دارالاسکوه نہ صرف اپنے دور میں بلکہ بعد کے تاریخی ادوار میں بھی ذیائے علم و ادب اور فہر و تصوف کے دلدادوں کے خراج تحسین وصول کرتا دارالاسکوه کے چند دیگر قلمی کارنامے یہ ہیں:-

(۱) رسالہ حق نما (۲) حسانت العارفین (۳) مجمع البحرین (۴) سرالکبر (۵) بھگوت گیتا (۶) رسالہ معارف،

(۱) رسالہ حق نما (۲) حسانت العارفین

(۷) بیاض (مخزن الغرائب کے مصنف نے اس کا ذکر کیا ہے) (۸) نگارستان منیر (۹) مرقع (۱۰) فارسی مثنوی (آخری تین کتابوں کا ذکر مجمع البحرین کے دیباچہ میں کیا گیا ہے۔ (بزم تیموریہ ص ۴۰۸) (۱۱) اکسیر اعظم (دار اسکوہ کے دیوان کا نام ہے) شہزادہ دار اسکوہ کے حکم سے جو کتابیں تالیف کی گئیں ان کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے مثلاً:-

۱۔ مکالمہ دار اسکوہ و بابا لال (۲) وجگ بست (۳) تاریخ شمشید خانی (۴) قصص الانبیاء (۵) طب دار اسکوہ ہی یا

علاجات دار اسکوہ (۶) ترجمہ احوال واسطی۔

اگرچہ دار اسکوہ کی جملہ تصانیف کا موضوع تصوف ہی ہے لیکن اس کے متصوفانہ عقائد کا اصل رنگ اگر کہیں جھلکتا نظر آتا ہے تو وہ صرف چار کتابیں ہیں۔ سفینۃ الاولیاء، سیکنتہ الاولیاء، رسالہ حق نما اور اکسیر اعظم۔ آخری دو کتابوں سے ہم کچھ اقتباسات پیش کرتے ہیں تاکہ اس کے صحیح مسلک کا جائزہ لیا جاسکے۔ بزم تیموریہ کے مؤلف سید صلیح الدین عبدالرحمن ایم اے منہم پر رقمطراز ہیں کہ رسالہ حق نما میری نظر سے نہیں گزرا۔ حسن اتفاق سے اس رسالہ کا ایک نسخہ راقم الحروف کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے ذیل میں اس کے مشمولات سے ہم اپنے قارئین کو متعارف کرتا چاہیں۔ رسالہ حق نما کی چھ فصلیں ہیں۔ فصل اول عالم ناسوت کے بیان میں فصل دوم عالم ملکوت کے بیان میں فصل سوم عالم جبروت کے بیان میں فصل چہارم عالم لاہوت کے بیان میں فصل پنجم ہویت کے بیان میں فصل ششم بے تنگی و بے صوتی کے بیان میں۔

ان فصول کا خلاصہ یہ ہے:-

۱۔ عالم ناسوت سے ہی عالم محسوس مقصود ہے جسے بعض لوگ عالم شہادت، عالم ملک، عالم نپاں اور عالم بیداری سے تعبیر کرتے ہیں۔ شہزادہ دار اسکوہ کا بیان ہے کہ وجود کے مرتبہ کی نہایت اولذت کا کمال اسی جہاں میں ہے اے یار! جب کسی درو مند کو اس عالم ناسوت میں خدا کی طلب حاصل ہو پہلے اس کو یہ چاہئے کہ خالی جگہ میں نہ جا کر اس فقیر کی صورت کا جس سے اس کو حسن ظن ہے یا ایسے شخص کی صورت کا جس سے عشق کا تعلق ہو تصور کرتا ہے تصور کا طریق یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے دل کی طرف متوجہ ہو کر دل کی آنکھ سے دیکھے۔

۲۔ عالم ملکوت کو عالم ارواح، عالم غیب، عالم لطیف، اور عالم خواب کہتے ہیں۔ اس عالم کے بارے میں دار اسکوہ رقمطراز ہے کہ

جب انسان کی طبیعت معرفت کی جدائی سے کثافت کی طرف مائل ہے اور لطافتیں اس سے جدا

ہیں تو عالم ملکوت اسی لئے ہے کہ اس کی لطافت کی طرف راہ دکھائے اور پہچان لے کہ اس کی اصل لطیف ہے اور کثافت نے اس پر غلبہ کیا ہوا ہے کیونکہ بدن کی صحبت اگر روح پر غالب ہوگی تو روح بدن کی صحبت سے بدن کے حال پر ہو جاتی ہے اور اگر روح کی صحبت بدن پر غالب ہوئی تو بدن بھی لطافت حاصل کر لیتا ہے چنانچہ روح کی صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر غالب آئی تھی تو بدن نے کمال لطافت حاصل کر لی تھی اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر کبھی نہ بٹھتی تھی نہ آپ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا۔

عالم جبروت سے عالم لازم، عالم احیاء و تمکین، عالم بے نقوش مراد ہے اگرچہ اس کے گروہ کے بعض لوگ اس عالم کو عالم اسما و صفات کہتے ہیں مگر یہ ان کی غلطی ہے اور بہت سے لوگ اس عالم کی حقیقت تک نہیں پہنچے اور خبر سمجھے چل دیے۔ شہزادہ دارا شکوہ اس عالم کے بارے میں لکھتا ہے کہ

اس عالم کی سوائے سید الطائفہ اتنا والوالقاسم جنید کے اور کسی نے خبر نہیں دی انہوں نے فرمایا: "یہ ہے کہ ایک گھڑی بے غم ہو کر بیٹھے۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ تم جانتے ہو بے غم کا کیا مطلب ہے۔ (اس سے مراد ہے) پلا جتو کے پالینا اور بغیر دیکھے کے دیکھ لینا۔ پس عالم جبروت وہ ہے کہ جو کچھ ناسوت و ملکوت میں ہے اس عالم میں نظر نہ آئے اور محویت کی حالت ایسی ہو جائے کہ آرام پر آم جمعیت پر جمعیت حاصل ہو جائے چنانچہ غافل اور خبردار کو جس طرح عالم ناسوت و ملکوت میں ہونے سے چارہ نہیں اسی طرح عالم جبروت میں ہونے سے بھی چارہ نہیں۔ غافل شخص اس خواب میں کہ جس میں کوئی صوت ناسوتی و ملکوتی نہ دیکھے، یہ کہتا ہے کہ میں کیسے با فراغت و آرام سو پاؤں اٹھا میں نے ایسا کوئی خواب نہیں دیکھا پس یہ عالم جبروت ہے اور با خبر حیب کسی وقت بے غم بٹھتا ہے جیسے سید الطائفہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے بیداری میں بھی کوئی صوت ناسوت و ملکوت سے اس کے دل میں نہیں گزرتی وہ عالم جبروت ہی ہے۔ لیکن غافل اور خبردار میں یہ فرق ہے کہ وہ خواب میں عالم جبروت میں جاتا ہے اور بے اختیار ہو جاتا ہے اور یہ جب چاہتا ہے اپنے اختیار سے خواب و بیداری میں عالم جبروت میں جاسکتا ہے۔

عالم لاہوت سے عالم ہویت، عالم ذات، عالم بیزنگ، عالم اطلاق، عالم محبت مراد ہے یہ عالم عالم ناسوت، عالم ملکوت، عالم جبروت کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ دوسرے عالم اگر جسم کی حیثیت رکھتے ہیں تو اس کی حقیقت



جان کی سی ہے رسالہ حق نمایاں شہزادہ دارا شکوہ رقمطراز ہے کہ

وہی اول ہے اور آخر ہے، ظاہر ہے، باطن ہے اور وہ ہر شے کا عالم ہے دوسرے جہاں اس جہاں کی نسبت ایسے ہیں جیسے کہ موجیں دریا کی نسبت اور ذرات آفتاب کی نسبت، الفاظ معانی کی نسبت — پس اے یار! جب یہ توحید کی سعادت لازوال اور دولت بے زوال جو کہ ان عالموں کی آشنائی سے حاصل ہوا کرتی ہے تجھ کو حاصل ہو جائے تو ہویت سے خبر دے گا۔

ہویت کے بیان میں شہزادہ دارا شکوہ نے حقیقت ان الفاظ میں بے نقاب کی ہے کہ معلوم کر کہ جب سب کچھ وہی ہے تو پھر تو کون ہے (اس کا) اس کے سوائے کوئی اور علاج نہیں کہ اپنے آپ کو بھی عین جلنے اور من و تو کے گمان میں نہ رہے یہی توحید و تجلی ذاتی کی حقیقت ہے..... چاہئے کہ تو ذات سے اپنے جاننے کو ملاحظہ نہ کرے اور وہم اور وسوسہ کی راہ دل پر نہ کھولے تعینات کو ذات کا پردہ نہ سمجھے۔ رباعی

ہرگز نکلند آب حجاب اندینے      یا آنکہ کند نقش حجاب اندینے  
حق بحر حقیقت ست کوین درو      چوں سینے بمیان آب اندینے

اگر خطرہ پیدا ہو تو اس کو بھی عین ذات جاننا یہاں تک کہ یہ نسبت کمال تک پہنچ جائے اور غلبہ کرے جب یہ نسبت کمال تک پہنچ جائے تو جہد صر بھی دیکھے گا اپنے آپ کو دیکھے گا اور جہاں ڈھونڈے گا اپنے آپ کو پائے گا ہرگز اس کو محض تنزہ و بے زنگی اور پاکیزگی کے ساتھ موصوف نہ سمجھو کیونکہ تشبیہ کی سعادت سے محرومی ہے گی۔ اسی طرح محض تشبیہ کے ساتھ موصوف نہ کرنا کیونکہ اس صورت میں دولت تنزیہ سے محرومی ہے گی پس پاکی اور ناپاکی تشبیہ و تنزیہ پر سب کچھ اسی کے ظہور و تعینات ہیں اگر ذرہ اس سے جدا سمجھے گا تو توحید و عرفان کی نعمت سے بہرہ ور نہ ہو سکے گا۔

رسالہ حق نما اس رباعی پر ختم ہوتا ہے :-

ایں رسالہ حق نما باشد تمام      در ہزار و پنچہ و شش شد تمام  
ہست از قادر ماں از قادری      آنچه ما گفتیم فافہم والسلام

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے شہزادہ دارا شکوہ نے اکسیر عظیم کے نام و عنوان سے ایک دیوان بھی مرتب کیا تھا، کچھ اس کے بارے میں بھی تعارف مناسب ہے۔ خزینۃ الاصفیاء کے مصنف مفتی غلام سرور لاہوری

کا بیان ہے کہ

سخنش دریائے توحید است کہ از زبان گوہر افشان اور واں گشته و یا خورشید وحدانیت است کہ  
از افق لبان مطلع انوارش طلوع شدہ مغز می باید کہ سخنش را بفہم و دلے باید کہ معانی آن در دلے  
امکان پذیرد (خزینۃ الاصفیاء ص ۵۷۱ ج اول)

(ترجمہ) اس کا شعری کلام توحید کا دریا ہے جو اس کی موتی بچھیرتی ہوئی زبان کے (سوت) سے بہ نکلا  
ہے یا اسے وحدانیت کا سورج کہنا چاہئے جس کی شعاعیں افق سے مطلع انوار کی طرح پھوٹ پڑی ہیں۔  
اس کلام سمجھنے کے لئے دماغ چاہئے اور اس کے معانی و مطالب کی سمائی کے لئے دل چاہئے۔

صاحب بزم تیموریہ لکھتے ہیں کہ

دارا کا دیوان نایاب تھا مگر کچھ دن ہوئے کہ خان بہادر ظفر الحسن صاحب (حکمہ آثار قدیمہ) کو  
اس کے دیوان کا نسخہ ملا ہے موصوف نے بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے ایک ماہانہ جلسہ (جولائی ۱۹۲۹ء)  
کے مضمون میں یہ بتایا ہے کہ اس دیوان میں دارا کی ۴۳ اغزلیں اور ۲۸ رباعیاں ہیں اور یہ نسخہ دارا  
کی زندگی ہی میں لکھا گیا تھا اب تک شاید اس دیوان کی طباعت نہ ہو سکی ہے مختلف تذکرہ دل میں  
ہم کو دارا کے جو حبیبہ جتہ اشعار ملے ہیں ان کو ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں اس  
سے دارا نسکوہ کے ذوق شعری کا اندازہ ہوگا۔

ان تعارفی سطور کے بعد صاحب بزم تیموریہ نے شہزادہ دارا نسکوہ کے اشعار کی ایک طویل فہرست دی

ہے۔ ہم اپنے قارئین کی دلچسپی کے لئے اس کا پختہ لیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔  
۱۔ ہر خم و پیچے کہ شد از تاب زلف یازند دام شد زنجیر شد تسبیح شد ز نار شد  
دنیا میں جتنے بھی خم و پیچے ہیں زلف یار کی شکن کا نتیجہ ہیں دام، زنجیر، تسبیح اور زنار (ججو) سب انہی پیچ و خم  
سے ہیں۔

۲۔ خاطر نقاش و تصویر سنش جمع بود  
اس کے (محبوبہ کے) حسن کی تصویر کھینچتے وقت نقاش کو جمعیت خاطر نصیب تھی لیکن جب زلف کی صورت  
اتارنے کا وقت آیا تو اس کی طبیعت کا سکون جاتا رہا۔

۳۔ بقدر مال باشد سرگرائی  
ز وزن زرفسزاید بار و تبار

مال کی مقدار جتنی زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی سر پر بوجھ آ پڑتا ہے پگڑی کا بوجھ روپے پیسے کے وزن سے کہیں زیادہ ہے۔

۴ - بخیمہ بر خرقہ فنا کیشاں ۶ موج آب حیات را ماند  
جن عشاق نے محبوب حقیقی کی بقا کے تصور میں اپنے وجود فنا کر دیے ہیں ان کی گدڑی کا ہر بخیمہ موج آب حیات کے مانند ہے۔

۵ - ہمہ چیز تو خوب لیک ایں بد ۶ کہ تو بسیار دیر مے آئی ۶  
تیری ہر بات اچھی ہے لیکن تجھ میں برائی یہ ہے کہ تجھ سے ملاقاتیں بڑی دیر کے بعد ہوتی ہیں۔  
۶ - تا دوست رسیدیم چو از خویش گزشتیم ۶ از خویش گزشتن چہ مبارک سفر بود  
جب ہم اپنی ہستی سے گزے تو دوست کی بارگاہ تک پہنچے۔ اپنے آپ سے گزنا کتنا مبارک سفر ہوتا ہے۔

مرآة العینال کے مولف نے لکھا ہے کہ اپنے دور کے ایک شاعر رضی دانش کی ایک غزل پر شہزادہ دارا شکوہ نے ایک لاکھ روپے بطور انعام دیے۔ اس غزل کا ایک شعر یہ تھا:-  
تاک را سیراب سازے ابر نیساں در بہار  
قطرہ تانے می میتواند شد چرا گوہر شود ۶  
(ترجمہ) موسم بہار میں اے ابر نیساں انگور کی بیل کو سیراب کر تیری بارش کا قطرہ جب شراب بن سکتا ہے تو پھر گوہر بننے کی اسے کیا ضرورت ہے۔

شہزادہ دارا شکوہ نے خود بھی اسی زمین میں غزل کہی تھی اس کا ایک شعر یہ ہے:-  
سلطنت سہل است خود را آشنائے فقر کن  
قطرہ تا دریا تو اند شد چرا گوہر شود ۶  
بادشاہت تو ایک معمولی سی چیز ہے (آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے اور آسانی جاتی رہتی ہے) بہتر یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو درویشی سے آشنا کر (درویشی اختیار کر لے) قطرہ جب دریا بننے کی صلاحیت رکھتا ہے تو پھر گوہر کیوں بنے۔

دارا شکوہ کی خطاطی:- فنون لطیفہ میں شاعری کے علاوہ خطاطی بھی ہے۔ دارا شکوہ اس فن میں بھی یدِ کون

رکھتا تھا۔ اس فن میں اس کا استاد آقا عبدالرشید دہلوی تھا تذکرہ خوش نویسوں میں ہے کہ داراشکوہ سپہنشاہ جہاں بادشاہ شاگرد عبدالرشید آقا ست باوجود اشتغال امور شاہزادگی و دیگر علوم، برویہ آقا عبدالرشید شاید کسے مثل اولو شتہ باشد۔ (ص ۵۲)

داراشکوہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا کلام پاک کا ایک نسخہ غزلیہ لائبریری حیدرآباد دکن میں ہے جس کے شروع سے آخر تک سترے ہیں ایک مطالعہ پجورہ کا نسخہ بخط نسخ اور ایک وہ پندارسطو کا نسخہ بخط نستعلیق و کوریریمپوریل ہال کلکتہ میں محفوظ ہے۔ اصفیہ لائبریری حیدرآباد میں اس کے خط کی دو کتابیں ہیں رسالہ حکمت اور شرح دیوان حافظ (فہرست کتب خانہ اصفیہ ج ۱ ص ۷۹)

### خرزینۃ الاصفیاء کی روایت

خرزینۃ الاصفیاء کے مصنف مفتی غلام سرور کا بیان ہے کہ داراشکوہ کے قتل کے بعد جب اس کے نواسہ لڑکے کی اوزنگ زیب عالمگیر کے سامنے پیشی ہوئی تو اس نے اس بچے کا حال پوچھا بچے نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا:-

ہجر دارا بردل من کمتر از یعقوب نیست

اوپر گم کردہ بود و من پدر گم کردہ ام

(ترجمہ) دارا کی جدائی کا داغ میرے دل پر یعقوب کے صدمہ ہجر کے داغ سے کم نہیں ہے اس نبی کا بیٹا گم ہو گیا تھا اور یہاں یہ عالم ہے کہ میرا باپ ہی مجھ سے بچھڑ گیا ہے۔

خرزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ عالمگیر اس جواب سے ناخوش ہوا اور اس نے یہ کہا کہ

”افعی را کشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کار خرد مندان نیست“

سانپ کو مار ڈالنا اور اس کے سپولے کو محفوظ رکھنا عقلمندوں کا شیوہ نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے اس

بچے کو مروا ڈالا۔

یہ روایت درست نہیں ہے۔ مآثر عالمگیری دارو ترجمہ ص ۸۳ دارالترجمہ حیدرآباد دکن میں مرقوم ہے کہ عالمگیر اوزنگ زیب نے اپنی تخت نشینی سے سولہ سال بعد ۱۰۸۳ء میں اپنی لڑکی نواب زبۃ النساء بیگم کو شاہزادہ سپہنشاہ کے جہالہ عقید میں دے دیا تھا۔ یہ روایت زیادہ قابل اعتماد ہے۔

داراشکوہ کی درویش منشی :- بعض مورخین نے عالمگیر اوزنگ زیب کے دبدبہ شاہی سے متاثر ہو کر شاہزادہ

دارالاسکواہ کو بے دین، ملحد اور بد عقیدہ اور خدا معلوم کیا کیا لکھا ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔ دارالاسکواہ شروع ہی سے درویش منش اور فقیر دوست واقع ہوا تھا۔ ملا شاہ بخستانی کے فیض صحبت اور حضرت میانمیر کے فیضان نظر سے وہ فقر و سلوک کی اس منزل میں تھا جہاں ناقص و کامل اور ادنیٰ و اعلیٰ کو ایک نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ ایک مقام ہے جو فقرا کے علاوہ ارباب شریعت کے حصے میں نہیں آتا اور وہ اس لئے کہ مؤخر الذکر طبقہ کے فرائض میں باطن کی اصلاح داخل نہیں ہے ان کا فتویٰ ظاہر پر چلتا ہے رہے فقر ان کی نظر ظاہر و باطن کی ترازو ہوتی ہے اور قدرت ان کو اتنا عالی طرف عطا کرتی ہے کہ وہ مسلم و کافر دونوں کو نگاہ لطف و کرم سے نوازتے ہیں۔

بر روئے شش جہت در آئینہ باز ہے

یاں امتیاز ناقص و کامل نہیں رہا

تخت نشینی کے سلسلے میں جو نزاعات اٹھ کھڑے ہوئے تھے وہ ناگزیر تھے یا نہیں؟ حق بجانب عالمگیر تھا یا دارالاسکواہ اس سلسلے میں ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ نہ معلوم اس دور کے سیاسی حالات کیا تھے۔ خلافت راشدہ کے آخر اور دور بنی امیہ کی ابتدا میں جو معرکے رونما ہوئے ان پر ایک اچھٹی سی نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ کبھی غلط فہمی کی بنا پر بھی کشت و خون تک لوبت پہنچ جاتی ہے۔ حمل اور صفین کی جنگیں بعض شریکوں کی ریشہ دوانیوں سے لڑی گئی تھیں اور یہ بات ہم اس لئے کہہ رہے ہیں کہ جانبین میں اکثریت ایسے اشخاص کی تھی جن کے قدموں کی خاک بھی اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ وہ اکابر جو ان جنگوں میں شریک تھے وہ ایک دوسرے کے مقام سے بھی نا آشنا تھے۔ عثمان غنی ذی النورین کے خون سے عبداللہ بن سبا اور اس کی شوریدہ سرجماعت نے ہاتھ رنگے تھے لیکن کون نہیں جانتا کہ اس زمانے میں یہ غلط افواہ بھی پھیلی تھی کہ خلیفہ ثالث کا قتل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اشارہ اور ایما سے ہوا ہے۔ حمل اور صفین کی لڑائیوں کے جہاں کچھ اسباب تھے، ایک سبب یہ غلط افواہ بھی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ تواریخ میں شاہجہاں کے بیٹوں کی جنگ اور اس کے نتیجے میں شہزادوں کا قتل، جن میں دارالاسکواہ کا حادثہ قتل بھی شامل ہے، جس انداز سے ضبط تحریر میں آیا ہے بے بنیاد ہے اور عالمگیر نے اپنے بھائیوں کے خون سے ہاتھ رنگے ہوں یہ بات تو ماننی پڑتی ہے کہ شہزادے قتل ضرور کئے گئے لیکن چونکہ اسباب قتل پر پڑے پڑے ہوئے ہیں اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ عالمگیر اورنگ زیب ہی پر قتل کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے

ہو سکتا ہے کسی عاقبت ناناہدیش نے محض عالمگیر کی خوشنودی کے لئے یہ خطرناک قدم اٹھایا ہو اور یہ ممکن ہے کہ اورنگ زیب کو اس افسوسناک اقدام پر ملال ہوا ہو۔

ہم نے محض قیاس کی بنیاد پر یہ تو جہات کی ہیں حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

مقالات شبلی ج ہفتم ص ۱۱ میں مولانا شبلی نعمانی نے داراشکوہ کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ "عالمگیر نے داراشکوہ کے مقابلہ کا جب قصد کیا تو اس کا سبب یہ ظاہر کیا کہ داراشکوہ بدعتیہ اور بدین ہے اس لئے اگر وہ ہندوستان کا فرما زواہر تو ملک میں بددینی پھیل جائے گی عام مورتوں کا خیال ہے کہ یہ محض ایک فریب تھا نہ داراشکوہ بے دین تھا اور نہ عالمگیر کی مخالفت کا یہ سبب تھا۔ دلوں کا حال خدا کو معلوم لیکن اس کتاب (سیر اکبر) کے دیباچہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ داراشکوہ بالکل ہندو بن گیا تھا اور کچھ شبہ نہیں کہ اگر وہ تخت شہنشاہی پر متمکن ہوتا تو اسلامی شعرا اور خصوصیات بالکل مٹ جاتے۔

مولانا شبلی نعمانی نے سطور بالا میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس میں انہوں نے اپنی تاریخی بصیرت سے کام نہیں لیا ہے۔ یہ سب مولانا شبلی نعمانی ہیں جو سوانح مولانا روم میں ص ۱۶۶ پر خود اپنے قلم سے یہ لکھ چکے ہیں کہ تصوف اور سلوک کے جو اہم مقامات ہیں مثلاً مشاہدہ، فکر، حیرت، بقا، فنا، جہد، توکل وغیرہ ان سب کو مولانا نے مثنوی میں نہایت عمدگی اور خوبی سے لکھا ہے لیکن اگر ان سب کو لکھا جائے تو یہ حصہ تقریباً کے بجائے خود تصوف کی ایک مستقل کتاب بن جائے گا اس لئے ہم نمونے کے طور پر صرف ایک مقام فنا کی حقیقت کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔ مقام فنا کی نسبت لوگوں کو نہایت سخت غلطیاں واقع ہوئی ہیں یہی مقام ہے جس کی بنا پر منصور نے دار کے منبر پر انا الحق کا خطبہ پڑھا تھا جو لوگ سرے سے تصوف کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ انسان خدا کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر ہو سکتا ہے تو فرعون نے کیا جرم کیا تھا کہ کافر اور مرتد ٹھہرا صوفیہ میں سے بھی اکثر اس لحاظ سے منصور کے دعوے کو غلط سمجھتے ہیں کہ ہستی مطلق اور ممکنات میں تعین اور شخص کا جو فرق ہے وہ کسی حالت میں مٹ نہیں سکتا چنانچہ شیخ محی الدین اکبر نے فتوحات مکیہ میں صاف تصریح کی ہے اور اس بنا پر کہا گیا ہے

۶۔ اگر فرق مراتب نکنی زندیقی ۴

مولانا نے اس نکتے کو نہایت خوبی سے حل کیا ہے یعنی مولانا روم نے تفصیل اس کی حسب ذیل ہے لیکن تفصیل سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ تصوف دراصل تصحیح خیال کا نام ہے یعنی جو خیال قائم کیا جائے وہ اصل حقاقت

بن جائے مثلاً اگر توکل کا مقام درپیش ہو تو یہ حالت طاری ہو جائے کہ انسان تمام عالم سے قطعاً بے نیاز ہو جائے اس کو صاف نظر آئے کہ جو کچھ ہوتا ہے پردہ تقدیر سے ہوتا ہے جس طرح کٹ تیلیوں کے تماشے میں جس شخص کی نظر تاروں پر ہوتی ہے اس کو نظر آتا ہے کہ تیلیاں گوسکڑوں طرح کی حرکت کر رہی ہیں لیکن ان کو فی انفسہ حرکت میں مطلق دخل نہیں ہے بلکہ یہ تمام کیشے اس کے ہیں جو تاروں کو حرکت دے رہا ہے اسی طرح عالم میں جو کچھ مورہا ہے ایک چھپے ہوئے بازیگر کے اشاروں پر مورہا ہے۔

اس امر کو جانتے سب ہیں لیکن جس شخص پر یہ حالت طاری ہوتی ہے وہ درحقیقت تمام عالم سے بے نیاز ہو جاتا ہے بلکہ رفتہ رفتہ اس کی قوت ارادی سلب ہوتی جاتی ہے اور وہ بالکل اپنے آپ کو رضائے الہی پر چھوڑ دیتا ہے ایک صوفی سے کسی نے پوچھا کہ کیسی گذرتی ہے، بولے کہ آسمان میری مرضی پر حرکت کرتا ہے۔ بتائے میرے ہی کہنے کے موافق چلتے ہیں زمین میرے ہی حکم سے دانے اگاتی ہے بادل میرے ہی اشاروں پر برستے ہیں۔ سائل نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کیونکر؟ فرمایا کہ میری کوئی خواہش نہیں ہے بلکہ جو کچھ وقوع میں آتا ہے وہی میری خواہش ہے اس لئے جو کچھ ہوتا ہے میری ہی خواہش کے موافق ہوتا ہے۔

اس بنا پر فنا کی حقیقت یہ ہے کہ سالک اپنی ہستی کو بالکل مٹا دے اور ذات الہی میں فنا ہو جائے یہی مقام ہے جس میں منصور نے انا الحق اور حضرت بایزید بسطامی نے سبحانی ما اعظم شانی کہا تھا اور اس حالت میں ایسا کہنا محال لزم نہیں۔ محمود شبستری نے اس نکتے کو ایک نہایت عمدہ تشبیہ سے سمجھایا ہے وہ کہتے ہیں:-

روا باشد انا الحق ازورنختے چرا نمود، روا از نیک بختے

یہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ نے درخت پر جو روشنی دیکھی تھی وہ خدا نہ تھی لیکن اس سے آواز آئی کہ انا ربک

یعنی میں تیرا خدا ہوں، جب ایک درخت کو خدائی کا دعویٰ اس بنا پر جائز ہے کہ وہ خدا کے نور سے منور ہو گیا تھا تو

انسان جو قدرت الہی کا سب سے بڑا منظر ہے ایک خاص مقام پر پہنچ کر کیوں یہ دعویٰ نہیں کر سکتا؟

یہ طویل اقتباس ہم نے محض یہ ثابت کرنے کے لئے پیش کیا ہے کہ خود مولانا شبلی نعمانی بھی واضح اور قوی دلائل کے

ساتھ وہی بات کہہ چکے ہیں جو تہذیب دار اسکواہ کے عقائد کی بنیاد پر ہی ہے۔ الفاظ کی تبدیلی یا بیان کے اختلاف سے

حقائق نہیں بدلا کرتے۔

عبارة اتنا شتی و حسنک فی حدہ

وکل الی ذالک الجمال لیشیر

ہمارے بیان کے پیرائے مختلف ہیں لیکن تیرے حسن میں وحدت ہے یعنی تو ایک ہے اور ہر ایک مفہوم یا ہر ایک پیرایہ تیرے جمال کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

شہزادہ داراشکوہ کا مسک، وحدت الوجود کا عقیدہ تھا اور وہ اختر تک اسی پر جا رہا۔ اس کی جملہ تصنیفات میں اسی عقیدہ کی روح کار فرما ہے۔ تصوف کے مزاج سے جو لوگ نا آشنا ہیں وہ علم و فضل کے اعتبار سے خواہ کتنے ہی بلند کیوں نہ ہوں، شہزادہ داراشکوہ کے مسک و موقوف کی ہرگز تائید نہیں کر سکتے اور ایسا کرنے میں وہ حق بجانب ہوں گے اس لئے کہ

از منطق و حکمت نکشاید در محبوب ۶  
اینہا ہمہ آرائش افسانہ عشق است ۶

### تصوف کی حقیقت

سینۃ الاولیاء کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کرنے سے قبل ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ تصوف کی حقیقت پر بھی کچھ روشنی ڈالیں۔ ہم نے داتا گنج بخش اور تذکرہ اولیائے لاہور (یہ آخری کتاب زیر طبع ہے) میں اس موضوع پر کسی قدر تفصیل کے ساتھ عامہ فرسائی کی ہے۔ ذیل میں ہم اپنی گزشتہ تحریر کا خلاصہ نہیں بلکہ وہ خیالات پیش کرتے ہیں جن کا اظہار اس دور کے فاضل اجل مولانا ابوالکلام آزاد نے کیا ہے۔ اتفاق کی بات کہ نگار کے شمارہ اپریل ۱۹۳۶ء میں "تصوف" مولانا آزاد کی نظر میں کے عنوان سے رفیع اللہ غنایتی رراپور کا ایک مضمون پڑھنے میں آیا۔ اس مضمون میں مولانا آزاد کے خیالات کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے زیر بیان آزاد۔

— صوفی کون ہیں؟ یہ اولیاء اللہ ہیں۔ یہ اللہ کے متقی اور مومن بندے ہیں اور قرآن کی اصطلاح میں یہی حزب اللہ، اصحاب الجنتہ اور اصحاب المیمنہ کہلاتے ہیں۔ یہ صالح السالوں کا گروہ ہے جو خدا کی راہ میں موت کی آرزو کرتا ہے وہ کلمہ حق کی خاطر جان دیتے، خوں بہاتے اور طرح طرح کی جسمانی مشقتوں سے گریز نہیں کرتے ہیں صوفیہ اپنی تمام قوتوں کو اللہ کی پکار بلند کرنے اور انسانوں کو اس کی طرف بلانے میں صرف کرتے ہیں وہ خدا کے پاک اور مقدس اوامر کے صحیح اور سچے ترجمان ہوتے ہیں اس طرح ان کی دعوت دنیا کی اصلاح و فلاح و قیام انسانیت کا طہ کا سرخیمہ بن جاتی ہے۔ ہر مومن صادق جس نے شیطانی قوی سے اپنے تئیں الگ کر لیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے



احکام کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کے اولیاء اور دوستوں میں شامل ہو جاتا ہے۔  
 — وہ شرب کیا شرب تھی! دنیا عصیان و حق ناسناسی کی تاریکی میں مبتلا تھی۔ دیوباطل کا تمام عالم پرستلا  
 تھا توحید کا چہرہ نورانی کفر و شرک کی ظلمت میں محجوب تھا نیکیاں بدیوں سے شکست کھا چکی تھیں۔ دنیا  
 کی تمام متمدن اور زبردست قومیں قوت الہی سے بغاوت کا اعلان کر چکی تھیں۔ ایک نحیف و ضعیف  
 قوم بجا حرم کے کنارے کے ریگستانوں میں غفلت و جہالت کے بستروں پر ٹہری سو رہی تھی لیکن اس  
 ظلمت کو دیکھ عالم میں صرف ایک گوشہ ٹھاوہ گوشہ غار حرا کا گوشہ تھا۔ سہ  
 یک چراغیست دریں خانہ کہ از پر تو آں ۶  
 ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند ۶

# مقدمہ مصنف

تمام تعریفیں سزاوار ہیں اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے، درود و سلام سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سلام و رحمت آپ کی آل، جملہ طیب و طاہر صحابہ پر۔

متقدمین و متأخرین نے عربی و فارسی میں سرور کونین علیہ الصلوٰۃ و تسلیم، صحابہ کرام، ائمہ دوازده اور اولیائے کاملین کے جو حالات و کمالات، فضائل و مناقب اور مدارج و مقامات سپرد تحریر کئے ہیں، کسی کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہیں چونکہ بعض امور اور حالات و واقعات کے چند خصوصی پہلو انتہائی کد و کاوش کے بغیر روشنی میں نہیں آسکتے اس لئے اس فقیر محترم محمد داراشکوہ جہنمی قادری کے ذہن میں یہ بات آئی کہ مشایخ کے حالات بقیہ سینین و ولادت درحلت کیوں نہ ضبط تحریر میں لائے جائیں۔ نیز ان مشایخ کے مزارات عالیہ کا ذکر بھی اسی ضمن میں آجائے۔

میں نے معتبر کتب اسناد سے بڑی چھان بھنگ کے بعد وہ حالات و واقعات یکجا کئے جو سید الکونین اور ان خلفائے راشدین سے تعلق رکھتے ہیں جن کی حیثیت ارکان اسلام کی ہے اور جن سے ہر و محبت اور بعض وعداوت خدا سے دوستی یا دشمنی کے مترادف ہے ائمہ دوازده کے حالات بھی جمع کئے یہی علوم سید المرسلین کے صحیح معنی میں وارث ہیں۔ ائمہ اربعہ جنہیں قدرت نے ہزار ہا نفوس کی پیشوائی کے منصب پر فائز کیا ہے اور وہ حضرات اولیائے کرام جن کے حق میں علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کی حدیث وارد ہے ظاہری و باطنی علوم میں سرچشمہ فیضان رسالت ہیں میں نے ان کے حالات بھی ترتیب دیے ہیں۔ جن اولیاء و مشایخ کے سلسلے دریافت نہیں ہو سکے میں نے ان کا حال جداگانہ فصل میں دے دیا ہے اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکے۔ بات یہ ہے کہ اس عاجز فقیر کو صوفیہ کے مقدس گروہ سے ایک خاص ارادت ہے۔ ان کا ذکر خیر اس کا دن رات کا مشغہ ہے دوسرے تمام اشغال اس کے مقابلے میں بیچ معلوم ہوتے ہیں۔ فقرا کا یہ نیاز کیش خادم اپنے آپ کو اولیائے کرام کے پرستاروں اور ارادت مندوں کی فہرست میں شامل سمجھتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اس کتاب میں ان کے حالات و واقعات کا اندراج خیر و برکت اور اپنی سعادت مندی کا وسیلہ سمجھتا ہے۔ وہ شخص جسے محبوب کا وصال نصیب نہیں ہوتا وہ ذکر محبوب ہی سے اپنے دل کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کو خیر کی دعوت دیتا ہے وہ خود بھی اس دعوت کے ثواب سے محروم نہیں

53046

رہتا۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا ہے:-

”جو شخص کسی قوم سے ہر وجہ سے کا رشتہ جوڑے گا وہ بھی اسی قوم میں محسوب ہوگا۔“

خدا کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ اس نے اس فقیر کو حالات قلمبند کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کتاب کا نام سفینۃ الاولیاء

رکھا۔

## اعجاز

اولیائے کرام منصب و مقام کے اعتبار سے انبیائے سلیم السلام کے بعد بلند ترین مقام کہتے ہیں کیونکہ یہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی شان میں بچھہرہ و محبوبہ آیا ہے، خدا سے انہیں عشق ہے اور ان سے خدا کو گروہ اولیاء کا وجود کسی خاص زمانے سے مخصوص نہیں ہے یہ جماعت ہر دور میں رہی ہے اور اس کا وجود ہر دور میں برقرار ہے گا کیونکہ دنیا کی بقا کا دار و مدار انہی کے وجود پر ہے۔ مخدوم شیخ علی ہجویری نے اپنی تصنیف کشف المحجوب میں فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کسی وقت بھی روئے زمین کو اتمام حجت سے بے نیاز نہیں کرتا، کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ اس امت میں کسی ولی کا ظہور نہ ہو اس کی شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ملتی ہے کہ ”میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت نیکی پر قائم رہے گی اور میری امت کے چالیس افراد ہمیشہ سنت ابراہیمی پر مضبوطی کے ساتھ کاربند رہیں گے۔“

لہذا خدا کے پیغمبروں کے بعد اگر کسی گروہ کو خدا کا قرب حاصل ہے تو وہ یہی گروہ ہے اس گروہ سے زیادہ معزز و محترم اور کوئی گروہ نہیں ہے۔ اس گروہ کی عالمی ظرفی کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ بے نیازی اور مجدد کمال میں بھی کوئی ان کا ثانی نہیں۔ حلم و شجاعت اور جود و سخا نیز مکارم اخلاق میں بھی ان کا جواب نہیں۔

شیخ ابو عبد اللہ سالمی سے کسی شخص نے پوچھا کہ اولیاء اللہ کی شناخت کیسے ہو سکتی ہے؟ ارشاد فرمایا، ملبھی زبان، خوش خلقی، خندہ پیشانی، مسکراتا ہوا چہرہ، خواہ مخواہ کسی سے نہ الجھنا عفو و درگزر کا شیوہ، لوگوں سے ہمدردی — یہ اعلیٰ اوصاف جن میں پائے جائیں وہ اولیاء اللہ ہیں ان سے محبت گویا خدا سے محبت ہے، قرب خداوندی کا ذریعہ و وسیلہ انہی کی صحبت ہے ان کی جستجو کریں تو خدا اٹلبے۔ ان سے تعلق کے معنی یہ کہ ہم نے خدا سے رشتہ جوڑ لیا۔

شیخ الاسلام حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری فرمایا کرتے تھے خدایا! یہ عجیب بات ہے جس نے اولیاء کی تلاش میں کامیابی حاصل کی اس نے گویا تجھے تلاش کر لیا اور جب تک تیری پہچان نہ ہوگی اولیاء کی شناخت بھی سہل نہیں۔

شیخ ابوالخیر چشتی کا ارشاد ہے کہ ایک با حوصلہ انسان کو چاہئے کہ وہ کسی حوصلہ مند کی تلاش کرے اور جس نے حوصلہ مند کی تلاش کی گویا وصل مولا ہو گیا۔

ان نیک نفس افراد نے ایصال الی المطلوب کے لئے جداگانہ طریقے اختیار کئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا طریق ہر ایک کا مسلک اور ہر ایک نصب العین ایک دوسرے سے مختلف ہے بعض بزرگان دین پڑے میں رہتے ہیں اور بعض کے نام ڈھنڈو یا پٹ جاتا ہے ان میں بعض وہ ہیں جن سکرامات ظہور میں آتی ہیں اور ان کے نزدیک یہ ظہور ناگزیر ہے لیکن اولیاء اللہ کا منصب اور اس کی غرض و غایت کہیں بلند ہے۔

اولیاء اللہ میں بعض ایسے بھی ہیں جو کرامات کا ظہور اپنے حق میں چنداں مفید اور ضروری نہیں سمجھتے اور وہ اس لئے کہ انہیں نفس کے فریب میں مبتلا ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ حتیٰ الوسع ان کی کوشش یہ رہتی ہے کہ کرامات کا ظہور نہ ہونے پائے۔ بعض اولیاء منجانب اللہ مامور ہیں ان سے جو غیبی امور ظہور میں آتے ہیں ان کی تحریک غیب سے ہوتی ہے جب تک عالم بالا سے احکام صادر نہیں ہوتے وہ اپنی زبان پر تالے ڈالے رکھتے ہیں۔ ان کے خورد نوش نشست و برخاست وغیرہ سے متعلق جو افعال و اعمال ہوتے ہیں وہ بھی حکم خداوندی کے بغیر معطل رہتے ہیں جب تک غیب سے کوئی اشارہ یا اصرار نہیں پاتے وہ کھانے پینے، پہننے اور بھنے اور بولنے چالنے کی جرأت بھی نہیں کرتے۔ بعض کی نظر ماسوا کے ترک اور اس سے بے تعلقی پر ہے وہ کسی چیز کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے اور نہ کسی شے سے لذت اندوز ہوتے ہیں گویا ان کی روش اس شعر کی مصداق ہے۔

شرط اول در طریق عاشقی دانی کہ چسیت

ترک کردن ہر دو عالم را و پشت پا زدن

(ترجمہ) عاشقی کے طریقے میں تو جانتا ہے کہ پہلی شرط کیا ہے۔ ہر دو عالم سے دستبردار ہونا اور سے پیروں سے ٹھکرانا۔ اولیائے کرام کے اس گروہ کا عمل درآمد اس آیت شریفہ پر ہے قل اللہ ثم ذرہم فی حق ضمہم یلعنون وہ اس بات کے قائل ہیں کہ جب تک کمال سے پہلو تہی نہ ہوگی، دل کو سکون متیسر نہیں آسکتا۔

اولیاء اللہ میں بعض ایسے بھی ہیں جو نظر بہ ظاہر دنیاوی معاملات میں الجھے ہوئے رہتے ہیں لیکن بہ باطن انہیں دنیا سے کوئی علاقہ نہیں ہوتا گویا خلوت دل انہیں ان کا شعار ہوتا ہے اور ان پر یہ مضمون صادق آتا ہے۔

چسیت دنیا از خدا غافل بدن

نے لباس و نقہ و فرزند وزن

اولیاء اللہ کا یہ گروہ اس آیت شریفہ کو اپنا لائحہ عمل بنائے ہوئے ہے۔ رجال لا تلهیہم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ..... لہذا ان مشائخ کے ظاہر حال زینتہ چینی اور ان کے باطنی کمالات اور راز پائے سرسبز کو موضوع بحث نہیں

بنا چاہئے۔

شیخ الاسلام کا ارشاد ہے کہ سائل جو سوال کرتا ہے اس کا دار و مدار جہالت اور عدم نسبت پر ہے جس کسی کو اس راتہ کا علم اور تھوڑی سی بھی نسبت ہوگی وہ نہ سوال کرے گا اور نہ اسے اعتراض سے کوئی سروکار ہوگا۔

صرف ظاہر کی بنا پر کسی کام کے نحس ہونے کا فتویٰ نہ دو اور نہ اس سے انکار پر اصرار کرو۔ کیونکہ جو شخص انکار کی روش اختیار کرتا ہے وہ اس کام سے محروم رہتا ہے ایک گروہ اس کام میں بہت تن مصروف ہے اور دوسرا گروہ اس سے روگردانی کرتا ہے جو گروہ اس سے روگردانی پرتلا ہوا ہے وہ مردود ہے اور جو اس کام سے انہماک رکھتا ہے وہ نور معرفت کے سمندر میں غوطہ زن ہے حضرت مٹا دنیوی نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ان خدا کے پیاروں کی محبت سے منہ موڑے گا اس کی ہلکی سے ہلکی سزا یہ ہے کہ خدا اپنے دوستوں کی فہرست سے اس کا نام کاٹ دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

اولیائی تحت قبائی لایعرفہم غیرہ۔ میرے دوست میرے دامن میں چھپے ہوئے ہیں میرے علاوہ انہیں کوئی نہیں پہچانتا۔ ہاں البتہ وہ پہچان جاتے ہیں جن کو میں اس کی توفیق بخشوں اس لئے مناسب ہے کہ کسی کو نفرت و تحارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے کیونکہ اولیاء اللہ و سرور کی نگاہوں سے اوجھل رہتے ہیں جب تک چشم دل روشن نہ ہو اور نظر حقیقت نگر مقیسنہ آئے مخلوق کے معاملات میں دخل ہونا خود اپنے اوپر ظلم و ستم روا رکھنا ہے۔ صوفیہ کی ایک جماعت وہ ہے جو فرقہ ملائیمہ کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے ان کی پہچان آسان نہیں ہے۔ ان کا ہر عمل بظاہر خلاف شریعت معلوم ہوتا ہے۔

اس جماعت کے سرخیل سلطان العارفين حضرت شیخ بازید بسطامی ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ آپ طویل مسافت قطع کرنے کے بعد بسطام آئے اس جگہ کے معزین اور خاندان آپ کے خیر مقدم کے لئے حاضر ہوئے اور کمال عقیدت آپ کی صحبت میں ان کے شب روز بسر ہونے لگے اس شہر کے تمام باشندوں کو آپ سے بے پناہ عقیدت ہو گئی سلطان العارفين نے عوام و خواص کا یہ عہد دیکھا تو آپ نے یہ خطر محسوس کیا کہ ان کی عقیدت کہیں کسی حقہ میں مبتلا نہ کر دے چنانچہ آپ نے لوگوں کو بدگمان کرنے کے لئے ایک ترکیب سوچی اور وہ یہ کہ رمضان المبارک کے پچیسویں میں بازار سے روٹی خریدی اور سب کے سامنے کھانی شروع کر دی لوگوں نے جب یہ نقشہ دیکھا تو ساری عقیدت گر کر رہ گئی اور صورت یہ پیش آئی کہ جب تک سلطان العارفين بسطام میں ہے لوگ ان سے بدعقیدہ ہے۔ ایسے عظیم المرتبت مشائخ کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ رمضان المبارک میں آپ کا روٹی کھانا اگر جہاں جہاں شریعت کے منافی تھا لیکن اس کے لئے شرعی جواز بھی تھا اور وہ اس لئے کہ آپ حالت سفر میں تھے اور سفر میں فطاریہ صوم کی کھلی اجازت ہے۔ آپ نے مخلوق خدا کی نظر میں معزز و محترم بننے سے احتراز کیا کیونکہ جس کسی کو خداوند تعالیٰ سے محبت اور اس کی معرفت کی سعادت حاصل ہو وہ ماسوا کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

ایک قسم کی ملامت ایسی بھی ہے جو حقیقی شریعت کی نقیض نہیں ہوتی۔ گروہ ملامتیہ کے درویش اسے اپنا اور رضا بھونا بنا لیتے ہیں تاکہ فتنہ شہرت اور قبول عام کے خطرہ سے بچ کر اپنے لب سے لو لگائے رہیں۔ اس گروہ کے اعمال و افعال پر زبان تنقید و راز نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ان اعمال کی تہ میں جو حقیقت کا رفرما ہوتی ہے اور اس کے پرے میں جو اسرار مخفی ہوتے ہیں ان پر مطلع ہونا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔

حضرات ذوالنون مصریٰ اور ابوتراب کھنٹی کا ارشاد ہے کہ جس بندہ سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہو جاتا ہے اس کی زبان طعن و تیش اولیاء اللہ پر راز ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیم قصار کا قول ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ پسندیدہ دو چیزیں ہیں ایک تو فقر کی ہم نشینی اور دوسرے اولیاء اللہ سے عقیدت اور ان کی خدمت گزاری۔ ابو العباس عطاء نے فرمایا ہے کہ اگر تو ان کے منصب و مقام تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا تو کم سے کم ان کے چاہنے والوں سے رابطہ محبت تو پیدا کر دے تیرے حق میں ستارش کریں گے۔

محمد بن سحاک نے اپنی وفات سے پیشتر یہ دعا کی:۔ بارالہ! تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے تیری نافرمانی کے ساتھ ساتھ تیرے فرمانبرداروں اور اطاعت گزاروں سے محبت کی ہے آج تو یہ کہہ کر ان کی دوستی کے صدقے میں میری خطاؤں سے درگزر کرے۔ اس نیک بہاد گروہ کی صحبت اور ان کی پابوسی کو موجب سعادت و برکت سمجھنا چاہئے اور یہ لوگ جہاں کہیں بھی ہوں ان کی صحبت سے بہرہ یاب ہونا چاہئے۔

شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ بزرگان دین اور مشائخ کی صحبت اور ان کی ہم نشینی کو نعمت اور نعمت سمجھنا چاہئے کیونکہ ان مشائخ باکمال کا دیدار نصیب نہ ہو تو پھر اس نقصان کی تلافی آسانی سے نہ ہو سکے گی۔ یاس و حراماں کے عالم میں زندگی گزرے گی۔ استیاق دید کے لئے وقت کی قید نہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہر وقت دیدار کی سعادت نصیب نہیں ہو سکتی اس لئے ان اولیاء کی زیارت اور ملاقات کو ایسا نعمت سمجھنا چاہئے کیونکہ پھر یہ خلا کسی صورت بھی پر نہیں ہو سکتا۔

ابو عبد اللہ بخاری نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ سووندہ صلحا کی معیت اور ان کی صحبت ہے۔ افعال و اقوال کی پیروی اور اولیاء اللہ کے مزارات پر عاضری بھی کچھ کم سووندہ نہیں ہے۔

نواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہیں کہ نیک لوگوں کی صحبت میں نشست و برخاست نیک اعمال سرانجام دینے سے زیادہ بہتر ہے اسی طرح بڑوں کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا گناہ کرنے سے زیادہ مضرت رساں ہے۔

سلطان ابراہیم ادرہمی نے فرمایا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ہاتھ میں دفتر (جرنل) لئے ہوئے ہے اور اس

میں کچھ تحریر کر رہا ہے میں نے پوچھا تو فرشتے نے جواب دیا کہ خدا کے دوستوں کے نام ضبط تحریر میں لارہا ہوں، میں نے پوچھا کہ آیا میرا نام بھی اس دفتر میں ہے یا نہیں، اس نے نفی میں جواب دیا، میں نے کہا۔ یہ درست ہے کہ میں خدا کے دوستوں میں سے نہیں ہوں لیکن میرا نام ان کے دوستوں کے دوستوں میں ہے میں ان سے محبت رکھتا ہوں، میں فرشتے سے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ فرشتے کو حکم ملا کہ دفتر میں از سر نو خانہ پرپی کرو اور سر فہرست ابراہیم بن ابراہیم کا نام تحریر کرو کیونکہ یہ ہمارے دوستوں کا دوست ہے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص تہیں ملے جو خود بھی صاحب ایمان ہے اور اسے ولیا اللہ سے حسن عقیدت بھی ہے اور وہ ان کے احکام پر عمل پیرا ہو تو اسے تو اس سے دعا کی استدعا کیا کرو تاکہ وہ تمہارے حق میں دست دعا درآ کرے۔

حضرت جنید بغدادی اپنے مرید خاص شیخ شبلہ سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی ایک شخص بھی تم کو اس قسم کا ملے جو تمہاری باتوں میں سے کسی ایک بات سے متفق ہو تو اس کا دامن نہ چھوڑنا اور اس کی دستگیری تم پر واجب ہے۔

حسین بن منصور حلاج فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اولیاء اللہ کے ارشادات پر لبیک کہے اور ان کی تصدیق بھی کرے نیز ان سے فیض یاب ہو تو اس سے میرا سلام کہو۔

شیخ شروانی کا ارشاد ہے کہ اگر نقل و حرکت کی توانائی ہے تو خزانہ ایمان کے لئے سخت سفر باندھو اور اس سے ملو جو ہم سے تعلق خاطر رکھتا ہے۔ آپ ہمیشہ اپنے مریدین کو یہ تلقین فرمایا کرتے تھے کہ ایسے شخص کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ جو اولیاء اللہ کی دوستی کا دم بھرتا ہے ان کی صحبت میں بیٹھو تو ارادت و عقیدت سے بیٹھو امتحان، سوالات یا طلب کرامات کی نیت نہیں ہوتی چاہئے۔

سہل بن عبداللہ تستری نے ارشاد فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت سے روگردانی، حرمان نصیبی ہے۔ وہ شخص جو ان کی باتوں پر کان نہ دھرے بلکہ دل سے منکر ہو بد نصیب ہے۔

ابو عبداللہ مغربی کا ارشاد ہے کہ درویش لوگوں کے لئے اللہ کی رحمت ہی ان کے دم قدم سے مسائب کی گھٹائیں چھٹ جاتی ہیں۔

حضرت غوث الثقلین محبوب نے فرمایا کہ یہ اولیاء اللہ دنیا اور عقبی کے تاجدار ہیں۔

شیخ ابوالحسن غزنوی نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کے قبضے میں دنیا کی باگ ڈور ہے، باران رحمت کا نزول ان کے فضل ہوتا ہے گویا یہ ان کے قدموں کی برکت ہے۔ زمین سے اگر پوٹے اگتے ہیں تو یہ ان کے قلب کی پاکیزگی اور حسن اخلاص کا صدقہ ہے۔

مشائخ اولیاء اللہ کی تصانیف سے یہ بات پائی تھی کہ پونج چکی ہے کہ ایسے اولیاء اللہ کی تعداد چار ہزار ہے جنہیں مکتوبین کہا جاتا ہے۔ یہ اولیاء آپس میں ایک دوسرے کو نہیں چانتے۔ انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ ہم کس مقام اور کس منصب پر فائز ہیں۔ تین سو اولیاء ایسے

یہیں جو بارگاہ ایزدی میں قرب کا درجہ رکھتے ہیں اور انہیں ہمہ وقت حاضر بائیں کا شرف حاصل ہے ان کو اختیار کہا جاتا ہے۔ چالیس اولیاء اللہ وہ ہیں جنہیں جیون کہتے ہیں (یعنی قیوم) اور چالیس اور ہیں جو ابدال مشہور ہیں سات اولیاء ہیں جو برابر کہلاتے ہیں اور چار دوسرے اولیاء ہیں جو اوتاد کے لقب سے جانے پہچانے جاتے ہیں تین اولیاء وہ ہیں جو لقباً کے خطاب سے یاد کیے جاتے ہیں ان کے علاوہ دو اور ولی ہیں جو امام کہلاتے ہیں یہ دونوں امام ایک قطب کے مابین ویسا رہتے ہیں اس گروہ اولیاء میں سے ایک کو قطب اور دوسرے کو غوث کہتے ہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے کوئی متعارف ہیں اور ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہیں۔

اولیاء اللہ کی ایک اور جماعت ہے جسے مفردان کے نام و خطاب سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ ایک دوسرے سے بے نیاز بھی ہیں اور اپنے مقام کے اعتبار سے ممتاز بھی۔ تعداد میں یہ اولیاء طاق ہوتے ہیں ان کا مقام نبوت و صدیقیت کے بین بین ہے۔ یہ فقیر حقیر بھی یہ توقع رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اولیاء اللہ کی برکت اور ان کے فیضان سے اسے دنیا و آخرت میں نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں انہی کے ہمدان سے اس کی بخشش ہو۔ کیا اچھا ہو کہ وہ اسے بھی اپنے دوستوں کے خدام کی فہرست میں شامل کرے اور انہی کے ساتھ اس کا حشر ہو ان کی عنایت سے اس کا دامن دولت ایمان سے پُر ہے۔

از عمل خویش ندام امید

بر کرم تست مرا اعتماد

(ترجمہ) اپنے عمل سے مجھے فلاح کی امید نہیں ہے، تیرے کرم پر میرا بھروسہ ہے۔



# ذکر مشرور کونین علیہ التحیہ و التسلیم

خدا کے بعد جس مقدس سستی کو فضیلت و شرافت کا بلند ترین مقام حاصل ہے وہ رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اور کوئی نہیں۔ آپ کا جسی نسب و تعلق خاندان قریش کے ان معزز و محترم افراد سے ہے جو ہر اعتبار سے امتیازی خصوصیات کے حامل رہے ہیں۔ آپ کا پدری نسب نامہ یہ ہے :- محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان الخ عظم الا نسب کے ماہرین اور مورخین نے بالاتفاق اس سلسلہ نسب کی تصدیق کی ہے باقی وہی سلسلے جو عدنان سے سیدنا حضرت اسمعیل تک اور سیدنا حضرت اسمعیل سے حضرت آدم تک منتہی ہونے میں موضوع اختلاف رہے ہیں تاہم جتنے بھی سوانح نگارین وہ یہ ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت اسمعیل سیدنا حضرت ابراہیم، سیدنا حضرت نوح اور سیدنا حضرت شعیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب کی ابتدائی کڑیاں ہیں۔

مادری سلسلہ نسب یہ ہے :- آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔ کلاب پر پہنچ کر مادری و پدری سلسلے مل جاتے ہیں۔ رسول کریم کے مبارک اسماء کی فہرست خاص طویل ہے ان میں ۹۹ اسمائیسے میں جو زبان زد چلے آتے ہیں۔ تورات میں احمد، ضوک اور قتال کے ناموں سے آپ کا ذکر آتا ہے۔ انجیل میں دوروائتیں ہیں ایک کی رو سے آپ کا نام حاد و دوسری کے مطابق فاروق لیطا (فارقلیط) ہے۔ آسمان کے قدسیوں میں آپ احمد و محمود کے ناموں سے مشہور ہیں۔

ارباب سیر کا اس چیز پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور و ولادت طلوع آفتاب سے قبل صبح صادق کے وقت ہوا۔ دو شنبہ رپریا کا دن تھا۔ سال اور ماہ و تاریخ کے سلسلے میں جو روایات پائی جاتی ہیں ان میں اختلاف ہے۔ اکثر مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور واقفہ اصحاب نیل سے پچھن یا پچالیس یوم بعد دنیا میں تشریف لائے ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کی ولادت اور واقفہ نیل دونوں ایک ہی تاریخ میں وقوع پذیر ہوئے۔ بعض ارباب تاریخ یہ بھی لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت اور واقفہ نیل میں تیس سال کا فرق ہے۔ بعض اس مدت میں دس سال کا اور اضافہ کرتے ہیں پہلی روایت صحیح نظر آتی ہے۔

علمائے امت کی متفقہ رائے یہ ہے کہ جس ماہ میں ولادت یا سعادت واقع ہوئی وہ ربیع الاول تھا۔ مورخین کا ایک طبقہ یہ بھی کہتا ہے کہ ولادت کا مہینہ رمضان المبارک ہے لیکن مشہور یہی ہے کہ یہ مہینہ ربیع الاول تھا اور اس کی بارہویں تاریخ کو آفتاب رسالت نے طلوع کیا بعض کا خیال یہ ہے کہ آپ دوسری ربیع الاول کو پیدا ہوئے بعض نے ۸ ربیع الاول کی نشاندہی بھی کی ہے بعض کہتے ہیں

کہ یوم ولادت حکیم بیچ الاول ہے اس تاریخ کو دو شنبہ تھا مورخین نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ نوشیروان عادل کی تخت نشینی سے ۲۲ سال بعد آپ کا نزول اجلال ہوا۔

جامع الاصول اور ازیں قبل دیگر کتب میں یہ مذکور ہے کہ آنحضرت کی ولادت سکندر رومی کے انتقال سے آٹھ سو بہتر سال بعد ہوئی حضرت ابن عباس کی ایک روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بعثت نبوت اور آنحضرت کے ظہور ولادت کی درمیانی مدت چھ سو سال کے لگ بھگ ہے۔

### نزول وحی کا آغاز

محدثین اور ارباب سیر کی تحقیق یہ ہے کہ نزول وحی کا آغاز ظہور ولادت سے ۲۱ سال بعد بروز دو شنبہ ۳ یا ۸ ربیع الاول کو ہوا، اکثر بیشتر مورخین اور سوانح نگار یہ بھی کہتے ہیں کہ پہلے پہل رمضان المبارک میں وحی نازل ہوئی تھی۔

### خوارق عادات یا معجزات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لا تعداد معجزات ظہور میں آئے مثلاً نزول قرآن، شق القمر، بنی یامہ کے نومو لوڈ کا کلام، ہرن کی گفتگو، نبوت پر مسو سار کی شہادت، سنگریزوں کا کلمہ پڑھنا، بھور کے درخت اور اس کی ٹانھوں کی خدمت اقدس میں حاضری، حضور کی جستجو میں پتھر کا سطح آب پر بہنے لگنا، اس چادر کا آگ سے نہ جلنا جس سے حضور کا دست مبارک چھو گیا تھا، آنحضرت کی آنکھتھائے مبارکہ سے چشمہ آب کی روانی، بھور کا درخت اونٹ کے کوبان سے آگ آنا اور اس کا پھلوں سے لدنا، زہر آلود زبان سے بکری کے بچے کا گویا ہونا وغیرہ وغیرہ..... بعض روایات کے مطابق معجزات کی تعداد ایک ہزار تک پہنچتی ہے۔ ایک دوسرے گروہ کی روایات میں تعداد کا تعین تین ہزار تک کیا گیا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ جتنی تعداد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معجزات ظہور میں آئے کسی دوسرے نبی کے یہاں ان کے چوتھائی حصہ کا ثبوت بھی نہیں ملتا۔

### معراج کی سعادت

کتب احادیث اور تاریخ و سیرت کی کتابوں میں واقعہ معراج سے متعلق بھی اختلاف روایات ہے۔ علماء کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ ظہور نبوت سے ۱۲ سال بعد بیچ الاول میں یہ واقعہ پیش آیا لیکن بعض روایات میں یہ ہے کہ فتوٰال کے مہینے میں بعثت سے گیارہ سال بعد آپ کو سعادت معراج نصیب ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق ۲۷ رجب میں اس کے وقوع پر زور دیا گیا ہے اور یہ روایت زیادہ شہرت پائی ہے بعض دوسری روایات میں ۲۸ ربیع الاول اور ۱۷ رمضان کی تاریخیں ظاہر کی گئی ہیں یعنی بعثت نبوت سے بارہ سال بعد۔ راویوں کی ایک جماعت نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ حضور کی بعثت سے پانچ سال بعد دو شنبہ کی رات کو واقعہ معراج پیش آیا تھا۔

## واقعہ ہجرت

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کی معیت و نفاقت میں اپنی بعثت سے ۱۳ یا ۱۴ سال بعد ۲ صفر کی شرب میں یا اواخر ربیع الاول میں مدینہ منورہ کو ہجرت کی تھی۔ ارباب سیر کی اکثریت کا خیال یہ ہے کہ آپ نے دو شنبہ کو مکہ سے کوچ کیا۔ بعض نے روانگی کا دن جمعرات بتایا ہے۔ ان ہر دو روایات کی تحقیقت یہ ہے کہ جمعرات کے دن آپ صدیق اکبر کی اقامت گاہ سے رخصت ہوئے لیکن غار ثور سے آپ کی مدینہ منورہ کو روانگی دو شنبہ کو ہوئی، ہو سکتا ہے کہ اس کے برعکس صورت پیش آئی ہو، خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ تذکرہ نگاروں نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ مدینہ منورہ میں آپ کا نزول اجمالی دو شنبہ کو ہر ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ تاریخ کے بارے میں مختلف روایات ہیں بعض کہتے ہیں کہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ تھی بعض نے دوسری اور بعض نے بارہویں اور تیرہویں تاریخیں بھی بیان کی ہیں۔

## وصال

ارباب سیرت و تاریخ کی روایات کے بحورب حضرت علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نے ۱۲ ربیع الاول کو واقعہ ہجرت سے گیارہ سال بعد دو شنبہ کے دن چاشت کے وقت پر وہ فرمایا بعض کی روایت یہ ہے کہ تاریخ وصال ۲ ربیع الاول بروز چہار شنبہ (بدھ) ہے آدھی رات کو یہ ساتھ پیش آیا یا صبح صادق کے وقت۔

بعض کی روایت ہے کہ آپ کا وصال حجرہ عائشہ صدیقہ (جسے آج گنبد خضر کہا جاتا ہے) میں منگل کے دن ہوا اور یہیں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

آپ کی عمر کے بارے میں بھی اختلاف ہے بعض کے نزدیک ۶۳ سال کی عمر پائی اور بعض کے نزدیک ۶۵ سال کی ایک روایت سے ۶۰ سال اور ایک دوسری روایت سے ساڑھے باسٹھ سال کی عمر ثابت ہوتی ہے۔

تذکرہ نویس علمائے ان مختلف اور متناقض روایات کی توجیہ و تبیین کرتے ہوئے یہ تحریر کیا ہے کہ پہلی روایت میں ولادت و وصال کے تسنن میں اختلاف نہیں پایا جاتا جب کہ دوسری روایت کی بنیاد ولادت اور وصال کے سال پر ہے۔ ۶۰ سال کی عمر سے متعلق جو روایت سنائی جاتی ہے اس میں بڑھے چڑھے سال نظر انداز کر دیے گئے ہیں مزید یہ کہ چوتھی روایت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر مبنی ہے کہ متقدم اور متأخر انبیاء کی عمروں میں دو اور ایک کی نسبت ہوگی چونکہ آپ سے ما قبل پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۵ سال ہوئی ہے اس لئے اس قرینے سے آپ کی عمر اس روایت کے مطابق ساڑھے باسٹھ سال قرار دی گئی ہے۔ یہ حدیث ضعیف بتائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔





واقعہ قبل سے تیرہ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی اور بعثت سے چھ سال بعد آپ نے اسلام قبول کیا جس روز آپ سلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اسی دن یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ -

اے نبی آپ کے لئے اللہ اور مومنوں میں سے جو آپ کے پیروں میں کافی ہیں۔

۲۳ جمادی الآخر کو بروز جمعہ شنبہ ہجرت سے تیرہ سال کے بعد آپ نے زمام خلافت سنبھالی، دس سال اور آٹھ ماہ آپ کی خلافت کی مدت ہے (فائس المنظون) ۲۳ کو حرم کے عینے میں شب یک شنبہ کو آپ نے چام شہادت نوش کیا ایک روایت یہ ہے کہ ۲۳ ذی الحجہ کو بروز چہار شنبہ آپ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور ۲۴ ذی الحجہ کو ہجرت کے روز آپ نے شہادت پائی۔

مذکورہ آئیوں نے آپ کی عمر کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض کے نزدیک آپ نے ۶۳ سال کی عمر پائی بعض ۵۸، ۵۴ اور ۵۵ سال کی عمر بھی بتاتے ہیں، آپ کا نقش خاتم نسی بالوت و اعطایا عمر، تھا (یعنی اسے عمر و اعطایا موت ہی کافی ہے) عمر الفاروق کا مزار عیدین کے مزار کے قریب ہے جیسا کہ خاتمان لکھتا ہے۔

- بیٹی حرم محمدیؐ جو لانگہ سردی را
- جوزا بگنار شمس خفت پیشش دو خلیفہ رخ نہفت
- چوں یک لفظ دوام اللہ ہر سہ شدہ ہم نہا دو ہمرہ

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فاروق اعظم کے پہلو میں مدفون ہوں گے اور اس طرح ان دونوں خلفا کا شہر دو مشہور انبیاء کے درمیان ہوگا۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوکان بعدی نبی لکان عمر بن خطاب (مشافق) اگر میرے بعد کوئی نبی مبعوث ہوتا تو وہ نبی عمر بن خطاب ہوتے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر سوا جاحل الجنة (صواعق) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر اہل جنت کے چیلے ہیں۔

## خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان بن عفانؓ النورین

کنیت ابو عمر، ابو سید اور ابو عبد اللہ، لقب ذو النورین (اور اسم مبارک عثمان بن عفان) ہے۔ آپ کے عقد میں سرور کونین کی دو صاحبزادیاں بیٹے بعد دیگرے آئیں۔ کہا جاتا ہے کہ کسی دوسرے انسان کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں اس کے

جیادہ عقید میں آئی ہوں۔ یہ شرف صرف حضرت عثمانؓ ہی کے حصہ میں آیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر میں چالیس لاکھ لوگوں کا باپ بھی ہوتا تو میں بچے بعد دیگرے نہیں عثمان بن عفانؓ سے بہا ہوتا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے:-

عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی بیویاں کے لطن سے پیدا ہوئے۔ بیٹا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ کے ساتھ ہی متولد ہوئی تھیں آپ کا سلسلہ نسب ماں باپ کی جانب سے عبد مناف پہنچ کر ملتا ہے عبد مناف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھی پشت میں اور حضرت عثمانؓ کے پانچویں پشت میں جدِ مجدد تھے۔

واقعہ فیل سے چھ سال کے بعد آپ متولد ہوئے ابھی اجبٹ کا پہلا ہی سال تھا کہ آپ نے حضرت صدیق اکبرؓ کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا ۲۲ محرم الحرام کے بیٹھے میں آپ منصبِ خلافت پر فائز ہوئے۔ آپ کے عہدِ خلافت کی مدت ۱۲ دن کم ۱۲ سال ہے بعض نے گیارہ سال گیارہ ماہ اور بائیس دن کی مدت تحریر کی ہے۔ آپ کی عمر ایک روایت میں ۸۸ سال اور دوسری روایات میں ۹۰، ۸۵، ۸۶ اور ۸۷ سال بھی بتائی جاتی ہے۔

واقعہ ہجرت سے ۲۵ یا ۲۶ سال بعد بروز جمعہ ۱۳ ذی الحجہ کو مدینہ منورہ میں آپ نے شہادت پائی آپ کا نقش خاتم النبیین اولئذ من تمنا جنت البقیع میں آپ کا مزار مبارک ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنتہ عثمان۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرے رفیق عثمان بن عفانؓ ہیں وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیدخلن بشفاعتہ عثمان سبعون الف علیہم قد استوجبوا جنت النار۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کی سفارش سے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں داخل ہوں گے جن پر دوزخ کا عذاب واجب ہو چکا ہوگا۔

## خلیفۃ المسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ

ابو الحسن اور ابو تراب کنیت، مرتضیٰ لقب اور اسد اللہ خطاب علی اسم گرامی ہے نسب نامہ یہ ہے:-

علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

مادری سلسلہ نسب یہ ہے:- فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف۔

آپ کی ولادت واقعہ فیل سے ایک طویل مدت بعد ۱۱ رجب کو جمعہ کے روز ہوئی بعض کا قول ہے کہ اجبٹ سے گیارہ

سال پورخانہ کعبہ میں آپ متولد ہوئے بعض کے خیال میں یہ بات بعثت سے تیرہ سال بعد کی ہے بچوں میں جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شخصیت تھی ۳۵ یا ۳۶ھ میں خلافت کی باگ ڈور سنبھالی ان کے عہد خلافت کی مدت ۵ سال اور ۳ ماہ تک کی ہے بعض روایات میں یہ مدت چار سال اور ۹ ماہ بتائی جاتی ہے۔ آپ نے ۳۶ھ میں ۲۱ رمضان کو بروز و شنبہ وفات پائی بعض نے رمضان کی ۳۳ ویں تاریخ بھی تحریر کی ہے۔ آپ کی عمر ۶۳ یا ۶۵ سال کے لگ بھگ تھی آپ کا نقش خاتم الملک للہ مشہور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے دو بار مغرب سے سوچ کا رخ پھیرا ایک فہم عہد نبوت میں اور دوسری بار آپ کی رحلت کے بعد۔ آپ کا مزار نجف اشرف میں ہے۔ ثنواہد النبوة میں تحریر ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ جب میری روح نفس عنصری سے پرواز کر جائے تو میری میت کو تابوت میں رکھ کر نجف میں بمقام نزیل لے جانا وہاں ایک سفید پتھر نظر آئے گا اس میں سے رٹنی پھوٹے گی اور وہ پتھر چمکتا ہوا ہوگا۔ اس پتھر کو جگہ سے اٹھانا تو اس کے نیچے نہیں ایک کھلے منہ کا لٹھا دکھائی دے گا اسی مقام پر مجھے سپرد خاک کر دینا۔

ملا عبد الغفور لاری نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بلخ میں مدفون ہیں جسے آسانہ امیر کے نام سے شہرت حاصل ہے اور اس ضمن میں اور بہت سی دلیلیں ذی گئی ہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انت من بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي (مشکوٰۃ) رسول كريم عليه الصلوة والسلام نے فرمایا کہ اے علی! تو میرے لئے ایسا ہے جیسے ہارون موسیٰ کے لئے تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولا فاعلى مولا لا اله الا الله من والاه وعاد من عاداه (مواقع)

رسول کریم علیہ الصلوة والسلام نے غدیر خم کے موقع پر یہ فرمایا، میری جس سے دوستی ہے علیؑ بھی اس کے دوست ہیں بارالہ! تو اس سے دوستی رکھ جو علیؑ سے دوستی رکھتا ہے اور اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ائمہ دوازده میں سے امام اول ہیں۔ تمام اولیاء اللہ کے سلسلے آپ کی ذات تک پہنچتے ہیں اور خلفائے اربعہ (خلفاء الراشدين) کے فضائل علیؑ قدر مراتب میں جیسا کہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ فتح کے آخر میں اشارہ کیا ہے۔

محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلا

من الله ورضوانا۔

(ترجمہ) محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو آپ کی محبت میں ہیں کفار پر سخت اور آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں تو انہیں رکوع و سجود کرتے ہوئے دیکھے گا (صحابہ) اللہ سے فضل اور اس کی رضامندی کے طالب ہیں۔



ان چاروں خلفاء کا مقام انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے بلند ہے تمام علماء اس سے متفق ہیں۔ اس احقر داراشکوہ کو خواب میں خلفاء الراشدين کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ چار بلند مرتبہ انسان سفید لباس میں بیوس ایک دوسرے کے پیچھے چل رہے ہیں احقر نے ان میں سے ایک سے دریافت کیا کہ ان کی کیا تعریف ہے؟ جواب میں یہ اطلاع ملی کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست ہیں احقر بھی ان کے پیچھے ہویا۔ یہ بزرگ ایک دریا عبور کر کے ایک بلند پہاڑ پر پہنچے اور برابر برابر کھڑے ہو گئے۔ یہ احقر روپرو حاضر ہوا اور پہلے صدیق اکبر کی خدمت میں سلام عرض کیا السلام علیکم یا صدیق اکبر جواب میں فرمایا علیکم السلام میں نے فاتحہ پڑھنے کے لئے استدعا کی چنانچہ آپ نے فاتحہ پڑھی پھر میں اسی صورت میں عمر الفاروق کی خدمت میں آیا عرض سلام کے بعد میں نے آپ سے بھی فاتحہ پڑھنے کی التجا کی آپ نے سلام کا جواب بھی مرحمت فرمایا اور فاتحہ بھی پڑھی پھر حضرت عثمان اور حضرت علی کی خدمت میں قدم بوس ہوا اور سلام کے بعد ان سے بھی فرداً فرداً فاتحہ پڑھنے کی درخواست کی۔ ان دونوں نے اس احقر کی التجا پر فاتحہ پڑھی۔ پھر ان بزرگوں نے ارشاد فرمایا کہ ہم سب ایک خدمت پر مامور ہیں انہوں نے اس احقر کو ٹہری نوازش اور کرم فرمائی کے بعد رخصت کیا۔ احقر کا یہ خیال ہے کہ اس خواب سے میری قسمت جاگ اٹھی ہے اور دونوں جہاں میں صلاح و فلاح کی دولت ملی ہے یہ ایک نعمت گراں قدر ہے جس سے قدرت نے مجھے نوازا ہے۔ اللہ کا احسان ہے۔

## امیر المؤمنین حضرت امام حسنؑ

ابو محمد کنیت، نعتی و سید القاب اور حسن نامی اور اسم گرامی ہے۔ نسب نامہ یہ ہے: حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما ائمہ دوازده میں آپ کا شمار دوسرے درجے پر ہے۔ ہجرت کے تیسرے سال رمضان المبارک میں بمقام مدینہ منورہ آپ نے آنکھیں کھولیں کہا جاتا ہے کہ جبرئیل امین نے امام موصوف کا نام ایک یثیمی رومال پر تحریر کر کے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ مشہور روایت ہے کہ امام حسن کی شبیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی خصوصیت کے ساتھ سینے سے ستر تک۔ آپ نے ۴۸ سال کی عمر پائی۔ چھ ماہ تک آپ نے خلافت کے فرائض سرانجام دیے۔ ابیح الاول ۵۰ھ کو آپ نے اس دنیا سے رحلت کی۔ آپ کی بیوی نے آپ کو زہر ملاہل دیا تھا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے، آپ کی آرام گاہ جنت البقیع میں ہے۔

## امیر المؤمنین حضرت امام حسینؑ

ابو عبد اللہ کنیت، شہید و سید القاب، اور اسم گرامی حسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ موصوف ائمہ دوازده میں سے تیسرے امام

اور اہل جنتہ کے سردار ہیں۔ ہجرت کا چوتھا سال تھا کہ چار شعبان کو بروز شنبہ مدینہ منورہ میں آپ تو لہ پذیر ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کل چھ ماہ بطن مادر میں رہے، آپ کے اور حضرت یحییٰ بن زکریا کے علاوہ چھ ماہ کا کوئی بچہ جانبر نہیں ہو سکا ہے۔

امام حسن کی ولادت اور امام حسین کے بطن مادر سے تعلق میں صرف پچاس دن کا ہیر پھیر تھا۔ رسول کریم نے آپ کا نام حسین تجویز کیا تھا، کہا جاتا ہے کہ آپ کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ جب آپ نابالغی میں ہوتے تو آپ کی حکمتی ہونے پشیمانی اور دیکھتے ہوئے چہرہ کی چمک دک میں لوگوں کو راستہ نثار اجانا اور اندھیرا چھٹ جانا مروی ہے کہ ایک دفعہ امام حسن اور امام حسین دونوں کشتی لڑ رہے تھے، اس آنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن سے فرمایا کہ حسین کو اپنی گرفت میں لے لے اس پر حضرت فاطمہ الزہرا نے فرمایا، اے اللہ کے رسول! آپ بڑے سے کو شہرے رہے ہیں کہ وہ چھوٹے پر قابو پالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی جبریل نے کہا ہے کہ حسین، حسن کو اپنی گرفت میں لے لے۔

آپ نے، ۵ سال اور ۵ ماہ کی عمر پائی۔ کہ بلا میں جب کے روز ٹھیک نماز جمعہ کے وقت عشرہ محرم ۱۱ میں آپ نے جام شہادت نوش کیا ایک روایت میں شہادت بروز شنبہ نماز فجر کے وقت واقع ہوئی۔

روایت ہے کہ جس روز آپ شہید ہوئے بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھاتے خون آلود نظر آتا بعض روایات میں ہے کہ شہادت کے دن آسمان سے خون برسنا تھا۔ آپ کا مزار کربلائے معلیٰ میں زیارت گاہ خاص دعاء ہے

## حضرت امام زین العابدین رضی

کنیت ابو محمد، ابو الحسن اور ابو بکر ہے لقب سجاد اور زین العابدین اور اسم گرامی علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔ آپ ائمہ دوازوہ میں سے چوتھے امام ہیں۔ آپ ۳۳ھ یا ۳۶ھ یا ۳۸ھ میں بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوئے آپ یزید و بن نو شیروان عادل کی بیٹی شہر بانو کے بطن سے ہیں بروایات مختلفہ آپ ۶۱ یا ۶۲ یا ۵۶ سال کی عمر پائی آپ کی وفات ۸ محرم کی شب میں ۹۴ھ یا ۹۵ھ میں ہوئی۔

منقول ہے کہ جب آپ وضو کا اہتمام فرماتے تھے تو آپ کے چہرے پر زردی چھا جاتی تھی اور آپ کے جسم کا رُواں رُواں کانپ اٹھتا تھا کسی نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ روضہ کے بعد کس بارگاہ میں حاضری دینی ہوتی ہے۔ آپ کا مزار عالیہ امام حسن کے روضہ اطہر کے پہلو میں ہے۔

## حضرت امام محمد باقرؑ

کنیت ابو جعفر لقب باقر اور نام نامی محمد بن علی بن حسینؑ ہے۔ آپ امام خامس ہیں۔ امام حسینؑ کی شہادت سے تین سال پیشتر بروز جمعہ صفر المنظر میں ۵۷ھ بمقام مدینہ منورہ آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم شریف فاطمہ بنت حسن بن علی المرتضیٰؑ تھا۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے امام محمد باقرؑ کو سلام کی وصیت کی تھی۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا، اے جابر، تم ان ایام میں موجود ہو گے جب میری آل میں ایک لڑکا محمد بن علی بن حسین نام کا متولد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے نور و حکمت سے نوازے گا، اس سے تمہاری ملاقات ہو تو تم اس سے میرا سلام کہہ دینا۔

آپ کی عمر کے بارے میں روایات مختلف ہیں، ۵۸ یا ۶۳ سال کی عمر بھی بتائی جاتی ہے، روایت واقدی ۳۷ سال کی عمر منقول ہے۔ بخاری میں امام جعفر صادقؑ سے جو روایت بیان کی جاتی ہے اس کی رو سے آپ نے ۵۸ سال کی عمر پائی۔ ۳۱ھ میں یحییٰ بن یحییٰ کے قول کے مطابق ۱۱۹ھ میں اور مدائنی کی روایت کے بموجب ۱۱۷ھ میں آپ نے آخرت کی راہ لی۔ آپ کی آرام گاہ جنت البقیع میں ہے اور حضرت امام زین العابدینؑ کے مزار کے متصل ہی آپ ابدی نیند سوئے ہوئے ہیں۔

(۱۶۱)

## حضرت امام جعفر صادقؑ

کنیت ابو عبد اللہ اور ابو اسمعیل ہے صادق لقب اور نام نامی جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی مرتضیٰؑ ہے آپ امام سادس ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ثروہ بنت تعاصم بن محمد بن ابی بکر الصدیقؓ ہے۔ ام فردہ، اسمائت بنت عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیقؓ کی بیٹی تھیں۔ امام جعفر صادقؑ کی روحانی نسبت کے دو واسطے ہیں ایک تو اپنے والد ماجد امام باقرؑ کی جانب سے بتوسط حضرت علی کریم اللہ وجہ اور دوسرا اپنی مادر شفقت کی طرف سے بتوسط قائم بن محمد بن ابی بکر (جو آپ کے نانا تھے) مؤخر الذکر نے سلمان فارسی سے اور سلمان فارسی نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کسب فیض کیا۔

آپ بروز دو شنبہ ۷۱ھ صبح الاول کو ۸۷ھ میں یا بروایت دیگر ۸۳ھ میں متولد ہوئے آپ نے ایک روایت کے بموجب ۶۸ سال کی پور دوسری روایت کے مطابق ۶۵ سال کی عمر پائی۔ آپ بروز دو شنبہ ۱۵۰ھ رجب ۱۲۸ھ کو مدینہ منورہ میں اشد کو پاس ہوئے آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں ایک ہی قبہ ہے جس میں آپ، امام محمد باقرؑ، امام زین العابدینؑ، اور امام حسنؑ مدفون ہیں کشف المحجوب

میں مخدوم سید علی جویری نے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک روز امام جعفر صادق اپنے مولیٰ رطلام کے پاس بیٹھے ہوئے یہ فرمایا ہے تم سے کہ آؤ ہم اس چیز پر بیعت کریں کہ ہم میں سے جو بھی نجات پا جائے وہ قیامت میں سب کی بخشش کے لئے سفارش کرے گا۔ حاضرین میں کسی نے آپ سے عرض کیا کہ حضور! آپ کو ہم میں سے کسی کی سفارش کی کیا احتیاج ہے؟ آپ کے جد امجد تو تمام مخلوق کی شفاعت فرمائیں گے آپ نے فرمایا مجھے اپنے اعمال سے شرمندگی ہے، میں سوچتا ہوں کہ قیامت میں جد امجد کے روبرو میری سرخروئی کیسے ہوگی۔

## حضرت امام موسیٰ کاظمؑ

ابوالحسن اور ابو البرہم کنیت، کاظم لقب اور اسم گرامی موسیٰ بن جعفر الصادقؑ ہے۔ آپ ترتیب کے لحاظ سے ساتویں امام ہیں۔ آپ بروز یک شنبہ، صفر المظفر کو ۱۲۷ھ میں تمام ابواب میں وفات ہوئی جو مکہ اور مدینہ کے مابین واقع ہے آپ کی والدہ ماجدہ حمیدہ بنت ام ولد تھیں۔ امام محمد باقر نے انہیں خرید کر امام جعفر صادقؑ کے حوالے کر دیا تھا امام موسیٰ کاظمؑ انہی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ایک روایت کے بموجب آپ کی عمر ۵ سال اور دوسری روایت کے مطابق ۵۵ سال ہوئی تھی۔ آپ کی وفات بروز جمعہ ماہ رجب میں ۱۸۸ھ یا ۱۸۳ھ میں ہارون الرشید کے قید خانے میں ہوئی آپ کا مزار بغداد میں مقبرہ قریش میں ہے۔

## حضرت امام موسیٰ علی رضاؑ

آپ کی کنیت بھی ابوالحسن تھی۔ امام موسیٰ علی رضا کا بیان ہے کہ میرے والد ماجد نے فرمایا کہ میں نے تجھے اپنی کنیت دے دی ہے آپ رضا کے لقب سے مشہور تھے اور آپ کا نام علی بن موسیٰ بن جعفر تھا۔ آپ آٹھویں امام ہیں۔ آپ بروز جمعرات ۱۱ ربیع الآخر ۱۵۳ھ میں اپنے جد امجد حضرت امام جعفر صادقؑ کے وصال سے پچاس سال کے بعد متولد ہوئے۔ ایک روایت کے بموجب ۸ شوال اور دوسری روایت میں ۷ اور ۶ شوال کو وفات پائی بعض روایات میں ۱۵۶ھ سنہ وفات ہے۔

آپ بھی ام ولد کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ان کا نام نجمہ، شمانہ اور ام البنین بتایا جاتا ہے۔ وہ امام موسیٰ کاظمؑ کی والدہ محترمہ حضرت حمیدہ کی کنیز تھیں۔

منقول ہے کہ ایک شب حضرت حمیدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا کہ نجمہ کو اپنے بیٹے موسیٰ کو سوچ دو اس جوڑے سے عنقریب ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو رشتے زمین کی تمام مخلوق سے افضل ہوگا۔ امام رضا کی والدہ

نجر سے ہدایت ہے کہ جب امام رضا میرے پیٹ میں تھے تو مجھے مطلق گرانہ محسوس نہیں ہوتی تھی جب میں سوئی ہوتی تھی تو میرے پیٹ سے تسبیح و تہلیل کی آواز سنائی دیتی تھی۔ جب آپ متولد ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور آسمان کی طرف رخ کیا آپ کے لب: جنبش میں تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کر رہے ہیں۔ یہ اختلاف روایات آپ کی عمر ۴۹، ۴۴، ۴۵ یا ۵۰ سال بتائی جاتی ہے آپ کی وفات بروز جمعہ ۲۱ یا ۹ رمضان ۲۸۰ھ میں طوس کے قصبے شاہ باد میں جو نوقان کے مضافات میں سے ایک قصبہ ہے پیش آئی تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ہارون الرشید کے فرزند مامون الرشید نے امام موسیٰ رضا کو بلا بھیجا۔ مامون کے سامنے بے عانت بھانت کے میووں اور پھلوں سے لدے ہوئے طباق رکھے تھے اس کے ہاتھ میں خوشہ انگور تھا جسے وہ مزے لے لے کر کھا رہا تھا جب مامون الرشید نے آپ کو دیکھا کہ تشریف لائے ہیں تو اٹھ کھڑا ہوا، گرم جوشی کے ساتھ بغل گیر ہوا اور آپ کو اپنے پاس بٹھایا۔ خوشہ انگور آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا، اے ابن رسول! کیا آپ نے اس خوشہ انگور سے بہتر خوشہ دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بہتر انگور تو جنت کے ہیں۔ پھر مامون الرشید نے عرض کیا، انگور تناول فرمائیے۔ امام علی رضا نے فرمایا مجھے معاف فرمائیں۔ جب مامون الرشید کا اصرار بڑھا اور اس نے تناول نہ کرنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے اس کے ہاتھ سے خوشہ انگور لے لیا اور اس میں سے کچھ انگور تناول فرمائے، مامون الرشید نے دوبارہ انگور پیش کئے آپ نے دو تین داتے ان میں سے کھائے اور ہاتھ کھینچ لیا۔ اس کے بعد آپ مامون کے پاس سے اٹھے اور چل کھڑے ہوئے۔ مامون الرشید نے پوچھا، کہاں کا قصد ہے؟ ارشاد فرمایا، جہاں جلتے کے لئے امر ہوا ہے وہیں چلا ہوں، آپ سر پر کچھ اڑھ کر چلے اور سرائے میں ٹھہرے آپ اسی سرائے میں قیام پذیر تھے کہ اس اثنا میں آپ کے صاحبزائے امام تقی مدینہ منورہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے معائنہ کیا اور یہ دونوں پدر و فرزند ایک ہی بستر پر بالمو اجہ دراز ہو گئے آپس میں کچھ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں اور اسی عالم میں آپ کا وصال ہوا آپ کا روضہ خلیفہ ہارون الرشید کے قبہ میں ہے جس کا محل وقوع وہ سرائے ہے جو سرائے حمید بن القاسم الطائی کے نام سے مشہور ہے یہ آبادی آج اچھی خاصی پر رونق ہے اور لوگ دور دور سے یہاں زیارت کے لئے آتے ہیں اسے شہد کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

## حضرت امام محمد تقی

ابو جعفر ثانی کنیت اور تقی لقب ہے، جو اجد کے لقب سے بھی آپ کو شہرت حاصل ہے۔ آپ کا نام اور نسب کچھ اسی طرح ہے محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر صادق آپ امام تاسع ہیں بروز جمعہ ۱۰ رجب المرجب ۱۹۵ھ کو مدینہ منورہ میں متولد ہوئے

آپ کی والدہ کا نام خیزران یا ریحانہ تھا اور یہ ام ولد تھیں۔ بعض روایات سے ثابت ہے کہ آپ کا خاندان کا سلسلہ ماریہ قبیلہ رضی اللہ عنہا کے خاندان سے ملتا ہے۔ آپ نے ۳۵ سال کی عمر پائی۔ منگل کے دن ۶ ذی الحجہ کو ۲۲ھ میں آپ نے سفر آخرت اختیار کیا، خلیفہ عباسی معتصم باللہ کے دور میں یہ سانحہ پیش آیا آپ بغداد شریف اپنے جد امجد امام موسیٰ کاظمؑ کے مزار کے قریب ہی سوئے ہوئے ہیں۔

عہد طفولیت میں جب آپ کی عمر گیارہ سال کے لگ بھگ تھی بغداد کی گلیوں میں سے کسی گلی کے لڑکوں میں کھڑے ہوئے تھے۔ اتفاق کی بات کہ مامون الرشید شکار گاہ کو جاتے ہوئے اس گلی سے گزرا، گلی کے لڑکے دم خوب ہو کر منتشر ہو گئے لیکن امام نقی جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے رہے، مامون نے یہ دیکھا تو گھوڑے سے اتر کر آپ سے پوچھا کہ آپ دوسرے لڑکوں کے ساتھ بھاگے کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہن رسا اور قبول عام کا شرف عطا کیا تھا، فرمانے لگے، امیر المومنین راستہ کھلا ہوا ہے میرے چلنے جانے سے یا ٹھہرے رہنے سے گنجائش کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں نے ایسا کونسا قصور کیا ہے جو میں گریز کی راہ اختیار کرتا مجھے یہ بھی امید ہے کہ آپ خواہ مخواہ کسی جرم کے بغیر کسی کو سزا نہیں دیتے، مامون الرشید آپ کی حد درجہ معصومانہ باتوں اور بھولی بھالی صورت سے بہت زیادہ متاثر ہوا، پوچھا، صاحبزادے آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا، مجھے محمد کہتے ہیں، پھر مامون نے دریافت کیا، آپ کے والد کون ہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا، امام رضا، مامون الرشید نے اس خاندانی شرافت سے متاثر ہو کر کچھ عرصے کے بعد اپنی لڑکی ام الفضل کی شادی آپ سے کر دی۔

## حضرت امام محمد تقیؑ

ابوالحسن ثانی کینیت، ہادی نوی عسکری اور تقی کے القاب سے آپ نے شہرت پائی ہے آپ کے نام و نسب کا سلسلہ یہ ہے علی بن محمد بن موسیٰ بن جعفر صادقؑ ہے آپ امام عاشر ہیں آپ ۱۳ رجب کو بروایت دیگر بروز عرفہ ۲۰۳ھ یا ۲۱۳ھ میں متولد ہوئے تھے آپ بھی ام ولد کے بطن سے تھیں ان کا نام شمانہ یا ام الفضل تھا۔ یہ مامون الرشید کی صاحبزادی تھیں۔ آپ نے چالیس یا اکتالیس سال کی عمر پائی ہے۔ آپ نے اس مقام پر رحلت فرمائی جسے سوسن رائے کہتے ہیں اور بغداد کے قرب و جوار میں سامرہ کے نام سے معروف ہے۔ جمادی الاول ۱۳ جمادی الآخر ۲۵ھ میں بعد مستنصر باللہ آپ نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی ان کا مزار عالیہ بھی سوسن رائے میں واقع ہے۔

نقل ہے کہ متوکل باللہ کا ایک مکان طرح طرح کے جانوروں کے لئے مخصوص تھا جو کوئی بھی پہنچتا، جانوروں کی بولیوں اور

پزندوں کے چہروں کے شور میں اسے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی جب امام تقی (ؑ) اس مکان میں داخل ہوتے تو یہ جانور خار ہو جاتے تھے لیکن جب آپ باہر تشریف لاتے تو پھر پزند اور چرند بولیاں بولنے لگتے اور شور برپا ہونے لگتا۔

## حضرت امام حسن عسکریؑ

کنیت ابو محمد، لقب زکی اور بعض دیگر روایات میں فالص، سراج اور عسکری بھی القاب ہیں آپ کا نسب نامہ یہ ہے حسن بن علی بن محمد بن علی رضا ہے آپ گیارہویں امام مانے جاتے ہیں آپ مدینہ منورہ میں ۲۳۱ھ یا ۲۳۲ھ میں متولد ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ بھی ام ولد تھیں۔ سوسن اور امام ہادیؑ کے قول کے مطابق حدیث دو نام تھے۔ آپ نے ۲۹ یا ۲۸ سال کی عمر پائی ۶ یا ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو سوسن رائے کے مقام پر آپ کا وصال ہوا اور اپنے والد ماجد کے مزار سے متصل ہی سپرد خاک کیے گئے۔

ایک شخص کی روایت ہے کہ میں قید و بند کی صعوبتوں سے پریشان ہو کر امام زکی (امام حسن عسکریؑ) کو تحریری شکایت لکھ کر بھیجی، میں اپنی ہی دستی اور بے سرو سامانی کا حال بھی قلمبند کرنا چاہتا تھا مگر شرم کے ملے میرا قلم جنبش میں نہ آسکا۔ امام زکیؑ نے میرے شکایت نامہ کے جواب میں تحریر کیا جس میں یہ تھا آج تم انشاء اللہ ظہر کی نماز اپنے گھر میں ادا کرو گے چنانچہ ایسا ہوا کہ نماز ظہر سے پیشتر ہی مجھے قید سے چھکارا مل گیا اور میں نے اسی روز آپ کے ارشاد کے بموجب اپنے گھر نماز ظہر ادا کی۔

ناگہاں میرے پاس ایک قاصد آیا اور اس نے مجھے سو دینار دیے ایک خط بھی مجھے دیا گیا جس میں یہ تحریر تھا، حسب کمی ضرورت پیش آئے مجھے سوال کرنے میں شرم محسوس نہ کرنا جو مراد ہوگی انشاء اللہ پوری ہوگی۔

## حضرت امام محمدؑ

ابو القاسم کنیت تھی اور سلسلہ نام و نسب یہ ہے :- محمد بن حسن بن علی بن محمد بن بن علی الرضا رضی اللہ عنہم آپ ترتیب کے اعتبار سے بارہویں امام شمار کئے جاتے ہیں آپ علمائے اہل سنت والجماعت کی تحقیق کے مطابق ۲۳ رمضان المبارک ۲۵۸ھ کو سوسن رائے کے مقام پر وفات ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ بھی ام ولد تھیں ان کا نام بہ اختلاف رائے صیقل، سوسن اور زکریا تھا آپ روز نماز پیدا ہوئے آپ نے انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور چھینک بھی آئی آپ کی زبان پر الحمد للہ رب العالمین تھا۔

امامی فرقہ کے عقیدہ کے مطابق ۲۶۵ھ یا ۲۶۶ھ میں آپ دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے تھے۔ اہل سنت والجماعت

کے نزدیک یہ سنن وفات ہیں۔ یہ روایت بھی ہے کہ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء کے قریبی زمانے میں امام جہد علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ اہل حق کا یہی عقیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

ان بارہ اماموں کے فضائل و کمالات اتنے ان گنت ہیں کہ ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، ہر ایک امام امتیازی خصوصیات کا حامل ہے ہر ایک کے حالات و کمالات میں فرق پایا جاتا ہے۔ اس کتاب میں ان ائمہ کے حالات بڑے اختصار کے ساتھ قلمبند کیے گئے ہیں۔ ان بارہ اماموں میں ہر ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور خلفائے سے ہے ان کی محبت اور ان سے عقیدت کی بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور خوشنودی حاصل ہو سکتی ہے اور اسی کو آخرت میں مدارجات سمجھنا چاہئے۔ البتہ یہ عقیدہ بھی ناگزیر ہے کہ اہل بیت کے کمالات اسی دائرہ میں محصور نہیں ہیں ان ائمہ کے کمالات دوسروں کی نسبت فوقیت کا درجہ لئے ہوئے ہیں۔ دوسروں کے مراتب ان ائمہ کے فضائل کی انتہا کو کہاں پہنچ سکتے ہیں۔

## حضرت سلمان فارسیؓ

کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ سلمان بن اسلام کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ صحابہ میں آپ کا درجہ بہت سوں سے افضل ہے۔ آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے کہ سلمان ہم میں سے ہیں، طریقت میں آپ نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے کسب فیض کیا تھا آپ کا وصال ۳۳ھ میں بمقام مدائن ہوا۔ آپ نے ایک قول کے مطابق ۵۰ سال اور دوسرے قول کی بنیاد پر ۳۵ سال کی عمر پائی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے ۲۵ سال کی عمر پائی تھی، یہ آخری روایت قابل اعتماد ہے۔

## حضرت ویس قرنیؓ

آپ کا نام نامی اور اسم گرامی ابوس ہے اہل نجد کے قبیلہ قرن سے آپ کا علاقہ تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی تعریف و توصیف فرمائی ہے۔ آپ کا عہد نبوت سے تعلق تھا۔ دو موانع ایسے پیش آگئے تھے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات و زیارت سے مشرف نہ ہو سکے تھے اولاً اس لئے کہ آپ کی والدہ بے حد ضعیف تھیں اور آپ کو شب روزانہ کی خدمت میں رہنا پڑتا تھا اور ثانیاً اس لئے کہ آپ پر ہمہ وقت حالت و کیفیت طاری رہتی تھی شتر بانی آپکی وجہ معاش تھی اس سے جو کچھ یافت ہوتی



اس سے آپ کی اور آپ کی والدہ کی گزر بسر ہوتی تھی۔

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناویدہ عاشق تھے اور آپ کو اپنے آقا سے بید عتدیت تھی جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضور کے وندان مبارک غزوہ احد میں شہید ہو گئے ہیں تو یہ نہ جانتے ہوئے کہ کون سے دانت شہید ہوئے ہیں، آپ نے اپنے تمام دانت توڑ ڈالے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے قبل یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرا خرقہ رکالی (مکی) اویس قرنی کا حصہ ہے وہ اسے پہنچا دیا جائے اور اسے میری جانب سے یہ پیغام بھی پہنچایا جائے کہ میری امت کے حق میں دعائے مغفرت بھی کرے۔ حضرت فاروق اعظم نے اپنے دور خلافت میں یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے عہد میں اس وصیت کی تعمیل کی۔ خرقہ بھی حضرت اویس کو پہنچایا اور دعا کے لئے بھی کہا۔ روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے ربیعہ اور مضر کی بھیڑوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ امت محمدیہ کی بخشش فرمائی اور اس کی تعداد میں اضافہ کیا۔

شواہد النبوة میں حضرت اویس قرنی کی رحلت سے متعلق یہ آیا ہے کہ آذربائجان میں غرار کے مقام پر تھے کہ آخر وقت پہنچا لوگوں نے ایک جگہ آپ کے لئے قبر کھودنی چاہی وہاں پتھر کی ایک چٹان ملی جہاں ان کی قبر پہلے سے بنی ہوئی تھی جب کفن کا ارادہ کیا تو ایسے صاف پتھر کے کپڑے ملے جو کسی انسان کے ہاتھوں سے بنے ہوئے نہیں تھے۔ ان کپڑوں میں آپ کو کفنایا گیا اور اس قبر میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

کشف المحجوب اور تذکرۃ الاولیاء میں مخدوم سید علی ہجویری اور خواجہ فرید الدین عطار نے تحریر کیا ہے کہ حضرت اویس قرنیؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے اور آپ نے مشہور معرکہ صفین میں شریک ہو کر جنگ کی اور جام شہادت نوش کیا۔ ایک روایت کے بموجب آپ نے ۳۲ھ ۳ رجب کو اور دوسری روایت کی رو سے ۳۳ھ میں انتقال کیا روضۃ یا حسین میں امام عبداللہ یافعی نے یہ دونوں روایات نقل کی ہیں۔

## حضرت حسن بصریؒ

ابوسعید کینیت تھی آپ کا پیشہ جو اہر فرشی تھا اس رعایت سے آپ حسن لولوی کے نام سے بھی مشہور ہیں آپ حبیل القدرین میں شمار کیے جاتے ہیں آپ نے حضرت عمرؓ اور ان کے علاوہ ایک سو تیس صحابہ سے ملاقاتیں کی ہیں، روایات میں آیا ہے کہ آپ کی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ کی کنیزوں میں شامل تھیں۔

کسی نے آپ سے دریافت کیا، مسلمان کی کیا تعریف ہے اور مسلمان کسے کہتے ہیں، جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا مسلمان در کتاب مسلماناں در گور مسلمان کی کتاب میں ہے اور مسلمان قبروں میں مدفون ہیں، پھر آپ سے سوال کیا گیا، حضرت! ہمارے دل خوابیدہ ہیں آپ کے ارشادات ان پر اثر انداز نہیں ہوتے آخر ہیں اس کا کیا علاج کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا اگر دل خوابیدہ ہوتے تو بات ہی کیا تھی انہیں تو جھنجھوڑ کر جگایا جاسکتا تھا مگر ان پر تو موت وارد ہو چکی ہے انہیں کتنا ہی جھنجھوڑو، انہیں بیدار نہیں کیا جاسکتا۔

آپ نے ۲۱ھ میں آنکھیں کھولیں اور آپ نے ۸۹ سال کی عمر پائی ہے، ۵۰ھ رجب المرجب ۱۱ھ میں وفات ہوئی آپ کا مزار بصرہ کے قریب قدیم بصرہ میں رجوع بھی آباد ہے۔

## قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی

آپ کا شمار جلیل القدر تابعین میں ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ کے ان مشہور سات فقہاء میں رجب پر مسائل کے سلسلے میں رجوع کیا جاتا تھا، آپ بھی شامل تھے۔ اپنی پھوپھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے عائلی ماحول میں آپ نے تربیت پائی تھی۔ یحییٰ بن معاذ کا بیان ہے کہ میں نے مدینہ میں قاسم بن محمد سے زیادہ عالم و فاضل اور کسی کو نہیں پایا زیاد کی رائے بھی یہی ہے کہ میری نظر میں باعتبار علم و فضل آپ کا ثانی نہ تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ خلافت میرے بس کی چیز ہوتی تو میں اسے حضرت قاسم کو سونپ دیتا اور مسند خلافت آپ کے لئے خالی کر دیتا۔ آپ کی رحلت ۱۰۸ھ یا ۱۱۲ھ یا ۱۱۴ھ میں ہوئی سنہ وفات کے سلسلے میں روایات مختلف ہیں۔

## امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رضی

کنیت ابو حنیفہ، لقب امام اعظم اور اسم گرامی نعمان بن ثابت ہے آپ تابعین میں شمار کئے جاتے ہیں ائمہ اربعہ میں پہلے جلیل القدر امام ہیں، امام جعفر صادق سے آپ کو شرف ملاقات حاصل رہا ہے آپ نے جن سات صحابہ کو دیکھا اور جن کی صحبت سے فیض یاب ہوئے ہیں وہ ہیں۔

۱۱، حضرت انس بن مالکؓ (۲)، حضرت جابر بن عبد اللہؓ (۳)، حضرت عبد اللہ بن انسؓ (۴)، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ (۵)، حضرت عبد اللہ بن حرتؓ (۶)، حضرت معقل بن لیثؓ (۷) و اہل بن اسحاقؓ۔

جن بزرگ ہستیوں نے آپ کی سند سے روایات بیان کی ہیں وہ یہ ہیں: حضرت فضیل بن عیاضؓ (۲)، خواجہ ابراہیم بن ادرہم بلخیؓ (۳)، حضرت بشر حافیؓ (۴)، حضرت داؤد طائیؓ — صاحبینؓ امام ابو یوسفؓ اور امام محمدؓ آپ کے شاگردوں میں سے ممتاز ہیں۔ صاحب کشف المحجوب نے مخدوم سید علی بھویریؓ ان مؤخر الذکر امامین کے بارے میں یہ تحریر کیا ہے کہ ائمہ کے امام اور قائد ہیں اہل سنت و الجماعت انہیں اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں علماء و فقہاء کے لئے ان کا وجود مجدد شرف کا سبب ہے۔ منقول ہے کہ امام عظیمؓ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری دیتے تو عرض کرتے السلام علیک یا ائمة المسلمینؓ گنبد خضراء سے جواب آتا وعلیک السلام یا امام المسلمین۔

یحییٰ بن معاذؓ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؓ میں آپ کی جستجو کہاں اور کس مقام پر کروں، ارشاد ہوا، مجھے تلاش کرنا تو ابو حنیفہ کے علم کے پاس تلاش کرنا۔ خواجہ محمد پارساؓ نے تحریر کیا ہے (فصول سند میں) کہ امام عظیمؓ کی ہستی ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے بمنزلہ معجزہ ہے۔ قرآن حکیم کے بعد آپ کا فقہی مسلک اس شان کا مسلک ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نزول کے بعد چالیس سال اسی مسلک کے مطابق احکام کا نفاذ فرمائیں گے۔

روایت ہے کہ جب آپ آخری بار کعبہ کے طواف کے لئے گئے تو تمام رات یہ عالم رہا کہ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نصف قرآن اور باقی نصف دوسرے پاؤں پر کھڑے ہو کر پڑھا۔ آخر میں عرض کیا، ما عرفناک حق معرفتک و لکن عبدناک حق عبادتک ہم نے تیری معرفت کا حق تو ادا نہیں کیا البتہ تیری عبادت کا حق ضرور ادا کر دیا ہے غیب سے ہاتھ نے اعلان کیا، اے ابو حنیفہ تو نے معرفت کا حق بھی ادا کر دیا ہے اور عبادت کا حق بھی لہذا میں نے تجھے اور تیرے پیروں کو بخش دیا۔

نقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالکؓ کے وہن میں اپنا لعاب وہن اس وصیت کے ساتھ منتقل کر دیا تھا کہ اے امام ابو حنیفہؓ تک پہنچاؤں۔ یہ لعاب وہن حضرت انس بن مالکؓ کے لب میں بصوت آبلہ محفوظ رہا جسے انہوں نے امام عظیمؓ تک جب کہ وہ ابھی عالم طفولیت میں تھے منتقل کر دیا۔ روایت ہے کہ امام عظیمؓ ہر شب ایک ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے آپ نے پورے تیس سال تک عشا کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ مروی ہے کہ جب تک امام عظیمؓ اس دنیا میں رہے حضرت امام شافعیؒ متولد نہیں ہوئے حالانکہ مدت حمل چار سال تک رہی۔ امام عظیمؓ کا سنہ ولادت سنہ ۸۰ھ

ہے آپ نے ستر سال کی عمر پائی بغداد شریف میں آپ کا مزار عالیہ زیارت گاہ عوام ہے۔

## حضرت امام مالک رضی

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور نام نامی مالک بن انس بن مالک۔ آپ باعتبار ترتیب ائمہ اربعہ میں وہ سرے جلیل القدر امام ہیں علوم دینیہ میں آپ کا مقام بہت بلند تھا حضرت امام شافعی نے آپ کے حضور زانوئے تلمذتہ کیا تھا۔ آپ ۹۴ھ یا ۹۵ھ یا ۹۶ھ میں منولہ ہوئے تھے اور آپ نے ربیع الآخر ۱۶۹ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار عالیہ بقیع غرقہ میں واقع ہے۔

## حضرت امام شافعی رضی

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور لقب شافعی۔ اسم سامی اور نام نامی محمد بن ادیس تھا آپ کا تعلق قبیلہ قریش سے ہے۔ آپ کا نسبی سلسلہ آٹھویں پشت میں داہالی نسبت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جد ماجد حضرت عبدالمطلب سے ملتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم شریف ام المحسن تھا جن کا نسب نامہ یہ ہے بنت ہمزہ بن القاسم بن فرید بن حسن بن علی بن ابی طالب ہے آپ اس نسبت سے ہاشمی علوی فاطمی ہوتے ہیں ائمہ اربعہ کے سلسلے کی تیسری کڑی آپ ہی کا وجود ہے۔

آپ نے حضرت امام مالک کے حضور زانوئے تلمذتہ کیا تھا۔ عراق کو روانگی سے قبل آپ امام مالک ہی سے کسب علوم فرماتے تھے جب آپ عراق میں فروکش تھے تو امام محمد بن حسن سے علمی استفادہ کرتے تھے جو امام اعظم کے از شد تلامذہ میں سے ہیں۔

امام شافعی کی پیدائش ایک روایت کے بموجب مقام غزہ میں ہوئی اور دوسری روایت کی رو سے عسقلان یا مقام منیا میں ۱۵۰ھ میں آپ نے آنکھیں کھولیں۔ آپ کی وفات بروز جمعہ آخری ماہ رجب میں ۲۰۴ھ میں ہوئی۔ موصوف کا مزار عالیہ مصر کے مضافات میں واقع ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ جب آپ صرف سات سال کے تھے تو آپ حفظ قرآن سے فراغت پا چکے تھے جب آپ کی عمر پندرہ سال کی ہوئی تو آپ منصب افتا پر فائز تھے۔ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ اگر امام شافعی رضی اللہ عنہ کی عقل کو نصف مخلوقات کی مجموعی عقل کے ساتھ وزن کیا جائے تو امام شافعی کی عقل کا پلہ بھاری رہے گا۔

## حضرت امام حسینؑ

کنیت ابو محمد اور ابو عبد اللہ تھی نسب نامہ یہ ہے :- محمد بن محمد بن جنبل الح ائمہ اربعہ میں آپ کا شمار چوتھے درجے پر ہے آپ نے امام شافعیؒ سے کسب علم و فیض کیا تھا ۱۶۴ھ میں آپ بتمام بغداد دنیا میں آئے۔ آپ نے کل ۷۹ سال کی عمر پائی ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو بروز جمعہ چاشت کے وقت ۲۴ھ میں بتمام بغداد ہی آپ نے سفر آخرت اختیار کیا آپ کی آخری خواب گاہ بھی بغداد میں واقع ہے۔

منقول ہے کہ جب بغداد میں فرقہ معترکہ نے پر پرزے نکلانے تو آپ کو مجبور کیا گیا کہ آپ قرآن حکیم کے مخلوق ہونے کے حق میں فتویٰ صادر کریں آپ کو دربار میں طلب کیا گیا جہاں دروازہ پر آپ کی ملاقات چوکیدار سے ہوئی اس نے بڑے کام کی بات کہی اور وہ یہ کہ بہادری اور جوصلہ مندی سے کام لیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے قدم میں لغزش آجائے میرا اپنا حال یہ ہے کہ جب میں چوری کے جرم میں مانوڑ ہوا تو مجھے ہزاروں عبرتناک سزائیں دی گئیں لیکن اس کے باوجود میں نے جرم کا اقرار نہیں کیا آخر وہ وقت آیا کہ مجھے رہائی نصیب ہوئی مختصر یہ ہے کہ میں ایک سرسربے بنیاد اور واپیات کام کے لئے عبرتناک دشواریاں اور سختیاں سہنے کے بعد بھی اپنی ڈگر نہیں چھوڑی۔ آپ تو حق پر ہیں اور آپ کے اندر وہ طاقت ہے کہ سختیاں برداشت کرنے کے باوجود حق پر ہیں۔ امام احمد فرمایا کرتے تھے کہ اس چوکیدار کی نصیحت نے میری آنکھیں کھول دیں خلیفہ ماموں کے مقرر کئے ہوئے آدمیوں نے ہزاروں لگائے اور عتاب میں کھینچا لیکن آپ تھے کہ اپنے اپنی زبان کو جنبش تک نہ دی جس وقت آپ کو سزا دی جا رہی تھی آپ کے پر کھلے ہوئے تھے اور ہاتھ بندھے ہوئے اس موقع پر غیب سے دو ہاتھ برآمد ہوئے جب حاضرین نے یہ کرامت اپنی آنکھوں سے دیکھی تو آپ کی رہائی کے احکام صادر کر دیے لیکن اس عرصے میں آپ کو تو کالیف پہنچی تھیں ان سے آپ جانبر نہ ہو سکے اس زخم خوردگی کے عالم میں آپ کا انتقال ہوا۔

نزع کے عالم میں آپ اپنے زخمی ہاتھ سے کہے جاتے تھے کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں بیٹے نے دریافت کیا، آبا جان کیا حال ہے، فرمایا یہ وقت آزمائش کا ہے سوال کرنے کا کیا عمل ہے؟ دغلے خیر کرو، میرے سر لانے جو حاضرین میں ان میں ابلیس لعین بھی ہے وہ کھڑا ہوا اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے اور اس کی زبان پر یہ الفاظ ہیں :-

”اے احمد بن جنبل! تو اپنا ایمان اور جان میرے ہاتھ سے بچا کر لے گیا“

اور میں جو اب میں یہ کہہ رہا ہوں، ابھی نہیں جب تک نفس امارہ موجود ہے خطرہ ہی خطرہ ہے امن و سلامتی کا امکان

اور موقع نہیں ہے۔

جب امام کی کُوح پر ناز کر گئی اور جنازہ اٹھا تو پرندے دیکھے گئے کہ جنازہ پر آکر گر رہے ہیں اس سے متاثر ہو کر چالیس ہزار آتش پرستوں اور گبر پرستوں نے اسلام قبول کیا، یہ لوگ زنا زور زور کر پھینکتے جاتے اور باواز بلند کہتے:-

لا اله الا الله محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم

## حضرت امام ابو یوسفؒ

آپ کا اصل اسم شریف یعقوب بن ابراہیم ہے۔ کو ذرا آپ کا وطن مالون تھا امام اعظمؒ کے جلیل القدر شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے امام اعظمؒ نے آپ کی بڑی تعریف و توصیف فرمائی ہے اور اکثر آپ کو قاضی القضاة کہا کرتے تھے اگرچہ خود بھی قضا و افتا سے واسطہ تھا۔ عوام میں بھی آپ قاضی مشہور تھے آپ کا معمول یہ تھا کہ روزانہ دو سو نفل ادا کرتے تھے آپ نے اپنی وفات سے قبل یہ وصیت فرمائی کہ میں نے جتنے فتوے دیے ہیں آج ان سب سے رجوع کرنا ہوں البتہ وہ فتاویٰ مستثنیٰ ہیں جو کتاب و سنت کے احکام سے مطابقت رکھتے ہیں آپ نے ۲۷ ربیع الثانی ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کی عمر وصال کے وقت ستر سال کی تھی۔ آخری آرام گاہ بغداد میں ہے۔

## حضرت امام محمد شیبانیؒ

آپ کے والد ماجد حسن کے نام سے مشہور تھے۔ شام سے ہجرت کے بعد عراق کے شہر واسط میں سکونت اختیار کر لی تھی یہیں امام محمد متولد ہوئے۔ آپ کی تربیت کوفہ میں ہوئی۔ آپ کا علاقہ ایک خوش حال گھرانے سے تھا آپ کے والد ماجد حسن اچھے خاصے صاحب دولت و ثروت تھے۔

امام محمد حضرت امام اعظمؒ کے عظیم المرتبت شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں اور آپ وہ ہیں جن کے توسط سے امام اعظمؒ کا مسلک عالمگیر ہو گیا آپ اور امام ابو یوسف دونوں امامین اور صاحبین کہلاتے ہیں آپ کے قلم سے کئی مستند اور معتبر تصانیف ہیں امام شافعیؒ آپ کے شاگردوں میں تھے۔ سلطان المشائخ نے حضرت گنج شکر کے ملفوظات کے ضمن میں تحریر کیا ہے کہ امام شافعیؒ ایک دفعہ امام محمدؒ کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اگر میں یہ کہہ دوں کہ قرآن شریف کا نزول محمد بن حسنؒ کی زبان میں ہوا ہے تو

اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے اور میں یہ بات محض اس اعتقاد پر کہتا ہوں کہ امام محمدؒ کی زبان میں فصاحت و بلاغت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

آپ کا وصال ۴۱ جمادی الآخر ۱۸۹۰ء میں ہوا۔ آپ کا مزار عالیہ سے میں ہے۔

چونکہ ائمہ اربعہ میں ائمہ اربعہ کے ستون اور عناصر راجعہ ہیں اور اہل سنت والجماعت کے مسلک کی بقا اور اس کا استحکام انہی ائمہ اربعہ سے وابستہ ہے اس لئے ان کا ذکر مقدم کیا گیا اب اس سے فراغت کے بعد اولیائے کرام کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ نعمات الانس، کشف المحجوب، تذکرۃ الاولیاء اور ازیں قبل دیگر کتب میں اولیاء اللہ کے حالات تفصیل سے دیے گئے ہیں اور اس تفصیل کے ساتھ ساتھ سلسلہ وار ترتیب کا لحاظ بھی رکھا گیا ہے اس احتیاط نے بھی ان کے تتبع میں اولیائے کرام کے حالات میں تسلسل کی رعایت رکھی ہے۔

بعض وہ متقدمین جن کے سلاسل کا علم مؤثق اور معتد ذرائع و مسائل سے نہیں ہو سکا ان کا ذکر ایک جداگانہ فصل میں آیا ہے۔ مشائخ سے مریدین کی نسبت تین طریقوں پر ہے اولاً بذریعہ فرقہ ثانیاً بذریعہ تعلیم اور ثالثاً صحبت و خدمت کے صدقے میں۔ فرقے کی دو قسمیں ہیں ایک فرقہ ارادت کہلاتا ہے اور وہ صرف ایک ہی شیخ سے مل سکتا ہے دوسرے فرقہ تبرک وہ اکثر اور متعدد مشائخ سے برسپیل تبرک حاصل ہو سکتا ہے۔

# حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ غوث الاعظم

سے منسوب ہے۔۔۔۔۔ حسنی و حسینی شیخ

سلسلہ عالیہ قادریہ غوث اعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کی پردہ پوشی کے بعد سے سلسلہ قادریہ کہلاتا ہے یہ سلسلہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ تک چلا جاتا ہے۔ (سید الطائفہ سے ما قبل شہزادہ داراشکوہ نے تبرکاً ان کے دو پیش رو شیوخ سے اس داستان کا آغاز کیا ہے)

## حضرت شیخ معروف کرخیؒ رحمۃ اللہ علیہ

کنیت ابو محفوظ تھی اور اسم گرامی معروف آپ کے والد ماجد فیروز یا فیروزان تھے بروایت دیگر آپ کا اسم گرامی معروف بن علیؒ تھا شروع شروع میں اپنے آبائی دین آتش پرستی پر قائم تھے امام علی بن موسیٰ رضاؑ کے دست اقدس پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور حنفی مشرب کے مطابق عقائد پر کار بند ہوئے حضرت امام علی بن موسیٰؑ آپ سے تعلق خاطر رکھتے تھے۔ آپ نے جو کچھ حاصل کیا یہ سب امام عالی مقام کے فیصل تھے۔ آپ کو امام علی بن موسیٰؑ کے یہاں درباری کی خدمات سپرد تھیں۔

صاحب تذکرۃ الاولیاء حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ نے تحریر کیا ہے کہ اگر آپ عارف باللہ نہ ہوتے تو معروف بھی نہ ہوتے آپ نے امام اعظمؒ کے شاگرد حضرت داؤد طائیؒ کا فیض صحبت اٹھایا ہے طریقت میں آپ کو حبیب راعیؒ سے ارادت و عقیدت تھی اور حبیب راعیؒ حضرت سلمان فارسیؒ کے مرید تھے۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک دن معروف کرخیؒ کا وضو ساقط ہو گیا تو آپ نے فوراً وضو کا اہتمام کیا لوگوں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت وجہ پاس ہی ہے۔ تیمم کی ضرورت ہی کیلئے ہے، ارشاد فرمایا کہ اگر وجہ تک پہنچتے پہنچتے موت آگئی تو میری موت ناپاکی کی حالت میں ہوگی۔

منقول ہے کہ ایک دن امام رضاؑ کے آستانے پر لوگوں کا بڑا ہجوم تھا کھڑے کھڑے آپ کے ہاتھ پر تھک گئے اور اسی میں بیماری نے آپ کو آدبا یا حضرت سری سقطیؒ نے عرض کیا کہ مجھے وصیت کیجئے، فرمایا میری موت سے پیشتر ہی میرا پرہیز صرف میں دے دو۔ میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے اس بزرگی کے عالم رخصت ہوں جس عالم میں، دنیا میں آیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں



کہ تجرید اور ترک تعلق میں آپ کی مثال نہ تھی صاحب کشف المحجوب نے لکھا ہے کہ حضرت معروف کے مناتب و فضائل کی کوئی حد نہیں ہے۔ علوم میں آپ قوم کے معتدا اور سردار ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے کہ جو ان مردوں کی تین علامتیں ہیں۔ اولاً وفاداری جس پر بے وفائی کی پرچھائی تک نہ پڑے ثانیاً تلاش جو کسی کے جو دو سخا کے نتیجے میں نہ ہو اور ثالثاً بغیر طلب کے داد و دہش۔

آپ ۲ محرم ۲۰۰۲ء میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ کا مزار عالیہ بغداد شریف میں ہے اور مرجع خاص و عام ہے ہزاروں بار کی آزمائی ہوئی بات ہے کہ جو دعائیں آپ کے مزار کے توسط سے مانگی جاتی ہیں قبول ہوتی ہیں۔

## حضرت شیخ سری بن اسلم قسطلی

کنیت ابو الحسن تھی اور شیخ معروف کرخی سے شرف بیعت۔ اپنے دور کے امام طریقت ہوئے ہیں۔ صاحب تصرف شیخ اور فاضل متبحر تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ مرد وہ ہے جو بازار میں بھی ذکر الہی کا حق ادا کرے لین دین اور بیوپار میں مشغول رہتے ہوئے بھی ایک لحظہ کے لئے اسے یاد الہی سے غفلت نہیں برتنی چاہئے آپ نے فرمایا کہ بہادر اور مرد دلیر وہ ہے جو اپنے نفس امارہ پر غلبہ پائے۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا، ادب سے دل کی ترجمانی ہوتی ہے جو شخص اپنے نفس کی اصلاح اور اس کی تربیت سے عاجز و درماندہ رہتا ہے وہ دوسروں کو ادب کی کیا تعلیم دے سکتا ہے اگر دل میں دوسری چیز موجود ہو تو پانچ چیزیں دل میں نہیں رہیں۔ خوفِ خدا، رجا، محبت، حیا، خلقِ خدا سے شفقت آپ کا ارشاد ہے کہ مرد خدا وہ ہے جس میں خلقِ خدا کی دلازاری نہ ہو آپ نے فرمایا، میں دن میں کئی کئی بار آئینے میں اپنا منہ دیکھتا ہوں اس ڈر سے کہیں ایسا نہ ہو کسی گناہ کی سزایں میری صورت مسخ ہو جائے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سری قسطلی سے زیادہ کامل العبادت کسی کو نہیں پایا۔ ۸ سال گزر گئے اس عالم میں کہ راحت و آرام کے لئے زمین پر پہلو تک نہیں ٹیکتا، مرض الموت کی حالت میں آپ کے بستر پر دراز ہونے کی صورت اس سے مستثنیٰ ہے، نیز یہ فرمایا کہ میں نے نزع کے وقت آپ سے وصیت کی درخواست کی تو فرمایا کہ لوگوں سے میل جول کی خاطر یادِ خدا سے غافل نہ ہونا۔ میں نے عرض کیا، کاش نصیحت آپ پہلے ہی فرمادیتے تو میں آپ کی صحبت میں وقت صرف نہ کرتا۔ آپ نے منگل کے دن صبح سویرے ۳ رمضان المبارک ۲۰۰۲ء میں وفات پائی۔ آپ کی آخری آرام گاہ بغداد میں ہے۔

## سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی

ابو القاسم کنیت تھی۔ آپ جن القاب سے یاد کئے جاتے ہیں وہ یہ ہیں: سید الطائفہ، طاووس العلماء، قواریری، زجاج اور

خزازیں۔ توایری وزجاج کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے والد ماجد محمد بن جنید آگینہ فروش تھے نہادند کے باشندے تھے لیکن آپ کا وطن مالون اور مولد بغداد ہے۔ مذہب طریقت میں آپ حضرت سفیان ثوری کے متبع تھے حضرت سری سقطی کے رشتے میں بھانجے بھی تھے اور مرید بھی۔ اکابر مشائخ کی نظر میں آپ انوار سعادت کا مطلع اور حقائق و اسرار کا بحر بے کراں تھے طریقت و حقیقت میں آپ سرگروہ اہل صفا تھے آپ اپنے دور کے مقتدا اور امام السادات تھے۔ حارث محاسبی محمد قضا آپ کی صحبت میں شب و روز گزارتے تھے۔ رویم، ابو الحسن نوری، شبلی اور خزاز وغیر ہم اولیاء و صوفیہ کے سلسلے آپ کی ذات سے منسوب تھے جنید یہ وہ تمام مشائخ کہلاتے ہیں جن کی آپ سے نسبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا لقب سید الطائفہ اور امام الائمہ ہے۔ طریقت میں آپ کا ہر قول سند کا درجہ رکھتا ہے اور متغذین و متاخرین میں سے کسی کی بھی مجال نہیں کہ آپ کے ظاہر و باطن پر انگشت نمائی کر سکے۔ آپ مرجع خاص و عام تھے آپ کے مشرب کی اساس صمو پر تھی۔ صاحب کشف المحجوب نے بڑی تفصیل کے ساتھ صمو کے معنی و مفہوم پر روشنی ڈالی ہے۔

ایک دن کی بات ہے کہ کسی نے حضرت سری سقطی سے دریافت کیا، کیا ایسا بھی ہے کہ کوئی مرید بچے میں اپنے پیرومرشد سے سبقت لیجائے، فرمایا یہ اظہر من الشمس ہے کہ جنید بغدادی مرتبے میں مجھ سے فائق ہے خلیفہ بغداد نے ایک دفعہ رویم کو بے ادب کہہ کر خطاب کیا، رویم نے اس کے رد میں کہا میں کیسے بے ادب ہو سکتا ہوں میرا نصف دن تو سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کی صحبت میں گزرتا ہے، میں بے ادبی کا کیسے ارتکاب کر سکتا ہوں۔

شیخ ابو جعفر حداد نے فرمایا ہے کہ اگر عقل مرد ہوتی تو اس کی شکل و ثبابت بالکل جنید ایسی ہوتی۔ حضرت جنید پورے تیس سال تک ایک پاؤں پر کھڑے رہ کر ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت آجاتا اور اس عشا کے وضو سے نماز فجر ادا فرماتے۔ وہ فرماتے تھے کہ تیس سال تک اللہ تعالیٰ نے حضرت جنید سے جنید کی زبان میں گفتگو کی ہے اور کسی کو اس کا علم تک بھی نہیں ہوا نیز فرمایا ایک دن میرا دل پہلو سے غائب ہو گیا میں نے خدا سے عرض کیا، بار اللہ! میرا دل لوٹا دے، جواب ملا کہ ہم اپنے جنید کے پاس تیرا دل لے گئے تھے تاکہ تو ہماری معیت میں رہے تو پھر یہ کیوں مطالبہ کرتا ہے کہ تیرا دل ہمارے غیر سے رشتہ جوڑے (جنید کی یاد کو خزانے اپنی یاد قرار دیا ہے) روایات میں آیا ہے کہ کسی بزرگ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس عالم میں کہ آپ تشریف فرما ہیں اور حضرت جنید خدمت میں حاضر ہیں اس اثنا میں کسی شخص نے حاضر ہو کر فتوے طلب کیا آنحضرت نے فرمایا کہ فتوے جنید سے لو۔ اس شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کی موجودگی میں دوسرے سے فتوے کیوں لوں۔ ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء کو جس طرح اپنی امت پر نازل ہے مجھے اپنے جنید پر نازل ہے۔

حضرت جنید بغدادی سماع و وجد سے محتر تھے اور ظاہر و باطن میں کبھی خلاف شریعت فعل آپ سے ظہور میں نہیں آتا تھا۔ — منقول ہے آپ ایک دن وعظ فرما رہے تھے ایک مرید نے نعرہ بلند کیا آپ نے اس سے اس کو روکا اور فرمایا کہ اگر آئندہ تو نے پھر نعرہ بلند کیا تو پھر تجھے ہم سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اس نوجوان نے آئندہ کے لئے توبہ کی اور پھر اپنے جذبات پر قابو پانے میں بڑی حد تک ضبط و تحمل سے کام لیا۔ ایک دن حیب وہ بے قابو ہو گیا تو اس کی موت واقع ہو گئی۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ جل بھین کر خاک تر ہو گیا تھا۔

منقول ہے کہ ایک چور کو سولی دینے کے لئے تختہ پر لٹکایا ہوا تھا آپ نے دیکھا تو چور کے پاؤں چومے حاضرین نے دریافت کیا تو فرمایا یہ چور تعریف و تحسین کا مستحق ہے کہ اپنے کام میں بڑی جوانمردی کے ساتھ لگا رہا اور اپنے فن میں اس نے اتنا کمال حاصل کیا کہ آخر اس مقام تک پہنچ گیا لیکن پھر بھی اس نے توبہ نہیں کی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت جنید بغدادی کی محفل میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر یہ سوال کیا کہ حضرت کس وقت دل خوش رہ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا جس وقت دل جلوہ گاہ کبریا بن جائے (یعنی خدا ہی خدا نظر آئے) ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ جو مرد میں نہیں مردانہ خصائل اختیار کرنے چاہئیں شہات و اوہام کے چکر میں ہرگز نہیں پھینسا چاہئے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے خدا کی معرفت حاصل نہیں کی وہ کبھی شاد و مسرور نہیں رہ سکتا۔ نیز فرمایا کہ جب وقت گزر جاتا ہے تو اس کا لوٹ آنا محالاً ہے۔ وقت سے زیادہ انمول اور بیش بہا شے اور کوئی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا، مردانگی اس میں ہے کہ اپنا بوجھ دوسروں پر نہ ڈالا جائے اور جو کچھ اپنے پاس جمع پونجی ہے اسے دوسروں پر تقسیم کر دینا چاہئے۔

آپ کا ارشاد ہے کہ خلق چار خصلتوں کے مجموعے کا نام ہے سخاوت، الفت، نصیحت اور شفقت۔ شفقت یہ ہے کہ تو لوگوں کے ساتھ رضا و رغبت سے سلوک کرے اور جو کچھ تجھ سے مانگا جائے اس کے دے دینے میں تجھے مطلق کوئی تاثر نہ ہو اس داد و دہش پر حسان نہ جتا کیونکہ وہ عاجز و درماندہ ہیں اور اپنے اندر قوت و استطاعت نہیں رکھتے ان سے ایسی زبان میں گفتگو نہ کر جسے وہ سمجھ نہ سکیں۔

کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ ہم کس کی صحبت میں نشست و برخاست رکھیں، فرمایا ایسے شخص سے میل جول رکھو جو نیکی کرے لیکن اسے جتلائے نہیں۔ کسی نے پوچھا کہ زندگی سے زیادہ افضل بھی کوئی شے ہے، فرمایا، ہاں وہ ہے رونا۔ کسی نے دریافت کیا، بندہ کی تعریف کیا ہے فرمایا وہ شخص جو دوسروں کی بندگی سے آزاد ہو، آپ سے سوال کیا گیا، قرب خداوندی کے حصول کی کیا سبیل ہے؟ آپ نے فرمایا، ترک دنیا و نفس کے خلاف عمل خدا رسی کا یہی وسیلہ ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ رات کے وقت میں نماز میں مشغول تھا میں نے ہر چند کوشش کی لیکن میرا نفس ایک سجدہ کی بھی مجھے اجازت

نہیں دیتا تھا اس پریشانی میں ہیں اور کچھ تو نہیں کہہ سکتا تھا بس یہی کیا کہ دروازہ کھول کر باہر نکلنے کی ٹھانی میں نے دروازہ کھولا تو دیکھتا  
 کیا ہوں کہ ایک نوجوان کبل میں لپٹا ہوا دروازہ کے باہر پڑا ہوا ہے مجھے دیکھ کر اس نے کہا میں اتنی مدت سے تیرے انتظار میں ہوں میں  
 نے کہا، معلوم ہوتا ہے تو ہی ہے جس نے میرا سکون چھینا ہے اس نے کہا بے شک وہ میں ہی ہوں مجھے یہ بتائیے کہ جس نفس میں  
 درد ہو اور اس کے علاج کی کوئی صورت نہ ہو وہ کیا کرے ہیں نے جواب میں کہا، حیب تو نفس کی خواہش کے خلاف چلے گا تو اس کا  
 درد و زماں اور اس کی تکلیف اسی کا علاج بن جائے گی جب میں نے اسے یہ جواب دیا تو اس نے اپنا سر گریبان میں ڈال کر اپنے نفس  
 سے کہا، تو نے مجھ سے یہی جواب سن لیا تھا، اب یہی جواب تو نے جنید کی زبان سے بھی سن لیا اس نے یہ کہا اور ایک طرف کو ہر لیا مجھے نہیں  
 خبر کہ وہ کہاں سے آیا تھا اور اس نے کہاں کا رخ کیا۔

آپ نے بروز شنبہ ۲۷ رجب ۲۹۶ھ کو وفات پائی تاریخ یا فیعی میں سنہ وفات ۲۹۶ھ اور ایک دوسری روایت میں ۲۹۹ھ ہے  
 پہلا قول زیادہ صحیح ہے — روایت ہے کہ جب آپ کے وصال کا وقت قریب آئینا تو آپ کی زبان پر تسبیح جاری تھی۔ چار انگلیاں  
 بندھی ہوئی تھیں اور انگشت شہادت کھلی تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی، آنکھیں بند کیں اور اپنے مولا سے جا ملے۔  
 غسل نے غسل دیتے وقت یہ کوشش کی کہ آنکھوں کے اندر پانی ڈالے، آواز آئی ہمارے دوست کی آنکھوں سے اپنے ہاتھ علیحدہ  
 رکھو جو آنکھ ہمارا نام لے کر بند ہو وہ ہمارے لئے کھل سکتی ہے پھر چاہا کہ آپ کی انگلیاں کھول کر سیدھی کی جائیں پھر آواز آئی کہ جو انگلیاں ہمارا  
 نام لے کر بند ہوں وہ ہمارے حکم ہی سے کھل سکتی ہیں حیب آپ کا جنازہ اٹھا تو جنازہ پر ایک کبوتر آکر بیٹھ گیا، ہر چند کوشش کی کہ اس کبوتر  
 کو اڑایا جائے وہ کسی طرح نہیں اڑتا تھا پھر اس نے کبوتر کہا، اپنے آپ کو اور مجھے الجھن اور پریشانی میں نہ ڈالو میرے بچے اس جنازہ  
 کے گوشوں پر عشق کی میخوں سے جڑے اور گڑے ہوئے ہیں آج جنید کا غالب فرشتوں کے کاندھوں پر ہے اگر تم لوگ اودھم نہ مچاتے تو جنید کا جسم  
 سفید باز کی صورت ہمارے ساتھ ہوا میں پرواز کر جاتا۔ آپ کا مزار مقدس بغداد میں ہے۔

## حضرت شیخ ابو بکر شبلیؒ

کنیت ابو بکر تھی اور نام نامی جعفر بن یونس اور ایک دوسری روایت میں دلف بن محمد بھی نام ہے۔ آپ حضرت جنید بغدادی کے  
 خاص الخاص مرید تھے اس بارگاہ سے آپ کو خرقہ ملا تھا چنانچہ شیخ فرماتے تھے، ہر قوم کا ایک سردار ہوتا ہے اور اس قوم کے سردار شبلیؒ  
 ہیں آپ مالکی مذہب پر کار بند تھے۔ ایک روایت ہے کہ آپ کا خاندان خراسان کے موضع شبلیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ طبقات سلجوقی میں آیا ہے آپ  
 وصل کے اعتبار سے خراسانی ہیں اور آپ کا مولد بغداد شریف ہے ایک روایت کے بموجب آپ کا مقام پیدائش سامرہ ہے۔ آپ کی وصل  
 سروشینہ ہے جو فرغانہ کے مضافات سے ہے۔ شروع میں آپ کی خلافت مخفی تھی آپ کی وفات بروز جمعہ ۲۷ ذی الحجہ ۳۲۲ھ کو ہوئی آپ

کی عمر ۸ سال کی تھی۔ آپ کا مزار مبارک بغداد شریف میں واقع ہے اس کی لوح پر کندہ ہے جعفر بن یونس۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سال کے اواخر میں حضرت شبلیؒ اللہ اللہ کہتے تھے اور کلمہ لا الہ الا اللہ کا ورد نہیں کرتے تھے اس بنا پر اس وقت کے مشائخ کو آپ کے بلے میں شکوک و شبہات ہو گئے تھے اور عوام نے زبان لمن و تشنیع دراز کرنا شروع کی مگر چونکہ آپ کی شخصیت باعرب جلال تھی اس لئے کسی کو آپ سے سوال کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن ایک نوجوان آپ کی مجلس میں پہنچا اور وہ کچھ اتنا بے خود ہوا کہ آخر میں نصیحت کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ اس گروہ کو چاہیے کہ ہر سانس کو آخری سانس سمجھے اور اس آخری سانس میں لا الہ الا اللہ نہیں بلکہ اللہ ہونا چاہئے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اللہ سے پہلے ہی لازبان پر ہو اور سانس منقطع ہو جائے۔ جوان نے عرض کیا، میں اس سے اعلیٰ نصیحت چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ لا غیر اللہ کی نفی کے لئے ہے اور میں اس کی ذات کے سوائے اور کسی کو نہیں دیکھتا۔ جوان نے مزید مباحث کا مطالبہ کیا، آنے فرمایا، اس معاملے اور اس سلسلے میں، میں نے صدیق اکبرؓ کی پیروی کی ہے۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو تین بار حسب حیثیت استطاعت انفاق فی سبیل اللہ کی ہدایت فرمائی تھی، صدیق اکبرؓ نے ہر بار اپنا سارا مال راہ مولایں قربان کر دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مرتبہ ان سے پوچھا کہ اے ابوبکر صدیق! اہل دیال کے لئے کیا کچھ چھوڑا؟۔ صدیق اکبرؓ نے پہلی مرتبہ جواب میں عرض کیا، اولاد یا تو نیک ہوتی ہے یا بدیہی دو حالتیں ہیں اگر وہ نیک ہوں گے تو خدا نیکوں کو ضلع اور تباہ نہیں ہونے دیتا اور اگر وہ بد ہیں تو مجھ سے ان سے کیا سروکار؟ دوسری مرتبہ کے جواب میں عرض کیا، میں نے ان کے لئے سورہ واقفہ کی تلاوت کا عمل چھوڑ دیا ہے کہ بعد مغرب اس کا ملو ہے۔

تیسری دفعہ کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ عرض کیا کہ عمر الفاروقؓ اگر کسی دن مجھ سے گئے سعادت لے جا سکتے ہیں تو وہ آج کا دن ہے کیونکہ عمر الفاروقؓ دولت مند ہیں اور ابوبکر صدیقؓ ایک غریب و مسکین۔ عمر الفاروقؓ نے اپنا نصف مال راہ مولایں پیش کیا اور صدیق اکبرؓ نے تمام مال۔ چنانچہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن جبرئیل امینؑ کو انسانی شکل میں دیکھا کہ کھجور کی چھان جم سے لٹیے ہوئے ہیں اس کا سبب پوچھا گیا تو حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آج آسمان پر تمام فرشتوں نے ابوبکرؓ کی آسماج میں کھجور کی چھال پہنی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد صدیق اکبرؓ کو لوگوں نے دیکھا کہ کھجور کی چھال سے اپنے جسم کو لٹیے ہوئے ہیں ایک پرانی بوری، پگڑی اور ایک کرتا جو آپ پہنا کرتے تھے سراسر اقدس پر اٹھائے ہوئے آرہے ہیں اس دن صدیق اکبرؓ کے پاس اس پونجی کے علاوہ اور کچھ نہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پوچھا کہ صدیق! اہل دیال کے لئے کیا چھوڑائے ہو۔ صدیق اکبرؓ نے اس تیسری دفعہ کے سوال کا جواب صرف یہ دیا کہ اللہ کا نام چھوڑ آیا ہے۔ — نوجوان نے حضرت شبلیؒ سے پھر وضاحت

چاہی اس پر حضرت شبلیؒ نے فرمایا، اے جوان! میں نے بہتر سے مثالیں اور نظیریں پیش کر دی ہیں لیکن تو ان پر قانع نہیں ہے، اچھا تو پھر میں اعلیٰ ترین نظیر پیش کرتا ہوں اور وہ یہ کہ یہ طریق ذکر حکم باری تعالیٰ کی تعمیل میں ہے کیوں کہ اس نے اپنے

کلام پاک میں اڑنا دفرمایا ہے۔

قل اللہ شہد ہمدیٰ خوضہم یلعبون — یعنی اے محمد کہدیکھے کہ بس اللہ کافی ہے ان سب کو کھیل کھود میں  
مشغول رہنے دیکھے اور ان سے کوئی واسطہ نہ رکھئے — نوجوان نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے میرے لئے  
یہ نظیر بہت زیادہ اطمینان بخش ہے اس کے بعد اس نے ایک نعرہ بلند کیا اور جہاں بحق تسلیم ہو گیا۔

اس نوجوان کے وراثت نے حضرت شبلیؒ پر خون کا دعویٰ دائر کر دیا شیخ شبلیؒ نے اپنی صفائی میں فرمایا اس کی روح نے امتیاز  
کا ثبوت دیا فریاد و فتاں تک نوبت پہنچی اس طرف سے دعوت کا اعلان ہوا اس نے اس پر لبیک کہا اور حق سے واصل  
ہو گئی اس میں میری کیا خطا ہے۔ وراثت نے اپنا دعویٰ واپس لے لیا اور حضرت شبلیؒ کو بے جرم و خطا سمجھ کر معاف کر دیا۔  
روایات میں آیا ہے کہ آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ اگر ملاک زمین کی تعریف کیا ہے؟ اور اس شان کا مظاہرہ کب ہوتا  
ہے؟ فرمایا جب اس صفت کا حامل کسی گناہ سے درگزرے اور پھر اس گناہ پر کسی قسم کا مواخذہ نہ کرے یہ کہنا بھی گناہ ہے کہ میں نے  
اپنے فلاں دوست کی کوتاہیوں اور لغزشوں سے درگزر کیا ہے۔

## حضرت شیخ عبدالواحد ترمذی

آپ کی کنیت ابو الفضل تھی آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی عبدالعزیز بن حرث بن اسد ہے آپ کا حضرت شبلیؒ کے افضل ترین  
مریدوں میں شمار ہوتا ہے۔ جمادی الآخر ۲۵۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار مبارک حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ  
میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی

آپ طرطوس کے باشندے تھے حضرت شیخ عبدالواحد ترمذی کے مریدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے اپنے دور اور اپنے عصر کے  
صاحب تمام درویش اور جامع الکمالات شیخ ہوئے ہیں۔

## حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری

آپ کا اسم شریف علی بن محمد بن جعفر القرشی ہنکاری ہے آپ نے حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی کے دست اقدس پر بیعت  
کی تھی۔ اپنے زمانے کے صاحب کشف و کرامات شیخ تھے آپ کا وصال ماہ محرم ۳۸۶ھ میں ہو گیا۔

## حضرت شیخ ابوسعید مبارک

آپ کا اسم گرامی اور نام نامی مبارک بن علی بن حسین المخزومی ہے۔ آپ سلطان العارفين، سرگردہ صوفیہ، قبلہ ساکین، شیخ طریقت، محرم اسرار ضی و جلی جامع العلوم، ظاہر و باطن میں اعلیٰ کمالات کے حامل حضرت خضر علیہ السلام کے رفیق و ندیم تھے۔ جناب المذہب شیخ ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ ابوالحسن نہکاری سے بیعت تھے۔ محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ علی الدین عبدالقادر جیلانی کے آپ ہی سے خرقہ ولایت حاصل کیا تھا۔ غوث اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے آغاز کار میں اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ میں اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا جب تک وہ خود نہ کھلائیں اور نہ کچھ پیوں گا جب تک وہ خود نہ پلائیں چالیس دن اسی حال میں گزے تو ایک شخص نمودار ہوا اور کچھ کھانا مجھے دے کر رخصت ہوا۔ بھوک کے مارے میرا حال اس نوبت کو پہنچ چکا تھا کہ میرا نفس کھانے پر آمادہ ہوا چاہتا تھا میں نے اپنے دل میں کہا، بخدا میں نے اپنے مولا سے جو عہد و پیمانہ باندھا ہے میں اس پر قائم رہا ہوں ناگہاں غیب سے میں نے آواز سنی کہ کوئی الجموع الجموع (بھوک بھوک) کہہ رہا ہے اس آشنا میں حضرت ابوسعید مخزومی نے نزول اجلال فرمایا، یہ آواز سنی تو فرمایا، عبدالقادر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، یہ میرے نفس کی بے کلی اور بے چینی ہے لیکن روح اپنی جگہ پر ہے اور استغراق و محویت کے عالم میں ہے آپ نے فرمایا، اچھا ہمارے گھر چلو میں نے بڑی دلسوزی سے عرض کیا، میں یہاں سے نہیں ہلوں گا اتنے میں حضرت خضر علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور فرمانے لگے اٹھو اور ابوسعید کی خدمت میں چلے چلو۔ میں چل دیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت ابوسعید اپنے دولت خانے کے دروازے پر کھڑے ہوئے میرے لئے چشم براہ ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے، اے عبدالقادر! میں نے جو بات کہی تھی وہ تیرے لئے کافی نہ تھی کہ تو نے حضرت خضر علیہ السلام کو بھی زحمت دی یہ فرمایا اور اپنے دولت خانے کے اندر مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور جو کھانا تیار تھا لقمہ لقمہ میرے منہ میں اپنے ہاتھ سے دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ میں شکم سیر ہو گیا بعد ازاں آپ نے مجھے خرقہ پہنایا میں آپ کی بیعت میں رہنے لگا۔ مدرسہ باب الاذخ کی عمارت جو غوث اعظم کے دربار میں ہے آپ ہی کی تعمیر کرائی ہوئی ہے چنانچہ حضرت غوث الاعظم کا مزار عالیہ اسی عمارت میں ہے۔ حضرت ابوسعید مخزومی نے ۳۱۰ھ میں وفات پائی تھی۔

## حضرت شیخ حماد و باس

آپ کی کنیت ابو عبداللہ تھی اور اسم شریف حماد بن مسلم۔ و باس آپ کا لقب تھا جس کے معنی ہیں ٹھنڈا پانی بیچنے والا۔ آپ حضرت غوث اعظم کے خاص الخاص مصاحبین میں سے تھے اپنے زمانے کے بہت بڑے شیخ اور صاحب

کمالات و فضائل درویش تھے۔ علوم و معارف پر آپ کی نظر تھی اگرچہ محض اُمتی تھے لیکن قدرت نے اس کا کفارہ علم لدنی سے کر دیا تھا اور آپ علم کے خزانوں سے بھر پور تھے۔ آپ کے مریدین باصفا کی تعداد کم و بیش بارہ ہزار بتائی جاتی ہے اور اس نسبت سے سب کو حضرت عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنے فیوض و برکات سے نوازا تھا۔

منقول ہے کہ ایک روز حضرت شیخ حمادؒ نے فرمایا کہ میرے مریدوں کی تعداد بارہ ہزار ہے اور ہرات کو میں ان سب کے حالات کی تفتیش کرتا ہوں۔ ان کی حاجات خداوند قدوس سے طلب کرتا ہوں ان میں سے اگر کوئی کسی خطا و قصور میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے لئے خود ہی توبہ کی التجا کرتا ہوں یا پھر یہ دعا کرتا ہوں کہ اس کا سلسلہ حیات منقطع کر دیا جائے تاکہ اس کا دامن گناہوں کی آلودگی سے کچھ اور زیادہ ملوث نہ ہو۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ وہاں موجود تھے فرماتے لگے اگر خداوند قدوس مجھے یہ درجہ اور مرتبہ عطا فرمائے تو میں یہ دعا کروں کہ میرے مریدوں کی توبہ قیامت تک مقبول نہ ہو اور وہ توبہ کیے بغیر دنیا سے سدھاریں اور میں ان کی ضمانت میں ماخوذ ہوں۔ شیخ حمادؒ نے فرمایا کہ میں نے مشاہدہ حق کیا اور اس بنا پر میں کہتا ہوں کہ جو کچھ عبدالقادرؒ نے خدا سے دعا کی تھی خدا نے اسے شرف قبول سے نوازا۔

روایت ہے کہ حضرت غوث اعظمؒ ابھی نوجوانی کے عالم میں تھے اور شیخ حمادؒ کی صحبت میں ان کا وقت گزرتا تھا ایک دن شیخ کی مجلس میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جب اٹھ کر باہر جانے لگے تو حضرت شیخ حمادؒ نے فرمایا کہ اس غیبی کو خدا نے ایسے قدم ارزانی فرمائے ہیں جو اپنے وقت کے تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوں گے اسی وقت ندائے غیب آئی کہ اے عبدالقادر! اعلان کرو قدحی ہذا علی ساقبۃ کل ولی اللہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور جب بھی یہ الفاظ آپ کی زبان سے نکلیں تمام اولیاء اللہ اپنی گردنیں جھکالیں۔ آپ کا وصال رمضان المبارک ۵۲۵ھ میں ہوا۔

## غوث الثقلین حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ الحسینی و الحسینیؒ

آپ طریقت میں شیخ المشائخ اور شریعت میں امام الائمہ ہیں محبوب سبحانی اور قطب ربانی آپ کے القاب اور ابو محمد کنیت ہے۔ شیخ کامل، مرشد دوراں، سرگروہ عارفان، فخر زاہدان و عابدان قطب ربانی اور محبوب سبحانی کا اسم گرامی عبدالقادر ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے :- ابن ابی صالح سنوسی حنبلی دوست بن ابی عبداللہ بن یحییٰ ناہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہے آپ کو حسنی حسینی اس لئے کہا جاتا ہے کہ عبداللہ محض کے والد ماجد حسن مثنیٰ بن حسن بن علی مرتضیٰ ہیں اور عبداللہ محض کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسین بن علی مرتضیٰ ہیں اور دوسرے



یہ کہ آپ کی والدہ ماجدہ بھی حسینی ہیں۔

محمی الدین لقتب ہے۔ اس لقتب سے ملقب ہونے کا سبب آنے خود فرمایا ہے کہ میں کسی سفر سے بغداد پہنچا، اثنائے راہ میں، میں نے ایک نحیف الحجۃ بیمار کو دیکھا جس کا رنگ بھی تبدیل ہو چکا تھا۔ اس مریض نے مجھے دیکھتے ہی کہا السلام علیک یا عبدالقادر۔ میں نے سلام کا جواب دیا اس نے پھر یہ کہا کہ آپ پاس تشریف لائیں میں اس مریض کے قریب پہنچا اس نے کہا مجھے بٹھائیے میں نے اسے سہارا دے کر بٹھا دیا، کیا دیکھتا ہوں کہ میٹھتے ہی اس کے جسم میں تروتانگی آگئی اور تندرستی کے آثار ہو پیدا ہونے لگے اس کا رنگ بھی نکھر گیا یہ دیکھ کر مجھ پر خوف طاری ہو گیا اس نے کہا اے عبدالقادر آپ مجھے شفا کرتے ہیں میں نے جواب میں کہا، نہیں! اس نے کہا میں آپ کے جدا مجد کا دین ہوں میں کمزور اور دہلا ہوا تھا جیسا کہ خود آپ نے بھی مشاہدہ فرمایا خداوند تعالیٰ نے آپ کی برکت سے مجھے پھر زندگی عطا فرمائی ہے آپ محمی الدین ہیں، میں اس سے جدا ہو کر جامع مسجد پہنچا ایک شخص نے میرے جوتے میرے پاس سیدھے کر کے رکھے اور کہا اے محمی الدین! جب میں نماز سے فارغ ہوا لوگ چاروں طرف سے جوق در جوق جمع ہونے لگے میری قدم بوسی کرتے اور کہتے تھے اے محمی الدین آپ کا لقتب آسمانوں پر باز شہب ہے جس کی جانب آپ نے قصیدہ میں اشارہ کیا ہے۔

غوث الثقلین نے ارشاد فرمایا ہے کہ جن وانس میرے تصرف میں ہیں لوگ جوق در جوق آپ کی محفل میں آتے اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہوتے تھے اور اپنے گناہوں سے توبہ کر کے واپس لوٹتے تھے مخلوق آپ کی صحبت سے فیضنا ہوتی تھی جنات بھی صفیں باندھے ہوئے آپ کی خدمت میں آتے اور مشرف بہ اسلام ہوتے تھے اور آپ کی صحبت سے مستفیض ہوتے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ انسانوں میں بھی مشائخ ہوتے ہیں اور جنات و ملائکہ بھی۔ میں جن وانس اور ملائکہ کا واحد مشیخ ہوں۔ شیخ ابو سعید عبداللہ بغدادی فرماتے ہیں کہ میری ایک لڑکی کا نام فاطمہ تھا اس کی عمر سولہ سال کی تھی ناگہاں وہ چھت پر چڑھی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔ غوث الثقلین کی بارگاہ اقدس میں پہنچ کر میں نے یہ بات عرض کی، فرمایا کہ آج رات تم بغداد کے محلہ خرابہ کرخ میں پہنچ کر زمین پر ایک دائرہ کھینچو اور بسم اللہ علیٰ بنت عبدالقادر زبان سے پڑھتے جانا اور پھر اس دائرہ میں سمٹ کر بیٹھ جانا جب کافی رات گزر جائے گی تو جنات کے ایک گروہ کا اس طرف سے گزر ہو گا ان کی صورتیں ایک دوسرے سے مختلف ہوں گی تم ان سے خوف زدہ نہ ہونا۔ صبح کے قریب جنات کا بادشاہ اپنے لشکر سمیت گزرے گا وہ تجھ سے پوچھے گا، تا کیا کام ہے، تو یہ کہنا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اپنی لڑکی کا واقعہ اسے سنا دینا، راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل میں سر موزق نہیں آنے دیا۔ جنات کے غول کے غول مختلف صورتوں اور شکلوں میں میرے سامنے سے گزرتے تھے لیکن اس دائرے کے قریب جس میں میں بیٹھا ہوا تھا کسی کی مجال نہ تھی کہ آسکتا تھی کہ ان

کا بادشاہ ایک گھوڑے پر سوار جنات کی ایک بہت بڑی جماعت ساتھ لیے ہوئے ظاہر ہوا اور دائرہ کے مقابل آکر کھڑا ہو گیا، اس نے مجھ سے پوچھا، تیرا کیا کام ہے؟ میں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے یہ سنتے ہی گھوڑے سے نیچے اترا، زمین چومی اور دائرہ کے باہر بیٹھ گیا، کہنے لگا، کس غرض کے لئے بھیجا ہے؟ میں نے اپنی لٹکی کے غائب ہونے کی روداد اسے سنائی۔ اس نے فوراً حکم دیا کہ جو جن اس لٹکی کو اٹھا کر لے گیا ہے فوراً حاضر کیا جائے تھوڑی ہی دیر میں وہ جن لٹکی کو ساتھ لئے ہوئے حاضر کیا گیا اور کہا کہ یہ چین کے جنات میں سے ہے بادشاہ نے اس سے پوچھا، تو نے اس لٹکی کو حضرت غوث کے حلقے سے کیوں اٹھایا اس نے جواب دیا کہ یہ مجھے پسند آگئی تھی اور اس کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی تھی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کا سر قلم کر دیا جائے چنانچہ لٹکی میرے حوالے کر دی گئی۔

میں نے جنات کے بادشاہ سے کہا، میں نے آپ کو غوث الثقلین کا بڑا تاجدار اور معتقد پایا آخر اس کا سبب؟ شاہ جنات نے جواب دیا، ہم اس کے تاجدار اور فرمانبردار کیسے نہ ہوں وہ جب اپنے گھر بیٹھے بیٹھے دنیا کے جنات پر نظر کا پرتو ڈالتے ہیں تو عرب و سیرت سے جنات کا شیرازہ منتشر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو قطبیت اور غوثیت سے نوازتا ہے تو اسے تمام انس و جن پر حاکم و متصرف کر دیتا ہے۔

جیلی آپ اس لئے مشہور ہیں کہ آپ کا وطن مالوف یہی ہے آپ کی ولادت بھی جیل میں ہوئی تھی، جیل طبرستان کی پشت کی جانب ایک ملک کا نام ہے جسے جیلان، گیلان اور گیل بھی کہتے ہیں۔

بعض مورخین ایسے بھی ہیں جن کا خیال ہے کہ جیل دریائے دجلہ کے کنارے ایک موضع کا نام ہے بغداد سے واسط کی طرف جاتے ہوئے ایک دن کی مسافت پر یہ مقام واقع ہے، ایک روایت یہ بھی ہے کہ مدین کے نزدیک ایک موضع کا نام جیل ہے ان دو موضوعوں کی نسبت اور تعلق سے آپ کو جیلانی اور گیلانی کہا جاتا ہے۔

صاحب روضۃ النواظر نے جو اپنے وقت کے بہت بڑے شیخ تھے اور جن کا قول سندر کھتا ہے وہ ان دو مقامات سے آپ کی نسبت کو غلط قرار دیتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ یہ تو ممکن ہے کہ حضرت غوث نے کچھ دنوں ان مقامات میں سکونت فرمائی ہو چنانچہ برج عجمی میں آپ کا وطن تعلق گیلان سے ظاہر کیا گیا ہے۔ صاحب معجم البلدان نے آپ کا وطن مقام سینہ کو قرار دیا ہے جو گیلان کے مضافات میں ہے۔

آپ کی روحانی نسبت براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے سلسلہ طریقت میں آپ نے شیخ ابوسعید مخزومی شیخ ابوسعید سامی اور دیگر مشائخ عظام سے خرقہ حاصل کیا ہے آخر میں آپ کی نسبت فرقہ حضرت معروف کرخی سے ہوتی ہوئی امام رضا تک پہنچتی ہے۔ آپ کے پیر صحبت شیخ حماد دباس ہیں آپ اکثر حضرت خضر علیہ السلام سے ربط و ضبط رکھتے تھے فقہی مذہب میں آپ

امام احمد بن حنبل کے پیرو ہیں، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مذہب پر آپ فتویٰ دیا کرتے تھے۔

شیخ بقابن بطون سے روایت ہے کہ ایک دن غوث اشقین حضرت امام احمد بن حنبل کے مزار پر حاضری کے لئے گئے میں نے دیکھا کہ امام احمد بن حنبل اپنے مزار سے باہر تشریف لے آئے ہیں اور غوث اعظم سے بے تکبر ہو رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے عبدالقادر! میں علم شریعت، علم حقیقت اور علم طریقت میں تیرا دست نگر ہوں۔

آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت ام الخیر ہے اور نام ولقب امہ الجبار فاطمہ بنت شیخ عبداللہ صومعی ہے جو گیلان میں اپنے وقت کے شیخ، متقدا اور متجاہد دعوات بزرگ گزے ہیں۔ مولانا عبدالرحمن جامی رقمطراز ہیں کہ شیخ عبداللہ صومعی اپنے زمانے کے سرگروہ رہا دتھے اور خداوند تعالیٰ نے آپ کو کمالات و فضائل عطا فرمائے تھے اگر آپ کسی سے برہم ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی جانب سے فوراً انتقام لے لیتا۔ جیسی آپ کی خواہش ہوتی، پروردگار کے حکم سے پوری ہوتی۔ آپ جس واقعے کے ظہور کے بارے میں شکوئی فرمادیتے وہ ضرور وقوع میں آتا۔ غوث الاعظم کی والدہ ماجدہ خذرسیدہ خاتون تھیں ان پر خداوند قدوس کی بڑی عنایات تھیں غوث اعظم کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق کا بیان ہے کہ جس وقت غوث صمدانی اپنے والد ماجد کے صلب سے اپنی مادر محترمہ و شفقہ کے رحم میں منتقل ہوئے موخر الذکر کی عمر ۶۰ سال کی تھی جس عمر میں اولاد کی امید ہی نہیں ہوتی اسے بھی غوث صمدانی کی کرامات ہی پر معمول کیا جا سکتا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ بڑی پاک نفس، صالحہ اور کمالات باطنی کی حامل تھیں۔

ماہ رمضان کی پہلی شب میں ۳۷۰ یا ۳۸۰ھ میں آپ کی ولادت بمقام جیلان ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ جب میرا لڑکا عبدالقادر متولد ہوا تو پیاس احترام پورے رمضان دن میں کبھی میرے دودھ کو منہ نہیں لگایا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مطلع ابرو لود تھا اور چاند نظر نہیں آسکتا تھا لوگوں نے مجھ سے صورت حال دریافت کی تو میں نے کہا، آج میرے لڑکے عبدالقادر نے دودھ نہیں پایا ہے بعد میں معلوم ہوا کہ اس روز رمضان المبارک کی پہلی تاریخ تھی۔

آپ فرماتے تھے کہ ابتدائے جوانی میں جب کبھی مجھ پر زیند غالب آتی تو میرے کانوں میں آواز آتی عبدالقادر! ہم نے تجھے سونے اور زیند لینے کے لئے پیدا نہیں کیا جب میں مکتب کا رخ کرتا تو فرشتوں کی آوازیں میرے گوش گزار ہوتیں وہ کہتے کہ ہٹو اور ولی اللہ کے لئے راستہ چھوڑو۔

آپ اٹھارہ سال کے تھے کہ جیلان سے عازم بغداد ہوئے اور ۳۸۰ھ میں بمقام بغداد حصول علم میں مشغول ہو گئے آپ نے سب سے پہلے قرآن حکیم حفظ کیا پھر فقہ و حدیث اور دیگر دینی علوم سے فراغت حاصل کی کچھ ہی دنوں میں آپ اپنے دوسرے معاصرین سے گوئے سبقت لے گئے اور ان سب پر آپ کو فضیلت حاصل ہو گئی اس پہلے سفر میں ساٹھ بڑے بڑے ڈاکوؤں نے آپ کے دست حق پر توبہ کی اور حلقہ مریدین میں شامل ہوئے ۳۸۱ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت

علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد کے بموجب آنحضرتؐ کا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا گیا اس کے بعد سے آپ نے منبر رسول پر وعظ و تلقین اور دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا آپ کی نظر تمام علوم پر تھی اور ہر علم سے متعلق آپ کلام فرماتے تھے۔ وعظ کے دوران آپ فرمایا کرتے تھے، اے اہل آسمان وزمین آؤ اور میری بات دھیان سے سناؤ اور مجھ سے کچھ سبق لو میں اس روئے زمین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں اور میری مجلس وہ مجلس ہے جہاں خلعتیں بختی جاتی ہیں اور خداوند قدوس میرے قلب پر اپنی تجلی کا پرتو ڈالتا ہے آپ کی مجلس وعظ میں ستر ستر ہزار کی تعداد میں سامعین شریک ہوتے تھے اور چار سو اشخاص آپ کلام نقل کرتے جاتے تھے جب مجلس اختتام کو پہنچتی تو شدت تاثر اور وجد و ذوق کے عالم میں دو تین اشخاص جاں بحق تسلیم ہو جاتے تھے۔ آپ کا کلام حقائق و معارف سے لبریز ہوتا تھا۔

شیخ ابوسعید قیلوی کا بیان ہے کہ میں آپ کی مجلس وعظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء علیہم السلام اور جن و ملائکہ کو کو قطار در قطار اور صف بہ صف دیکھا ہے۔

آپ کی تصانیف میں غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب کو شہرت و دوام حاصل ہے۔ معتبر و مستند کتب میں آپ کا حلیہ مبارک کچھ اس طرح تحریر کیا گیا ہے۔ نجیف الجسم، میاں قد، کشادہ سینہ، بلند پیشانی، گندمی رنگ دونوں بھویں ملی ہوئی۔ آپ کی آواز بھاری اور بلند تھی، عالمانہ پوشاک زیب تن فرمایا کرتے کبھی اطلس کا لباس ہوتا اور کبھی ایسی پوشاک ہوتی جو ایک گز فی دینار کی قیمت حاصل ہوتی۔ اکثر و بیشتر جبہ زیب تن فرماتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں اس وقت تک لباس نہیں پہنتا جب تک مجھے پہننے کا حکم نہ ملے میں نہیں کھاتا جب تک وہ خود مجھے نہ کھلائیں اور جب تک وہ اذن گویائی نہ دیں میں اپنی زبان کو بھی جنبش نہیں دیتا اگر کوئی آپ کی خدمت میں نذر پیش کرتا تو اسے قبول فرما لیتے تھے لیکن امر او سلاطین سے نہیں بلکہ عوام سے۔ اور اسی وقت حاضرین میں یہ نذر تقسیم کر دی جاتی تھی۔

ایک دن خلیفہ بغداد و مسجد باللہ نے آپ کی خدمت میں حاضری دی اور ساتھ ہی اشرفیوں کی دس تھیلیاں بھی پیش کیں آپ نے فرمایا، مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے جب خلیفہ نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے ایک تھیلی کو داہنے ہاتھ میں اور ایک کو بائیں ہاتھ میں اٹھا لیا پھر جب ان کو دبا یا تو ان میں سے خون ٹپکا فرمایا اے ابو المنظر! خدا سے تجھے شرم آنی چاہئے کہ تو مخلوق کا خون چوستا ہے اور اپنے اوپر ذمہ داری عاید کر لیتا ہے اور پھر میرے پاس آیا ہے، خلیفہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی پھر آپ نے فرمایا کہ اگر اسے سرور کو یمن سے نسبت نہ ہوتی تو میں اس کو اتنا پھوڑتا کہ یہ خون بہہ کر اس کے محل تک بہتا ہوا چلا جائے۔

حضرت غوث الاعظمؒ کبھی کسی خلیفہ اور امیر و کبیر کے مکان پر نہ جاتے ان کے بستر کبھی نہ بیٹھتے اور نہ ان کی تعظیم اور ادب

کرتے تھے جب آپ کے پاس کوئی عباسی خلیفہ آتا تو آپ مکان میں داخل ہو جاتے اور پھر واپس آتے اس میں مصلحت یہ تھی کہ آپ کو خلیفہ کے لئے قیام نہ کرنا پڑے خلیفہ سے گفتگو کے دوران آپ مبالغہ سے کام لیتے خلیفہ آپ کی دست بوسی کرتا اور جب تک آپ کی خدمت میں رہتا ٹوڈ بٹھیارتا اور یہ عرض کیا کرتا حضرت جو ارشاد فرمائیں چشم مارو شن دل ماشاد اور جب آپ خلیفہ کے نام کوئی تحریر سپرد قلم فرماتے تو انداز یہ ہوتا کہ عبد القادر! تجھے یہ حکم دیتا ہے اور اس کا حکم تیرے لئے واجب الاتباع ہے اور تیرا فائدہ بھی اسی کی تعمیل میں ہے کل قیامت کے دن یہ حکم اور اس حکم کی تعمیل تیرے لئے حجت برہان کا کام لے گی جب خلیفہ کے پاس آپ کا فرمان پہنچتا تو اسے آنکھوں سے لگاتا اور سر پر رکھتا۔

روایات میں آیا ہے کہ حضرت غوث الاعظم سے زیادہ خوش خلق، شریف النفس، باحیا، حلیم الطبع اور رقیق القلب آپ کے معاصرین میں اور کوئی نہ تھا چنانچہ آپ کے ہم نشینوں کو اپنی اپنی جگہ یہ احساس ہوتا تھا کہ مورد التفات اور مرکز توجہ اسی کا وجود ہے کسی سائل کو آپ کبھی محروم نہ فرماتے۔ جس مریض کے مرض کو اطیبالا علاج قرار دیتے اور اس کے علاج سے عاجز آجاتے اسے آپ کی خدمت میں لایا جاتا ہا تھا سے چھوٹے ہی اس کی صحت عود کر آتی تھی۔

ایک دفعہ کی بات ہے کہ ایک چور حضرت غوث الاعظم کے مکان میں گھس آیا۔ اس کی بصارت زائل ہو گئی اور مکان سے کچھ بھی نہ لے جاسکا۔ اسی اثنا میں حضرت خضر علیہ السلام آپ کی خدمت میں آئے اور فرمایا کہ اے اللہ کے دوست! ایک ابدال کا انتقال ہو گیا ہے۔ جس کے باسے میں آپ کا اذن ہوا ہے منصب پر فائز کر دیا جائے۔ فرمایا ہمارے گھر میں ایک شخص بڑی شکتی دلی اور محرومی کے عالم میں ہے جاؤ اور اسے لے آؤ اسے ابدال کی جگہ مقرر کرنا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام اسے گھر سے باہر لائے اور حضرت غوث الاعظم کے حضور میں پیش کیا آپ کی ایک ہی نظر اس پر پڑی تھی کہ وہ بینا ہو گیا آپ نے اسے بکمال اعزاز ابدالیت منصب سونپا۔ آپ کے دولت خانہ میں متاع عرفان کے سوائے اور تھا کیا جسے چور چا کر لے جاتا جو کچھ لینے کی نیت سے آیا تھا چنانچہ آپ نے اسے اس کی خواہش اور توقع سے زیادہ عطا فرمایا یعنی مقام ابدالیت پر فائز کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اقطاب و ابدال اور اوتاد کا تقرر اور ان کی معزولی آپ کے اختیار میں تھی جس کسی کو چاہتے اس کے عہدہ سے برطرف فرمادیتے اور اس کی جگہ دوسرے کا تقرر فرمادیتے تھے چنانچہ ایک دفعہ ایک ابدال کا انتقال ہوا تو قسطنطنیہ سے ایک کافر کو طلب کیا اور اس کی مونچھیں ہلکی کر کے اس کا نام محمد رکھ دیا۔ اپنا غماہ اس کے سر پر باندھا اور اسے ابدالوں کی جماعت میں شامل کر دیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رجال غیب میں سے کوئی شخص ہوا میں پرواز کر رہا تھا جب اس کا گزر بغداد سے ہوا تو اس کے دل میں یہ خیال گزرا کہ بغداد میں ایک بھی مرد خدا نہیں ہے حضرت غوث الاعظم اس کے خطرہ باطنی پر مطلع ہوئے اور آپ نے

اس کے کمالات سلب کر لیے۔ وہ مروغیب ہوا سے اتر کر حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے اپنے قصور کی معافی چاہی، خلوص دل سے توبہ کی آپ نے اس کے کمالات اسے سونپ دیے اور وہ حسب سابق ہوا میں پرواز کرتا ہوا واپس چلا گیا۔ غوث الاعظم کے تمام اشغال شریعت کے عین مطابق تھے اگر آپ کسی کو خلاف شرع افعال کا مرتکب پاتے تو اس کے احوال اس سے سلب کر لیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے کہ اے لوگو! شریعت کا لحاظ اور اس کا احترام کرو میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ تمہارا کوئی فعل مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے جو کچھ تم کھاتے پیتے اور جمع کر رکھتے ہو میری نگاہوں کے سامنے ہے میں تمہارے ظاہر و باطن کو اپنے آئینہ تصویر میں دیکھ لیتا ہوں۔

کسی بزرگ نے حضرت حضرت علیہ السلام سے غوث الاعظم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بلند مقام آپ کو مرحمت کیا ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوا خدا نے آپ کو اپنی محبت کا ذائقہ چکھایا ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ غوث الاعظم امتیازی خصوصیات کے مالک ہیں اپنے زمانے کے اغواث و اقطاب میں آپ کا مقام نہایت بلند ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ غوث الاعظم نے ایک دن اپنی خانقاہ میں ایک مجلس کے انعقاد کا اہتمام کیا اس میں تقریباً ایک سو مشائخ شریک تھے جن میں شیخ علی ستہبی، شیخ بقابن بطو، شیخ ابوسعید قلیوی، شیخ ابونجیب سہروردی، شیخ شہاب الدین سہروردی کے علم محترم ہیں، شیخ جاگیر، قصب البیان موصلی، شیخ ابو سعود، شیخ عزار بطایچی، شیخ منصور بطایچی، شیخ حماد بن مسلم دبائس، خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی، شیخ خواجگان نقشبندیہ کے سردار ہیں، شیخ عقل بن سخی، شیخ ابونعبر مغربی، شیخ عدی بن مسافر، شیخ علی بن وہب بخاری، شیخ موسیٰ بن یامین زولی، شیخ احمد بن ابوالحسن رفاعی، شیخ عبدالرحمن طفسونجی، شیخ علی سطر با، شیخ ماجد کردی، شیخ ابو محمد قاسم بن عبد منصور بصری، شیخ ابو عمر و عثمان بن مزدوق، شیخ سوید بخاری، شیخ حیات بن قیس حرانی، شیخ مرسلان دمشقی، شیخ عبدالکریم لاکڑ، شیخ ابوالعباس الجوسقی الصرصی، شیخ ابو حکیم ابرہیم بن دینار، شیخ مکارم اکبری، شیخ صدقہ بغدادی، شیخ یحییٰ دوری، شیخ صیاء الدین، شیخ ابوبکر بن ابی عبداللہ بن علی جوینی، شیخ ابو عبداللہ، شیخ ابوبکر الحامی المزین، شیخ جمیل، شیخ ابو محمد عبدالحق حریمی، شیخ ابو عمر الکھامی، شیخ ابو جعفر عمر بن ابی التصرف الغزل، شیخ مظفر الحال محمد بن درمانی، شیخ ابو العباس احمد یمانی، شیخ ابوالعباس احمد بن العربی، شیخ ابو عبداللہ محمد المعروف الخاص ابو عمر و عثمان بن احمد تشوکی وغیر ہم یہ جملہ رجال القیاب اور مروان خدایہ کی مجلس میں حاضر تھے۔ ان کے علاوہ شیخ سلطان بن احمد المزین، شیخ ابوبکر بن عبد الحمید شیبانی، شیخ ابوالعباس احمد بن الاستاد، شیخ ابو محمد بن عیسیٰ المعروف بہ کونج شیخ مبارک بن علی الحلی، شیخ ابوالبرکات بن محمدان العزانی، شیخ عبد القادر بن حسن بغدادی، شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر عطار، شیخ ابو عبداللہ محمد الادنی، شیخ ابو علی شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود الزار، شیخ ابوالمنار محمود بن عثمان البقال، شیخ عباد البواب، شیخ عبدالرحیم فتاویٰ مغربی، شیخ ابو عمر و عثمان بن مروزہ، شیخ مکارم نہر خالص، شیخ خلیفہ بن موسیٰ بن نہر علی، شیخ ابوالحسن جوسقی، شیخ عبداللہ قریشی،

شیخ ابوالبرکات بن صحرا سونی، شیخ ابوالواثق ابراہیم بن علی اعلم، شیخ غوث، اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ بھی شریک مجلس تھے۔ غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی <sup>علیہ السلام</sup> منبر پر افرزتھے اور ایک فصیح و بلیغ تقریر ارشاد فرمائی تھی خطبہ کے دوران آپ کے ارشاد فرمایا:۔ قدی ہذا علی سرقۃ کل ولی اللہ۔ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ شیخ علی ہتیبی اور منبر کے قریب پہنچے انہوں نے غوث اعظم کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھا اور آپ کے دامن کے نیچے سے ہو کر گزرتے حاضرین میں جو تمام کے تمام اولیاء اللہ تھے اپنی گردنیں جھکالیں۔

شیخ ابوسعید قیلوی کا بیان ہے کہ جب آپ کی زبان سے یہ کلمات صادر ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر اپنے انوار و تجلیات کا پرتو ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع جملہ ملائکہ، ارواح اور تمام اولیائے کرام تشریف لائے اور غوث الاعظم کو غوثیت کے خلعت سے نوازا چاروں طرف سے ملائکہ اور رجال غیب موصوف کو اپنے جلو میں لئے ہوئے تھے فضا میں صغیر بندھی ہوئی تھیں اور روئے زمین پر کوئی ایسا ولی یا درویش ایسا نہ تھا جس نے اپنی گردن آپ کے آگے خم نہ کی ہو۔

روایات میں آیا ہے کہ ایران کے ایک بزرگ نے آپ کی عظمت کا لوہا نہیں مانا اور نہ اس نے آپ کے حضور سر تسلیم خم کیا، اسے یہ سزا ملی کہ قدرت نے اس کے کمالات پر خطیغ کھینچ دیا اور اس کی ولایت ایک سادہ و تق ہو کر رہ گئی، نظر بہ ظاہر اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ اس نوعیت کا دعویٰ اور خداوند قدوس کے حکم سے اس انداز کا اعلان فضل الہی اور عنایت ایزدی کا ثمرہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و توثیق کا صدقہ ہی ہو سکتا ہے نیز یہ دلیل ہے اس امر کی کہ روئے زمین کے تمام اولیائے کرام رحمہم اللہ اجمعین نے آپ کی عظمت و ولایت کا صرف اعتراف ہی نہیں کیا بلکہ آپ کے ارشاد کو بھی بطیب خاطر اپنے دل میں جگہ دی۔ اس بلند ترین مقام تک کسی بڑے سے بڑے ولی کی رسائی نہیں ہو سکی۔

ایں سعادت، زورِ بازو نیست

تاناہ بخشد خدائے بخشندہ

ذالک فضل اللہ بیوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے وہ اس سے نوازتا ہے اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے۔

ابھی آپ ایام طفولیت میں تھے کہ بعض بالغ نظر اولیاء اللہ نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ یہ عجمی نوجوان وہ ہے جس کے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوں گے۔ مشائخ کبار نے اس واقعہ کے ظہور سے ایک صدی قبل آپ کے مقام اور آپ کی جلالت شان کی پیش گوئی کی تھی چنانچہ شیخ ابوبکر بن مراد بلخی نے، جو غزہ کے بزرگ ترین مشائخ میں سے صاحب مقام شیخ ہوئے ہیں اور جنہوں نے خواب میں حضرت ابوبکر صدیق کے دست اقدس پر بیعت کی تھی اور بلا واسطہ بارگاہ صدیقیت سے خرقہ ولایت حاصل تھا، فرمایا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ

عہد کر لیا تھا کہ میرے مزار کے اعلیٰ میں شخص بھی داخل ہو اس پر آتش دوزخ حرام کر دے۔ ان کا مزار عالیہ بلطاج میں ہے اور ان کی یہ مشہور کرامت ہے کہ مزار سے متصل گوشت یا پھلی کو کتنا ہی پکانا چاہیں نہیں پکتی تھی،

منقول ہے کہ عراق کے سات ائمہ ہیں معروف کرخی، امام احمد بن حنبل، بشر حافی، منصور بن عمار، جنید بغدادی، سہل بن عبد اللہ تسری اور شیخ عبدالقادر جیلانی۔ ان متذکرہ بالا مشائخ سے دریافت کیا گیا کہ یہ شیخ عبدالقادر کون ہیں؟ جواب میں انہوں نے فرمایا ایک شریف النفس عجمی ہیں جن کی ولادت بغداد میں ہوگی اور ان کا پھوڑن پنجم میں ہوگا۔ شیخ محمد تنکی نے جو شیخ ابو بکر بلطاجی کے خاص الخاص مرید ہیں، جن کا شمار عراق کے مشائخ کبار میں ہوتا ہے جو صاحب مقام بزرگ ہوئے ہیں اور جن کا مزار حدادیہ میں بلطاج کے مضافات میں ایک قریہ ہے، میں ہے۔ فرمایا ہے کہ شیخ عبدالقادر ایسے بزرگ ہوں گے کہ ان کے اقوال و افعال کی اتباع کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ ان کے صدقے میں ہزاروں کمقانات بلند پر سرفراز کرے گا، بروز قیامت پھلی امتوں کے مقابلے میں پروردگار کو اگر کسی امت کے کسی شیخ پر ناز ہوگا تو وہ یہی ہیں۔

غوث الاعظم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ولی اللہ کسی نہ کسی پیغمبر کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ میں اپنے جد امجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتا ہوں جہاں جہاں میرے جد امجد کے قدموں کے نشان ہیں، میں نے انہی مقامات پر اپنے قدم رکھے ہیں ہاں البتہ نبوت کا مقام وہ مقام ہے جس کی راہ پر چلنا کسی غیر نبی کے بس کی بات نہیں، اس سلسلے میں، میں اپنے آپ کو معذور پاتا ہوں۔ اس سے آپ کے مقام کی زحمت نیز اتباع سنت نبوی کی شان کا کچھ نہ کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

شیخ شریف بن خضر حسن موصلی سے روایت ہے کہ میں نے اپنے پدربزرگوار سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں غوث الاعظم کی خدمت بابرکت میں تیرہ سال تک رہا میں نے اس عرصے میں نہ تو آپ کے جسم پر کوئی مکھی بیٹھی دیکھی اور نہ یہ دیکھا کہ آپ کو ناک سنکنے کی حاجت پیش آئی ہو۔

مشائخ وقت آپ کے ارادت مند تھے امام یاقمی کا بیان ہے کہ میں نے اکثر مشائخ نے غوث اعظم سے اپنی نسبت درست کی ہے۔ خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اور شیخ شہاب الدین سہروردی آپ کی صحبت سے فیض حاصل کرتے تھے۔ روایات میں آیا ہے کہ کسی نے شیخ عقیلی کے حضور یہ تذکرہ کیا کہ بغداد میں ایک عجمی نوجوان ہے جسے عبدالقادر کہتے ہیں اسے بڑی شہرت اور ہر دلعزیزی کا مقام حاصل ہے، موصوف نے فرمایا کہ زمین سے زیادہ آسمانوں پر اس کی شہرت ہے۔ شیخ ابوالغزالی سے، جو مغرب کے بہت بڑے شیخ تھے، ان کے کسی دوست نے عرض کیا کہ ہم بغداد کا قصد کھتے ہیں، موصوف نے فرمایا، جب بغداد پہنچو تو وہاں شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت اقدس میں ضرور حاضر بائیں رہنا۔ خدا کی قسم! عجم میں اس بزرگ کا ثانی آج تک نہیں پیدا ہوا اور نہ عراق میں اس شان کا بزرگ دیکھنے میں آیا ہے۔ اس کی ہستی پر نہ صرف مشرق بلکہ مغرب کو بھی سوسونا



ہیں۔ دوسرے اولیاء کرام سے فضائل و کمالات میں اس بزرگ کا پایہ بدرجہا بلند ہے۔ جب ان کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہو تو میری جانب سے سلام عرض کرنا نیز یہ درخواست کرنا کہ وہ مجھے اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں۔

آپ نے خود فرمایا ہے کہ میں نے پچیس سال تک جنگلوں کی خاک چھانی ہے۔ پورے چالیس سال تک عشا کے وضو سے میں نے نماز فجر ادا کی ہے۔ پندرہ سال عشا کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے کھڑے نماز فجر تک ایک قرآن روزانہ ختم کیا ہے۔ ایک رات کو میرے نفس نے مجھے سوہنے پر آمادہ کیا اور میرے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اگر رات کو تھوڑی دیر کے لئے آرام کر لیا جائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے۔ میں نے نفس کی اس خواہش کو پامال کر ڈالا اور ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ختم قرآن کیا۔ نیند مجھے نت نئے انداز پر چاتی لیکن اس وحشت ناک کے ساتھ اس کی گوشمالی کرتا کہ اس کے اثرات زائل ہوتے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ چالیس چالیس روز، روزے سے رہتا، عراق کے بیابان میں، میں نے گیارہ سال ایک عجمی برج میں گزارا ہے۔ اس برج کو عجمی برج صرف میری نسبت سے کہتے ہیں۔ آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق کا بیان ہے کہ غوث الاعظم نے فرمایا ہے، میرے ہاتھ میں ایک کاغذ دیا گیا میں نے بنظر غائر دیکھا کہ میرے اصحاب اور مریدین بروز قیامت اپنے آپ کو مجھ سے منسوب کر کے اپنی اصلاح کے طلبکار ہوں گے، مجھے حکم ہوا ہے کہ میں نے ان سب کو تیرے سبب بخش دیا ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ غوث الاعظم فرمایا کرتے تھے کہ بخدا اے لایزال میں اس وقت تک اپنا سر سجدہ سے نہ اٹھاؤں گا جب تک میرے مریدوں کو میرے ساتھ جنت میں داخلے کی اجازت نہیں ملے گی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میرا مرید مشرق ہو گا او میں مغرب میں اور اس پر برائی مسلط ہوگی تو میں اسے اپنے دامن میں جگہ دوں گا۔

نقل ہے کہ شیخ عمران نے غوث الاعظم سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں آپ کا مرید ہوں اور حقیقت میں اس نے دست اقدس پر بیعت نہ کی ہو اور نہ آپ سے خرقہ پہنا ہو تو ہم اسے آپ کے مریدین کے حلقہ میں شامل سمجھیں یا نہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ جو شخص بھی اپنی نسبت مجھ سے ظاہر کرے گا۔ حق تعالیٰ اسے شرف قبول سے نوازے گا اور اس کی خطاؤں سے بھی درگزر کرے گا اس کا شمار میرے مریدوں ہی میں ہوگا۔

روایات میں آیا ہے کہ شیخ عمر بزاز نے غوث الاعظم سے عرض کیا کہ حسین بن منصور حلاج سے فروگزاشت ہوئی ان کے زمانہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو ان کو راہ راست پر لاتا۔ اگر اس دور میں میں ہوتا تو میں ضرور اس کی مدد کرتا میرے مریدوں میں سے جس کسی سے بھی کوئی لغزش سرزد ہوگی، میں اس کی رہنمائی اور تیسری کروں گا۔ غوث الاعظم کے مریدوں کے لئے یہ خوش خبری کچھ کم نہیں ہے ایسے مریدوں کے لئے جن کے امام ابوحنیفہ امام اعظم ہوں اور جن کے ہادی ختم المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ خوش بختی ہے ان کے لئے جنہیں ایسی سعادت اور ایسا نفع نصیب ہو اور جنہیں اس بارگاہ غوثیت سے ارادت مندی اور عقیدت کی

ہو مجھے امید ہے کہ اس فقیر کا دگاہ غوثیہ کے نیاز کیشوں میں شمار ہوگا اور غوث اعظمؒ کی خصوصی توجہ خاص عنایت سے اس کو دنیا اور آخرت میں فلاح و نجات حاصل ہوگی۔ مجھے بھی حضرت کے مریدین اور دگاہ غوثیہ کے عقیدت کیشوں میں شمولیت کا شرف حاصل ہوگا۔

غوث الثقلینؒ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو میرے حلقہ درس میں شمولیت کا اتفاق ہوا ہے یا جس نے میری زیارت کی ہے وہ قبر کے فشار اور قیامت کے عذاب میں اس کے لئے کمی کر دی جائے گی۔

روایات میں آیا ہے کہ ہمدان سے ایک مشتاق زیارت غوث اعظمؒ کی خدمت آمد میں حاضر ہوا اور اس نے یہ عرض کیا کہ حضرت امیرے والد ماجد اس ذیل سے رخصت ہو گئے ہیں، انہیں میں نے خواب میں دیکھا تو انہوں نے مجھے یہ اطلاع دی کہ قبر میں مجھ پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ کہ تم غوث الاعظمؒ کے پاس جا کر دعا کی درخواست کرو۔ آپ نے دریافت فرمایا، کیا وہ ہمارے حلقہ درس میں شامل ہوا ہے، جواب میں اس شخص نے کہا کہ شامل تو ہوا ہے اس پر آپ نے سکوت اختیار کیا، دوسرے دن وہ شخص پھر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رات کے خواب میں میں نے اپنے والد محترم کو بہت ششائش و ششائش دیکھا ہے وہ سبز لباس پہنے ہوئے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ عذاب قبر مجھ سے دور کر دیا گیا ہے یہ پوشاک جو میں نے پہنی ہوئی ہے شیخ کے صدقے میں مجھے مرحمت کی گئی ہے تجھے چاہئے کہ تو ہمیشہ شیخ کی خدمت میں حاضر باش رہا کرو وہ آنکھیں بڑی خوش نصیب ہیں جنہیں حضور کے دیدار کی سعادت حاصل ہوئی ہے وہ کان کتنے مبارک ہیں جن میں آپ کی آواز کی بھنک پڑی ہے اور وہ شخص جس نے آپ کے حلقہ درس میں شمولیت کی وہ بھی بڑا خوش نصیب ہے۔

شیخ علی منہجیؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے غوث الاعظمؒ کے فرقہ و طائفہ سے زیادہ بابرکت فرقہ و طائفہ اور کہیں نہیں دیکھا اور اس روز سے زیادہ مبارک دن اور کوئی نہیں جس دن میں نے غوث الاعظمؒ کی زیارت کی — اہل یمن میں سے ایک شخص کی یہ آرزو تھی کہ میں یمن کے کسی عظیم المرتبت شخص کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوں گا۔ خواب میں اس شخص نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رونق افروز ہیں اور فرما رہے ہیں کہ تو بغداد جا اور غوث الاعظمؒ کے دست حق پر مشرف بہ اسلام ہو جا کیونکہ تمام روئے زمین پر ان سے اعلیٰ و ارفع شخصیت اور کسی کی نہیں ہے۔

شیخ ابو عمرو بن مزوتیؒ نے فرمایا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ ہمارے شیخ اور ہمارے امام ہیں جو شیخ بھی خدا کی راہ پر گامزن ہونا چاہتا ہے اور اس راہ میں اسے کوئی مقام حاصل ہوتا ہے وہ شیخ کی برکت سے حاصل ہوتا ہے اور وہی دراصل اس کے پیشوا اور مقتدا ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر دور کے اولیاء اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ وہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے لئے ہر اس نسبت فیض کو مخصوص

کدے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے صحابہ کرام کو حاصل ہوا اور آئندہ تمام اولیاء اللہ اس فیض سے بہ توسط غوث الاعظم بہرہ باب ہوں گے۔ آپ کی ہستی وہ ہستی ہے جسے تمام اولیاء اللہ کے مراتب کا علم ہے لیکن دوسروں کے اس شیخ کے اعلیٰ کمالات کا علم نہیں ہے۔ اس منزل میں خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے سنت محمدی کی اتباع کا شرف۔

غوث الاعظم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ عہد کر لیا تھا کہ میری زندگی جنگوں میں بسر ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا مفاد میری ذات سے وابستہ کر دیا۔ اس وقت تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ اشخاص نے توبہ کی ہے۔ شیخ ابو محمد محلی سے روایت ہے کہ ایک روز میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت سے مشرف ہوا کچھ عرصے تک ان کی خدمت میں قیام رہا جب میں نے مصر واپس جانے کا ارادہ کیا تو آپ سے اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا، کبھی کوئی چیز کسی سے نہ مانگنا، اپنی انگشت مبارک آپ نے میرے منہ میں داخل کی اور ارشاد فرمایا کہ اسے بار بار چوسو چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ بغداد سے مصر تک کی مسافت میں مجھے نہ بھوک محسوس ہوئی نہ زیارت اپنے جسم میں، میں نے پہلے سے زیادہ توانائی پائی۔

شیخ ابوالمنظراہمیل سے منقول ہے کہ ایک دفعہ شیخ علی ہتیمی کچھ غلیل ہو گئے۔ غوث الاعظم ان کی عبادت کے لئے تشریف لائے اس جگہ کھجور کے دو درخت سوکھ گئے تھے چار سال سے ان پر کوئی پھل نہیں آتا تھا حضرت نے ان درختوں کے نیچے بیٹھ کر وضو کاہتمام فرمایا اور دو رکعت نماز بھی ادا کی ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ دونوں کے دونوں درخت سرسبز و شاداب ہو گئے اور ان پر پھل بھی آئے لگے۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص شیخ علی ہتیمی کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ میری بیوی حمل سے ہے میری آرزو ہے کہ میرے یہاں لڑکا متولد ہو۔ آپ نے فرمایا، انشاء اللہ لڑکا ہی ہوگا لیکن جب بچہ پیدا ہوا تو لڑکی تھی وہ شخص اسے لئے بوسے حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا حضرت! یہ لڑکی ہے جو میرے یہاں پیدا ہوئی ہے، فرمایا گھر جاؤ اور اسے کپڑے میں لپیٹ لو پھر دیکھنا ہے کہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے تھوڑی دیر میں کیا دیکھا کہ وہ لڑکی نہ تھی بلکہ لڑکا تھا۔

شیخ ابوالسعود سے منقول ہے کہ غوث الثقلین ارشاد فرماتے تھے کہ آفتاب و ماہتاب جب طلوع ہوتے ہیں تو مجھے بدیہ سلام پیش کرتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس سال، مہینہ، ہفتہ اور دن بھی مجھے سلام کرتے ہیں اور ان میں جو خیر و شر مخفی ہوتا ہے اس سے مجھے مطلع کرتے ہیں۔

غوث الاعظم کے صاحبزادہ سیف الدین عبدالوہاب نے فرمایا ہے کہ ہر ماہ اپنے ظہور سے قبل میرے پدربزرگوار کی خدمت میں حاضری دیتا اگر اس ماہ میں کچھ سختی ہوتی تو اس کا ظہور مگر وہ شکل میں ہوتا اگر اس میں خوشحالی اور خیر کا پہلو ہوتا تو اس کا ظہور بہتر ہی شکل میں ہوتی۔ شہدہ جمادی الآخر کے مہینے میں بروز جمعہ اولیا و مشائخ کی ایک جماعت غوث کی خدمت

میں حاضر تھی کہ اس اثنائیں ایک خوش شکل نوجوان آیا اور سلام مسنون عرض کیا بایں انداز، السلام علیک ولی اللہ میں مہر و مروت سے بھر پور مہینہ ہوں میرے اندر کوئی شر اور کوئی سختی نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ آئندہ رجب المرجب میں رحمت و برکت اور خیر و سعادت کے سوائے کوئی تلخی یا تلخی نہیں ہے۔

رجب کے آخر میں بروز یکشنبہ ایک بد صورت و بد ہیئت شخص حاضر ہوا اور آتے ہی سلام عرض کیا — السلام علیک یا ولی اللہ! میں شعبان کا مہینہ ہوں آپ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ میرے دامن میں اہل بغداد کی موتیں، حجاز کا قحط اور خراسان کے قتل عام کی وبائیں چھپی ہوئی ہیں جب یہ مہینہ آیا تو جو کچھ اس نے بیان کیا تھا ٹھیک ٹھیک اس کے مطابق ہوا۔ ماہ رمضان میں آپ صاحب فراش ہو گئے بروز دو شنبہ ۲۹ رمضان المبارک کو شیخ علی ہتیبی اور شیخ نجیب الدین سہروردی ایسے مشائخ کرام خدمت میں موجود تھے اس اثنائیں ایک شخص آیا اور اس نے بصد ادب و احترام عرض کیا السلام علیک یا ولی اللہ! میں رمضان المبارک کا مہینہ ہوں آپ سے میں اس حادثے کے سلسلے میں جو میرے اندر آپ سے متعلق وقوع پذیر ہوا چاہتا ہے مخدرت طلب کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ میری آمد کا مقصد آپ سے رخصتی ملاقات ہے آئندہ میں آپ سے نسل سکوں گا۔ ربیع الاول کے دوسرے سال آپ دنیا سے رخصت ہوئے اور دوبارہ رمضان المبارک آپ کی زندگی میں نہ آسکا۔ آپ کے وصال کی تاریخ ۸ یا ۹ ربیع الآخر ۵۶۱ھ ہے۔ بروز شنبہ نماز عشا کے بعد یہ واقعہ پیش آیا — ایک روایت کی رو سے تاریخ وفات اربع الآخر تھی بعض ۱۳ اور، تاریخ بھی بتاتے ہیں لیکن راجح قول یہی ہے کہ ۹ ربیع الآخر کو آپ سدھائے۔ قول اول کے مطابق آپ کی عمر نوے سال سات ماہ نو دن کی ہوتی ہے اور دوسرے قول کے بموجب ۸۹ سال ۷ ماہ نو دن۔

ہندوستان میں آپ کا عرس اربع الآخر کو اور بعض ۷ کو اس ماہ میں کرتے ہیں۔ بغداد میں ۷ ربیع الآخر کو عرس ہوتا ہے۔ یہ احقر حضرت کا عرس ۹ ربیع الآخر کی شب میں کرتا ہے کیونکہ زیادہ صحیح تاریخ یہی ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ وصال کے وقت بہت سے مشائخ موجود تھے۔ اس موقع پر آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب نے وصیت کی درخواست کی، غوث الثقلین نے ارشاد فرمایا علیکم بتقوی اللہ و طاعتہ (اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو) نیز آپ نے فرمایا ولا تخف احداً ولا تترج۔ کسی سے نہ ڈرو اور نہ کسی سے امید رکھو۔ آپ نے فرمایا کل الحوائج الی اللہ والطلبو اللہ۔ تمام ضرورتوں کو خدا کے سپرد کرو اور جو کچھ طلب کرنا ہے اسی سے کرو۔ ولا ستو باحد الا اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی پر بھروسہ نہ کرو۔خذ التوحید اتوحید اجماع الکل، توحید سے رابطہ پیدا کرو اور اس پر سب متفق ہے — اس وصیت کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا اپنی اولاد سے ارٹھو، جگہ دو اور ان کا احترام کرو رحمت خداوندی کا مہینہ برس رہا ہے جگہ کھلی رکھو۔ بار بار آپ علیکم السلام ورحمۃ اللہ فرماتے تھے۔ ایک رات کو آپ کی زبان پر یہ کلمات بار بار آتے تھے انفا لایالی شیئ ولا یبکک الموت مجھے کسی چیز کی

پر واپس اور نہ میں ملک الموت سے خوف زدہ ہوں۔

غوث الثقلین کا مزار عالیہ مدرسہ باب الاذخ میں واقع ہے اور یہ مدرسہ شہر بغداد میں ہے۔ شیخ ابوسعید کو آپ نے تبرکات خود مرحمت فرمائے تھے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح زندگی میں آپ کو کمالات و تصرفات سے نوازا تھا اسی طرح وفات کے بعد آپ کے مزار کو بھی مرجع فیوض و برکات بنا دیا۔ چنانچہ امام عبداللہ یافعی کا بیان ہے کہ بغداد میں اگر کوئی صاحب حال آئے اور غوث الاعظم محبوب سبحانی کی خدمت میں حاضر باش نہ ہو تو قدرت اس کی باطنی استعداد سلب کر لیتی ہے۔

شیخ عبدالوہاب اور شیخ عبدالرزاق سے روایت ہے کہ ایک دن ہمارے پدربند گوار مدرسہ باب الاذخ میں تشریف فرما تھے اور دودھ پی رہے تھے، دودھ پیتے پیتے آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور بہت دیر تک غائب رہے پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے قلب پر علم لدنی کے ستر دروازے کھول دیے گئے ہیں ان کی وسعت آسمان اور زمین کے برابر ہے ایک دن آپ نے فرمایا، مشرق و مغرب بحر و بر اور دشت و جبل نے میری عظمت کا لوہا مانا ہے اور ایک بھی ولی ایسا نہیں جس نے میرا مقام نہ تسلیم نہ کیا ہو۔

شیخ عمر بزاز نے فرمایا ہے کہ غوث الثقلین کا ارشاد ہے کہ پریشانی کے عالم میں جو کوئی مجھ سے استمداد طلب کرتا ہے میں اس کی پریشانی دور کر دیتا ہوں اور جو سختی کے موقع پر مجھے پکارتا ہے میں اسے نجات دیتا ہوں۔

شیخ ابو عمر و صدیقی اور شیخ ابو محمد عبدالحق نے فرمایا کہ ایک دفعہ بروز یک شنبہ ۳ صفر کو ہم حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔ پس حضرت نے وضو کا اہتمام کیا اور دو رکعت نماز ادا کی جب نماز سے فراغت پائی تو آپ نے ایک حیدری نعرہ بلند کیا، چوبی نعلین جو آپ پہنے ہوئے تھے ان میں سے آپ نے ایک نعل مبارک آپ نے ہوا میں پھینکی جو ان واحد میں نظر سے غائب ہو گئی پھر دوسری بھی پھینکی اور وہ بھی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ کسی کو یہ جو صلہ نہ ہو کہ وہ آپ سے اس کے بارے میں کوئی سوال کرے ۲۳ دن کے بعد ایسا سے ایک قافلہ آیا اس نے کہا غوث الثقلین کی خدمت اقدس میں نذر پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے ایک من ریشم، ریشمی کپڑے اور سونا قبول کر لو پھر ان لوگوں نے آپ کی نعلین بھی پیش کیں حضرت نے دریافت کیا کہ تم کو یہ نعلین کس مقام پر ملیں انہوں نے عرض کیا کہ بروز شنبہ ۳ صفر کو ہم راستے میں تھے ناگہاں ڈاکوؤں نے ہم پر یلغار کر دی۔ قافلہ میں لوٹ مار بھی شروع کر دی انہوں نے بعض کو قتل کیا اور بعض کا مال و اسباب لے کر چلتے بنے کسی وادی میں پہنچ کر تقسیم مال کی غرض سے وہ اترے ہم نے دل میں سوچا کہ اس وقت ہمیں غوث الثقلین سے رجوع کرنا چاہئے چنانچہ فوراً ہم نے آپ کی نذرمانی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ہم نے فلک سگاف نعرے سے جن کی ہیبت سے تمام وادی گونج اٹھی پھر ہم نے دیکھا کہ دو ڈاکو جن کے ہوش اڑے ہوئے ہماری طرف بڑھے ہم نے خیال کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دوسرا گروہ ہمیں لوٹنے کے لئے آرہا ہے۔ ہم نے آپس یہ فیصلہ کیا کہ آؤ سب مال اکٹھا کریں اور غور کریں کہ ہم پر کیا افتاد آنے کو ہے ہم نے دیکھا کہ ان کے دوسرے سردار مرے پڑے ہیں اور یہ دونوں نعلین پانی میں بھینگی ہوئی ان

کے پاس رکھی ہوئی ہیں انہوں نے ہمارا سارا مال واپس کر دیا اور زبان سے یہ کہا کہ یہ کوئی بڑا سنگین واقعہ ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک شخص نے غوث الثقلین کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور عرض کیا کہ میری بیوی کو مرگی کا عارضہ ہے بہت سے علاج کرائے لیکن اسے صحت نہیں ہوئی حضرت نے فرمایا، اگر اس کے بعد دورا پڑے تو اپنی بیوی کے کان میں یہ کہہ دینا، اے حانس! شیخ عبدالقادر بغدادی میں پیام پذیر ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تو باز نہیں آئے گا تو وہ تجھے ہلاک کر ڈالیں گے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے غوث الثقلین کی ہدایت کے بموجب عمل کیا پھر میری بیوی کو کبھی دورا نہیں ہوا۔ امام عبداللہ یافعی کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد پھر بغداد میں کسی کو مرگی کا عارضہ لاحق نہیں ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد لوگ اس بیماری میں ضرور مبتلا ہوئے۔ ایک روز ایک پیر الہ غوث الاعظم کی خدمت میں اپنے لڑکے کو لئے ہوئے حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے لڑکے کو حضرت سے کمال محبت اور عقیدت ہے میں اسے آپ کی خدمت میں سوپتی ہوں اور اسے آپ کے لئے وقف کرتی ہوں۔ غوث الاعظم نے خدا و رسول کے لئے اس لڑکے کو قبول کر لیا اور اسے مجاہدہ و ریاضت کی تعلیم دی تاکہ اس کی روحانیت بیدار ہو جائے کچھ دنوں بعد وہ بڑھی عورت اپنے بیٹے سے ملنے کے لئے بارگاہِ غوثیت میں حاضر ہوئی، اس نے دیکھا کہ جو کی روٹی کھا رہا ہے اور اس کا رنگ پیلا پڑ گیا ہے کم خوابی اور بیداری کی وجہ سے اس کا جسم آنا گھل گیا ہے کہ دبلا پتلا نظر آتا ہے۔ یہ نقشہ دیکھا تو وہ حضرت کی خدمت میں پہنچی وہاں اس نے ایک پلیٹ میں مرغ کی ڈبیاں رکھی دیکھیں جس کے معنی یہ تھے کہ وہ ابھی ابھی طعام سے فلعغ ہوئے ہیں، پیر نے بھنگھلا کر کہا، حضور! آپ مرغ اڑائیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی۔ حضرت نے ہڈیوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا، قومی باذن اللہ یحیی العظام وھی سمیم۔ اس ذات کے حکم سے اٹھ کھڑی ہو جو گلی سڑی ہڈیوں میں جان ڈالتا ہے۔ خدا کی شان! وہ مرغ کھڑا ہو گیا اور اس نے اولاد بھی دی۔ غوث الاعظم نے فرمایا جب تیرا بیٹا اس قابل ہو جائے گا تو جو چاہے گی وہی کچھ کھائے گا۔

مخفی نہ رہے کہ غوث الثقلین کا مقام اور مرتبہ اتنا بلند ہے کہ احاطہ تقریر و تحریر میں نہیں آسکتا۔ مجھ عاجز اور ورماندہ ہی پر کیا موتوق ہے، وہ ہزاروں تذکرہ نویس جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے وہ بھی حق مضمون ادا کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ آپ کے کمالات کے بارے میں جو کچھ میں نے سپرد قلم کیا ہے وہ عشر عشیر تو کیا یہ تو ہزاروں حصے سے بھی کم ہے۔ آپ کے مجدد شرف کے سلسلے میں یہ بات کافی ہے کہ آپ نجوبین الہی کی جماعت کے سردار ہیں۔ شیخ جمال العارفين ابو محمد بن عبداللہ بصری سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی میں نے ان سے درخواست کی کہ اولیائے کرام سے متعلق کوئی عجیب و غریب داستان بیان کیجئے جو آپ کی چشم دید ہو۔ فرمایا کہ ایک دفعہ میں بحر محیط سے گزر رہا تھا وہاں کسی آدمی کا گزر نہ تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص کھل اور سے ہوئے لیٹا ہے میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ یہ شخص ہونہ ہوولی ہو گا میں نے اس سے کہا کہ اٹھیے اور خدا کی بندگی کیجئے۔ اس شخص نے اٹھ کر مجھ سے کہا، اے ابوالعباس! جاؤ اور اپنے دل کو خدا کی یاد میں مشغول رکھو، میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیسے شناخت

کیا؟ اس شخص نے کہا، آپ خضر میں کہ نہیں؟ لیکن یہ فرمائیے کہ میں کون ہوں؟ میں نے اپنے خدا سے عرض کیا، میں اولیاء اللہ کا نقیب اور پیغمبر ہوں اور پھر بھی مجھے یہ نہیں معلوم کہ یہ شخص کون ہے؟ ندا آئی کہ اے ابوالعباس! بے شک تو اولیاء اللہ کا نقیب ہے مگر ان اولیاء اللہ تک تیری رسائی ہے جو تجھ سے محبت کرتے ہیں لیکن یہ شخص اس گروہ سے تعلق رکھتا ہے جنہیں میں دوست رکھتا ہوں۔ اس شخص نے میری جانب رخ کیا اور کہا، ابوالعباس! سنا، میں نے اثبات میں جواب دیا اور ساتھ ہی اپنے حق میں دعا کی درخواست، اس شخص نے کہا میں خود آپ سے دعا کا خواہاں ہوں، میں نے کہا کہ میں اس قابل کہاں کہ آپ کے حق میں دعا کر سکوں۔ میں تو معذور ہوں۔ اس شخص نے یہ دعا کی: - وَفَرَكَ اللَّهُ نَصِيْبَكَ مِنْهُ - اللہ تعالیٰ تیرے نصیب میں جو کچھ لکھا ہے اس میں اضافہ کرے۔ میں نے کہا، اس میں کچھ اور اضافہ کیجئے، لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا حالانکہ کوئی ولی میری نظر سے اوجھل نہیں ہو سکتا۔ میں کچھ اور آگے بڑھا تو ریت کے ایک ٹیلے پر میں نے نور دیکھا جس سے نگاہیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں، میں نے دیکھا کہ وہاں ایک عورت نیا کبل اوڑھے ہوئے سو رہی ہے اس کا کبل بھی پہلے دیکھے ہوئے مرد کے کبل سے ملتا جلتا تھا میں نے چاہا کہ اس کے پاؤں چھو کر اسے بیدار کروں غیب سے آواز آئی ادب ملحوظ خاطر رکھو جنہیں ہم دوست رکھتے ہیں ان کا لحاظ رکھو۔ تھوڑی دیر میں نے انتظار کیا اتنے میں اس کی آنکھ کھلی اور اس نے کہا الحمد للہ الذی احیاتی بعد ما ماتنی والیہ النشور والحمد للہ الذی انشئنا وادحشنی عن خلقہ اخص تعریف ہے اللہ کے لئے جس نے مجھے موت کے بعد حیات بخشی اور اسی کی طرف لوٹنا ہے اور خاص تعریف ہے اس ذات کے لئے جس نے مجھے خلق سے بے گناہ کر دیا ہے انس و وحشت کے درجے میں، پھر اس عورت نے مجھ سے کہا، اے ابوالعباس! اگر کوئی سے پہلے آپ ادب آداب سے رہتے تو بہتر ہی ہوتا، میں نے کہا، سچ بتانا آپ اس شخص کی بیوی تو نہیں ہیں، آپ ٹھیک سمجھے ہیں۔ یہاں ابدال میں سے ایک خاتون کی رحلت ہو گئی تھی۔ خدا نے مجھے یہاں اس کی تجہیز و تکفین کے لئے بھیجا تھا جب اسے آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور میں فانی ہو گئی۔ میں نے کہا دعا کیجئے، اس خاتون نے کہا اے ابوالعباس! میں خود آپ سے دعا کی طالب ہوں۔ میں نے کہا، مجھے معذور سمجھئے اس عورت نے دعا کی وَفَرَكَ اللَّهُ نَصِيْبَكَ مِنْهُ - اللہ تعالیٰ نے تیرے نصیب میں جو کچھ لکھا ہے اس میں اضافہ کرے۔ میں نے مزید دعا کی درخواست کی، اس خاتون نے کہا اگر میں نظر سے اوجھل ہو جاؤں تو برا بھلا نہ کہنا، یہ کہا اور نظر سے غائب ہو گئی۔

\_\_\_\_\_ راوی جمال العارفين شيخ ابو محمد بن عبد اللہ بصری، کا بیان ہے کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت کیا، آیا اس قسم کے محبوبین الہی کے بھی سردار ہوتے ہیں یہ فرمایا کہ یقیناً، پھر میں نے پوچھا کہ ہمارے زمانے میں کون سردار ہے، جواب میں ارشاد فرمایا، شیخ عبدالقادر جیلانی۔ اس مضمون سے متعلق فقیر نے یہ شعر کہا ہے

عاشق یار خویش حبلہ جہاں      اے خوش آنکس کہ یار عاشق دوست

اپنے محبوب سے تمام جہاں کو عشق ہے۔ وہ شخص کتنا خوش نصیب ہے کہ خود محبوب جس پر عاشق ہو۔

صاحب فتوحات قمطر ازہیں کہ مفردان ایک ایسا گروہ ہے جو دائرہ قطب سے باہر ہے اور حضرت خضر علیہ السلام کا شمار اسی گروہ میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق بعثت سے قبل اسی گروہ سے تھا۔

غوث الثقلین کے یہ کمالات و فضائل جو احاطہ بیان میں آئے ہیں ان کی نسبت ہزاروں سے ایک کی بھی نہیں۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی نے امام عبداللہ یافعی کی کتاب کے حوالے سے نعمات الانس میں تحریر کیا ہے کہ غوث الاعظم کے محاسن و کمالات احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ ائمہ کرام سے مجھے اس حقیقت کا علم ہوا ہے کہ آپ کی کرامات بحر تو اتر ہم تک پہنچی ہیں اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ آپ سے جن کرامات کی نسبت ہے وہ کسی اور شیخ سے منسوب نہیں کی جا سکتیں۔ آپ کی حیات میں اور آپ کے وصال کے بعد جو کرامات آپ سے ظہور میں آئیں ان کے لئے ایک دفتر درکار ہے اس لئے اختصار کے ساتھ صرف اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ آپ سے جو کرامات ظہور میں آئی ہیں وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا پرتو ہیں۔ مولانا عبدالرحمن جامی لکھتے ہیں:-

از ولی خارقے کہ مسموع است معجزہ آل نبی متبوع است

پہلی رات کو جب اس سراپا تحقیر فقیر اور ایک ادنیٰ ترین مرید نے غوث الاعظم کا تذکرہ سپرد تحریر کرنا شروع کیا تو فی الحقیقت کچھ ایسا محسوس کیا کہ میں حضرت موسیٰ کاظم اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزارات کا طواف کر رہا ہوں یوں کہنا چاہئے کہ اس کا رہنمایاں کے صدقے میں یہ شرف اس احقر کو حاصل ہوا۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا اور میرے دل کو خوشی ہوئی کہ انشاء اللہ میری یہ کوشش مشکور ہوگی۔ میں نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر یہ ادا کیا۔

## حضرت شیخ سیف الدین عبدالوہاب

غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کے دس صاحبزادوں میں سب سے بڑے آپ ہی تھے ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی۔ جملہ علوم پر آپ کو دسترس حاصل تھی۔ غوث الثقلین کے وصال کے بعد مدرسہ میں وعظ و تلقین آپ ہی فرمایا کرتے تھے۔ مخلوق آپ کے فضل و کمال سے کسب فیض کرتی تھی۔

آپ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں بلا عجم میں مصروف سیاحت تھا جب تمام علوم سے فراغت کے بعد میں بغداد واپس آیا تو میں نے اپنے والد محترم سے وعظ کی اجازت طلب کی۔ آپ نے بخوشی اجازت دے دی۔ میں نے منبر پر اپنے علوم کی روشنی میں عالمانہ و فاضلانہ تقریر کی لیکن اس تقریر کا کسی کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوا اور نہ کسی کا دل لسیجا کسی کی آنکھوں سے



آنسو تک بھی نہیں بہے۔ حاضرین نے قبلہ والد ماجد سے بھی درخواست کی کہ وہ بھی اپنے وعظ سے مستفیض فرمائیں، میں منبر سے نیچے اتر آیا اور والد صاحب اس پر تمکین ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، شہادت صبر کی ایک ساعت ہے یہی ایک فقرہ آپ کی زبان پر آیا تھا کہ اہل مجلس پر رقت طاری ہوگئی۔ میں نے اپنے والد صاحب قبلہ سے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تو اپنے نفس سے مخاطب تھا اور میرا خطاب غیر سے تھا۔

شیخ سیف الدین کی پیدائش ماہ شعبان ۱۲۵۷ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال ۲۵ شوال ۱۳۰۳ھ میں ہوا آپ بھی بغداد شریف میں ابدی نیند سوئے ہوئے ہیں۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے شیخ ابو المنصور عبدالسلام اور شیخ ابو الفتح سلیمان۔ آپ کا علم آپ کے عمل سے ہم آہنگ تھا۔

## شیخ شرف الدین عینیؒ

ابو عبد الرحمن کنیت ہے آپ بھی غوث الاعظم کے صاحبزادوں میں سے ہیں آپ نے اپنے والد ماجد سے علوم کی تحصیل کی ہے۔ فراغت کے بعد حدیث و فقہ کا درس اور حلقہ خدا کو وعظ و تلقین کا سلسلہ شروع کیا آپ کی ایک تصنیف جواہر الاسرار ہے جس میں علم تصوف کے حقائق و معارف کا بیان ہے۔ غوث الاعظم نے اپنی کتاب فتوح العیوب آپ ہی کے لئے تصنیف کی تھی آپ نے ۱۳۵۳ھ میں بمقام مصر رحلت کی۔

## شیخ شمس الدین عبدالعزیزؒ

ابوبکر کنیت ہے آپ بھی غوث الاعظم کے صاحبزادوں میں سے ہیں آپ نے بھی علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی تھی آپ نے غوث الثقلین سے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل کئے تھے۔ آپ بخارا کی جانب ہجرت کر گئے تھے اور وہیں مستقل قیام اختیار کر لیا تھا۔

## حضرت شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاقؒ

کنیت عبد الرحمن اور ابو القرح ہے۔ آپ کا شمار بھی غوث الثقلین کے صاحبزادوں میں ہوتا ہے۔ اپنے والد ماجد سے علوم کی تحصیل کی تھی۔ عراق میں منصب افتا پر بھی آپ فائز رہے ہیں۔ آپ کو علوم و فنون پر بڑی قدرت اور عبور حاصل تھا، غوث الثقلین کے ملفوظات پر جو رسالہ جلاء النخاطر مشتمل ہے وہ آپ ہی کی کہ و کاوش کا نتیجہ ہے۔ اس رسالے میں تحریر ہے کہ غوث الاعظم کے ارشاد کے

یوحیہ طامع کا دامن ہمیشہ خالی رہتا ہے جسے خود لفظ طمع کے غیر منقوٹہ حروف سے ظاہر ہے ۶  
طمع راسہ حروف است و ہر سہ تہی

آپ کی آخری آرام گاہ بغداد میں ہے۔

## حضرت شیخ ابوالحسن ابراہیم

آپ بھی غوث الثقلین کے صاحبزادوں میں شامل ہیں۔ آپ اپنے دور میں اولیاء و صلحا کے سرگروہ تھے آپ نے ظاہری و باطنی علوم کا اکتساب اپنے والد ماجد سے کیا تھا۔ انہی کے فیوض و برکات کے سرچشمے سے سیرابی حاصل کی تھی ہمہ وقت محویت و استغراق کا عالم رہتا تھا۔ زہد و تقویٰ میں بلند مقام حاصل تھا تیس سال تک آپ نے اس بلا کا مجاہدہ کیا کہ اپنا سرتنگ اونچا نہیں کیا۔ آپ ۲۸ھ میں متولد ہوئے تھے ۶۲۳ھ میں آپ اللہ کو پایے ہو گئے۔ آپ اپنے والد محترم غوث الثقلین کے مزار سے متصل سوئے ہوئے ہیں۔

آپ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جمعہ کی نماز کے لئے غوث الثقلین نے باہر قدم رنج فرمایا۔ میں اپنے دو بھائیوں سمیت والد ماجد کے ہمراہ تھا میں نے دیکھا کہ بادشاہ کے لئے تین بار شراب کے بنائی گئی اس کی بدبو سے دماغ پھٹا جا رہا تھا سپاہی بھی ساتھ تھے حضرت نے انہیں ٹھہرنے کا حکم دیا جس کی انہوں نے تعمیل کی پھر جانوروں کو ایڑ لگائی اور انہیں تیزی کے ساتھ ہانکنے لگے آپ نے پھر فرمایا آگے نہ بڑھو بلکہ یہیں رک جاؤ ان سب نے فریاد کی اور ٹھیک اسی جگہ ٹھہر گئے جہاں ٹھہرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ ہر چند سپاہی جانوروں کو ہانکتے تھے لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے تھے۔ اس اثنا میں سپاہیوں کے پیٹ میں درد قویح کی شکایت ہوئی اور زمین پر لوٹتے پوٹتے اور ٹرپنے لگے سب نے توبہ کی اور آہ و فریاد شروع کی۔ درد رک گیا شراب سر کے میں تبدیل ہو گئی آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔ یہ خبر بادشاہ کے گوش گزار ہوئی تو حضرت کی خدمت میں حاضری دی اور ان تمام چیزوں سے توبہ کی جن کی حرمت کا شریعت نے قطعی فیصلہ صادر کر دیا ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ شیخ عبدالنراق نے اپنے والد ماجد کی خدمت میں رجال الغیب کو پرواز میں مصروف پایا تو ان پر غوث طاری ہو گیا۔ غوث الاعظم نے فرمایا، ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے یہ رجال الغیب ہیں اور تیرا تعلق بھی انہی سے ہے۔  
آپ کے پانچ صاحبزادے تھے شیخ ابوصالح نصر شیخ ابوالعاسم عبدالرحیم شیخ ابو محمد اسمعیل شیخ ابوالحسن فضل اللہ اور شیخ جمال اللہ آخر الذکر میں غوث الاعظم کی ہور ماتی تھی۔ ان سب نے اپنے عم محترم شیخ عبدالوہاب کی خدمت میں ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل کی۔ یہ سب کے سب اپنے زمانے میں کامل و اکمل شیوخ ہوئے ہیں۔

## حضرت شیخ ابوالفضل محمدؒ

آپ بھی غوث الاعظمؒ کے صاحبزادے ہیں۔ ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی اور درجہ کمال تک پہنچے آپ کا وصال بغداد میں ۲۵ ذی قعدہ ۶۰۰ھ کو ہوا۔

## حضرت شیخ ابو عبد الرحمن عبداللہؒ

آپ بھی غوث الاعظمؒ کے صاحبزادے ہوتے ہیں آپ نے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد کی خدمت میں کی آپ اپنے دور میں محدث بھی تھے اور فقیہ بھی آپ نے ۲۷ ماہ صفر ۵۸۰ھ میں رحلت فرمائی۔ بغداد شریف میں آپ کی ابدی خواب گاہ ہے آپ کے دو صاحبزادے ہوئے شیخ ابو محمد عبدالرحمن اور دوسرے شیخ ابو محمد عبدالقادر، آپ کی کنیت اور نام اپنے جد ماجد سے ملتا جلتا تھا تمام علوم اپنے والد ماجد اور عم محترم شیخ عبدالرزاق سے حاصل کئے۔ آپ اپنے عہد میں کامل و اکمل شیخ گزے ہیں۔

## حضرت شیخ ابو زکریا یحییٰؒ

آپ غوث الاعظمؒ کے صاحبزادوں میں سے ہیں علم فقہ اور علم حدیث میں اپنے والد ماجد سے کسب فیض کیا اپنے وقت کے کامل و فاضل شیخ گزے ہیں آپ ۶ ربیع الاول ۵۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ وصال شعبان المعظم میں ۶۰۰ھ کو ہوا۔ آپ کی خواب گاہ بغداد شریف میں اپنے برادر بزرگ شیخ عبدالوہاب کے مزار عالیہ سے متصل ہے۔

## حضرت شیخ ابوالنصر موسیٰؒ

غوث الاعظمؒ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے سب سے آخری نور نظر ہیں۔ آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے علوم کی تحصیل کی۔ فقیہ و محدث اور عارف کامل و رویش گزے ہیں۔ ربیع الاول کے اواخر میں ۵۳۹ھ کو متولد ہوئے تھے۔ آپ نے دمشق میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی وہیں جمادی الآخر کی پہلی تاریخ کو ۶۰۰ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کا مزار بھی دمشق میں ہے۔ بلا واسطہ اور بالواسطہ غوث الاعظمؒ کے مریدین کی تعداد ان گنت ہے بالخصوص ہندوستان کے اطراف میں اکثر مشائخ اس سلسلہ عالیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کفار و مشرکین کو بھی آپ سے عقیدت رہی ہے چنانچہ بالعموم شب جمعہ کو مسلم اور غیر مسلم سب آپ کی یاد میں تعریبِ نذر و فاتحہ مناتے ہیں۔

## حضرت شیخ علی بن ہتیبیؒ

آپ کا شمار بطلنج کے اولیائے کرام اور شاخ کبار میں ہوتا ہے۔ تاج العارفين شیخ ابو الوفاء سے آپ کو شرف بیعت حاصل ہے۔ انہیں شیخ ابو محمد شینکی اور شیخ ابو بکر بن مراد سے نسبت اور باطنی رابطہ حاصل ہے۔ غوث الاعظم کی خدمت بابرکت میں حاضر باش رہتے اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہوتے۔ جس وقت غوث الثقلین تے قدمی ہذاہ علیہ ساقیہ کل دلی اللہ (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے) کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے تو پہلا شیخ جس نے منبر کے قریب جا کر حضرت کا قدم اپنی مبارک گردن پر رکھا اور آپ کے دامن میں یہ شرف حاصل کیا تو وہ آپ ہی کی ذات تھی۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک دن غوث الاعظم وعظ فرما رہے تھے، شیخ علی ہتیبیؒ آپ کے قریب بیٹھے تھے کہ ان کی آنکھ لگ گئی۔ غوث الاعظم نے اہل مجلس سے کہا کہ چپ ہو جاؤ آپ خود بھی منبر سے نیچے اتر آئے اور شیخ کے سامنے با ادب ایستاد ہو گئے پوری توجہ سے شیخ کو دیکھتے رہے۔ جب شیخ نے آنکھیں کھولیں تو غوث الاعظم نے دریافت کیا کہ آیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو آپ نے خواب میں دیکھا، انہوں نے اثبات میں جواب دیا، آپ نے فرمایا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے لئے کھڑا ہو گیا تھا، آپ نے شیخ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کن کن باتوں کی تلقین فرمائی، انہوں نے کہا، اس بات پر زور دیا ہے کہ میں آپ کی صحبت میں رہوں۔

بعد ازاں شیخ علی ہتیبیؒ سے بعض اشخاص نے یہ پوچھا کہ غوث الثقلین کے اس ارشاد کا کیا منشا ہے کہ

”من از برائے آن با ادب ایستادہ بودم“

جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں جو کچھ خواب میں دیکھ رہا تھا، غوث الاعظم اس کا مشاہدہ بیداری کے عالم میں فرما رہے تھے (تعظیم کے لئے غوث الاعظم کا کھڑا ہونا اس لئے تھا کہ آپ بیداری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت سے مشرف ہو رہے تھے)۔ غوث الاعظم شیخ کی تعریف و توصیف کرتے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ عالم غیب و شہود جو اولیا، اللہ میرے پاس آئیں گے۔ ان کی حیثیت میرے جہانوں کی ہے لیکن میں شیخ علی ہتیبی کا ہمان ہوں۔ جب شیخ اپنے مقام و زینان سے غوث الاعظم کی بارگاہ میں حاضری کا قصد کرتے تو اپنے مریدوں کو غسل کی تلقین فرماتے، آپ اپنے مریدوں سے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت کی خدمت میں موڈ ب رکھو اور یہ سوچ سجد کر زیارت کا قصد کیا کرو کہ ہم ایسے شیخ کی بارگاہ میں حاضری دے رہے ہیں جس کی چاکری پر مشایخ کو ناز ہے۔ جب شیخ غوث الاعظم کی خدمت میں پہنچتے تو آپ فرماتے کہ تم تو خود عراق کے مشایخ کبار میں سے ہو تم کیوں یہاں آنے کی زحمت گوارا کرتے ہو۔ شیخ علی ہتیبی عرض کرتے، شہنشاہ عراق تو آپ ہیں، ہم آپ کی زیارت کے لئے کیسے نہ

نہ حاضر ہوں آپ کی سرپرستی میں ہمارے لئے امان ہے اور ہمارا قلب مطمئن ہو جاتا ہے۔ غوث الاعظم ارشاد فرماتے تھے اسے لئے کوئی خدمت نہیں ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز آپ نہر کے پاس سے گزرے آپ نے دیکھا کہ وہاں کے باشندے ایک میت کے سر ہانے کھڑے ہوئے آپس میں تکرار کر رہے ہیں شیخ علی بن ہبیب نے میت سے خطاب کیا، اے اللہ کے بندے! یہ فرمانا تھا کہ اس میں جہان پڑ گئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں، نیز یہ کہا کہ مجھے فلاں بن فلاں نے تیرے کیا ہے، حاضرین نے خود یہ ماجرا چشم خود دیکھا۔ اس کرامت کے بعد پھر اس شخص پر موت طاری ہو گئی۔

شیخ علی بن ہبیب کی کرامت میں مرقوم ہے کہ اگر کسی پر شیر حملہ کرتا اور اس کے سامنے آپ کا نام لے لیا جاتا تو شیر اٹلے پاؤں لوٹ جاتا۔

آپ کا ۶۷ھ میں وصال ہوا اور آپ نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی ہے۔ مزار مبارک وزیران میں ہے۔

## حضرت شیخ ابو عمرو حسینیؒ

آپ کا اسم شریف عثمان ہے اور آپ غوث الاعظم کے مریدین میں سے تھے۔ آپ کا بیان ہے کہ ابتدا میں یہ صورت پیش آئی کہ ایک شب میں بستر پر لیٹا ہوا آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا کہ مجھے پانچ کبوتر اڑتے ہوئے دکھائی دیے ایک کی زبان پر تھا: سبحان من عندہ خزائن کل شئی وما ننزلہ الا بقدر معلومہ پاک ہے وہ ذات جس کے پاس ہر شے کے خزانے ہیں اور ہم جو کچھ نازل کرتے ہیں جانے پہچانے اندازے کے مطابق نازل کرتے ہیں۔ دوسرے کا روپہ تھا: سبحان من اعطی کل شئی خلقہ ثم ہدیٰ پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کو اپنی بخشش سے نوازا، اس کی تخلیق کی پھر اس کی ہدایت کی تیسرے کبوتر کی زبان پر یہ کلمہ تھا سبحان من بعث الانبیاء حجتہ علی خلقہ وفضل علیہم محمدآء پاک ہے وہ ذات جس نے انبیاء علیہم السلام کو اپنی مخلوق کے لئے حجت بنا کر بھیجا اور ان پر حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فضیلت دی، چوتھے کی زبان پر تھا کل ما فی الدنیا باطل الا ما کان للہ ورسولہ (دنیا میں جو کچھ ہے باطل ہے سوائے اس کے جو کچھ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے) پانچواں کبوتر یہ پڑھتا جاتا تھا: یا اهل الغفلة عن مولاکم قوموا الی ما بکم رب کریم یعطی الجزیل ویغفر الذنب العظیم اے وہ لوگو! جو اپنے مولا سے غافل ہو اپنے رب یعنی رب کریم کی اطاعت کے لئے آمادہ ہو جاؤ وہ اپنے بندوں کو بہت کچھ عطا کرتا ہے اور بڑے بڑے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ میں نے یہ کلمات سنے تو میرے ہوش اڑ گئے جب میں اپنے آپے میں آیا تو دنیا و ما فیہا کی محبت میرے دل سے نکل چکی تھی، پوچھی تو میں نے اپنے مولا سے

یہ عہد کیا کہ خدایا مجھے کسی ایسی کمال سستی کی خدمت میں پہنچا دے جو سرچشمہ ہدایت ہو۔ میں نے سفر اختیار کیا لیکن منزل مقصود کی مجھے خبر نہ تھی۔ اثنائے راہ میں اچانک میری آنکھیں ایک مرعوب کن اور باہمیت شخصیت سے چار ہوئیں اس لئے کہا السلام علیک یا عثمان! میں نے سلام کا جواب دیا اور قسمیں دے کر پوچھا کہ آپ اپنے بارے میں کچھ بیان فرمائیں آپ کون ہیں اور آپ کو یہ کیسے پتہ چلا کہ میرا نام یہ ہے، اس بزرگ شخصیت نے جواب میں فرمایا کہ مجھے خبر کتنے ہیں، میں غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ اور طرفین میں اس شخص کو ڈھونڈو آپ کے پاس ہفت سماوات کی بلندیوں سے یہ پیغام آیا کہ مرحبا بک عبدی۔ اس شخص نے اپنے رب سے یہ پیمانہ باندھا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کی خاطر کسی کمال بزرگ کے حوالے کرے۔ جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ اسی لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ اے عثمان! آپ جلد از جلد غوث الثقلین کی خدمت میں پہنچیں اور ان کی قدم بوسی کا شرف حاصل کرو۔ میں ابھی عازم بغداد بھی نہیں ہوا تھا کہ دفعۃً میں نے اپنے آپ کو بغداد کی سرزمین میں پایا حضرت خضر علیہ السلام نگاہوں سے اوجھل ہو چکے تھے میں خود غوث الثقلین کی بارگاہِ غوثیت میں حاضر ہوا آپ نے مرحبا اہلاً وسہلاً فرمایا اور ارشاد کیا، اے عثمان! اللہ تعالیٰ تجھے عنقریب عبد الغنی بن ثقفی نام کا ایک عہدیت کش مرید مرحمت فرمائے گا اور وہ اس شان کا شیخ ہوگا کہ اولیاء اللہ میں اس کی قدر و منزلت کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے زیادہ اس پر نازاں ہوگا۔ بعد ازاں مجھے طاہرہ اٹھائی (طاہرہ ایک قسم کی ٹوپی ہے) جس سے میرے دل و دماغ تک اثرات پہنچے۔ میرے دل پر عالم ملکوت کے اسرار ہو پید ہو گئے۔ میں نے سنا ہے کہ دنیا اور مائیں جو مخلوق ہے وہ اپنی اپنی زبان میں رب العزت کی تسبیح کر دی ہے۔ قریب تھا کہ میرے دل و دماغ کی صلاحیتیں جواب دے جائیں اور میرا سینہ شق ہو جائے۔ غوث الثقلین نے اس عالم میں میرے سینے پر ہاتھ رکھا تو ہوش و ہوا اس درست ہو گئے۔ پھر کچھ مدت تک خلوت نشینی کا سلسلہ رہا بخدا کوئی ایسا بھید نہ تھا ظاہراً یا باطناً جو میرے افشا کرنے سے قبل آپ نے آشکارا نہ کر دیا ہو آپ نے مجھے ان حالات و واقعات سے مطلع کیا جو تیس سال کے بعد وقوع میں آئے۔ آپ کے ہاتھ پر سعیت کرنے اور ابن ثقفی کی میرے ہاتھ پر توبہ کے مابین ۲۵ سال کی مدت ہوتی ہے اس عرصے کے حالات آپ نے منکشف فرما دیے تھے اور ابن ثقفی سے متعلق جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا تھا من و عن اسی کے مطابق ظہور پذیر ہوا۔

## حضرت شیخ ابوسعید قیلویؒ

آپ حسنی السب سید اور عراق کے بلند پایہ شیوخ میں سے تھے آپ کی کرامات مشہور ہیں۔ بلند مقام کے حامل تھے۔

غوث الثقلین کے دست اقدس سے خرقہ عقیدت واردت پہنا تھا۔ آپ کا قول ہے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کا مقام اولیاء اللہ میں بلند ترین ہے۔

ایک دفعہ آپ بھارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے پانی سے لبرزیوٹا کسی مرید کے ہاتھ میں تھا اتفاقاً لوٹا ہاتھ سے چھوٹا اور گر کر ٹوٹ پھوٹ گیا۔ حضرت نے ٹوٹے ہوئے ٹوٹے کو درست کر دیا، خود بخود پانی سے لبرزیوٹا ہو گیا اس سے آپ نے وضو فرمایا۔

آپ کا وصال ۱۲۵۷ھ میں ہوا۔ مزار مبارک قیلوہ میں ہے۔

## حضرت شیخ قصبہ البان موصلی

ابو عبداللہ آپ کی کنیت تھی۔ غوث الاعظم کے کامل و مکمل مریدین میں ان کا شمار تھا۔ آپ صاحب کرامات شیخ تھے۔ موصل کے قاضی کو آپ سے بعض وجوہ کی بنا پر شدید اختلاف تھا۔ ایک روز کی بات ہے کہ موصل کی کسی گلی سے آپ گزر رہے تھے کہ قاضی شہر سے آنا سامنا ہو گیا۔ قاضی نے دل میں سوچا کہ آج انہیں گرفت میں لے کر حاکم وقت کی تحویل میں دے دینا چاہئے تاکہ اس حکم سے انہیں عبرتناک سزا ملے، ابھی قاضی اسی حصص میں تھا کہ اس نے دور سے گردوغبار اڑتا ہوا دیکھا، جب یہ گردوغبار کا چمکہ قریب پہنچا تو اس میں ایک شخص نمودار ہوا جو فیتھانہ لباس پہنے ہوئے تھا اس نے قاضی سے دریافت کیا کہ وہ کون سا قصبہ البان ہے جسے حاکم سے سزا دلانے کی ٹھانی ہے۔ قاضی کو آپ کے بارے میں جو سکوک و شہادت تھے ان کا اذالہ ہو گیا اور اس نے اپنے فاسد عقیدہ سے توبہ کی نیز آپ سے بیعت بھی کی۔

غوث الاعظم سے کسی نے آپ کی شکایت کی کہ قصبہ البان پابند نماز نہیں ہیں۔ اس پر غوث الاعظم نے ارشاد فرمایا کہ ان کی جبین نیاز ہمیشہ آستانہ بیت اللہ پر خم رہتی ہے۔ آپ کا وصال ۱۲۵۷ھ میں ہوا۔ مزار عالیہ موصل میں ہے۔

## حضرت شیخ احمد بن مبارک

آپ غوث الثقلین حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی کے خدام میں سے تھے، صاحب کشف بھی تھے اور عامل کرامات بھی۔ یہی شرف کیا کم ہے کہ آپ کو غوث الاعظم کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر باشی کی سعادت حاصل تھی۔ یہ سعادت آپ کی عظمت کا بین ثبوت اور روشن دلیل ہے۔ جب حضرت غوث الاعظم و غلط کے لئے مسند پر رونق افروز ہوتے تو آپ حضرت کے لئے



سند پر اپنی بابرکت چاڑھ بچھا دیا کرتے تھے آپ نے شہدہ میں رحلت کی۔

## حضرت شیخ صدقہ بغدادیؒ

ابوالفرح کینیت تھی اور آپ کے والد ماجد کا اسم شریف حسین ہے۔ بغداد میں آپ کا مستقل قیام تھا۔ غوث الثقلینؒ کی خدمت بابرکت میں حاضری کا شرف حاصل تھا حضرت کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے تھے۔ ایک دفعہ آپ غوث الاعظمؒ کی خانقاہ میں آئے اتنے میں حضرت غوث الثقلینؒ منبر پر متمکن ہوئے مگر زبان سے کچھ ارشاد نہیں فرمایا اور حسب معمول قاری سے بھی تلاوت کے لئے اشارہ نہیں کیا لیکن اس کے باوجود حاضرین پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور حالت کچھ سے کچھ نظر آنے لگی۔ شیخ صدقہؒ نے سوچا کہ جب حضرت غوث الاعظمؒ نے کچھ نہیں فرمایا اور قاری نے بھی تلاوت نہیں کی تو پھر حاضرین پر یہ تاثرات کیسے وارد ہوئے غوث الاعظمؒ نے شیخ صدقہؒ کی جانب رخ کیا اور یہ ارشاد فرمایا، اے شیخ! میرے مریدوں میں ایک مرید بیت المقدس سے یہاں ایک قدم کی مسافت طے کر کے آیا ہے اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے آج تمام حاضرین اس کی ہمانی میں ہیں، شیخ صدقہؒ کے دل میں پھر یہ خطرہ گزرا کہ جو شخص بیت المقدس صرف ایک قدم اٹھا کر بغداد آ سکتا ہے اسے توبہ کی احتیاج ہی کیا ہے اور اسے شیخ سے کیا غرض ہو سکتی ہے۔ حضرت غوث الاعظمؒ نے پھر ارشاد فرمایا، اے شیخ! وہ اس لئے تائب ہو رہا ہے کہ پھر ہوائے نفس کے دام میں نہ پھنس جائے اور مجھ سے اس کی غرض یہ ہے کہ میں اسے خداوند قدوس سے محبت کا سلیقہ سکھاؤں۔

حضرت شیخ صدقہؒ کی وفات ۷۳۳ھ میں ہوئی۔

## حضرت شیخ لقب ابن لبطوؒ

آپ بڑے باکمال درویش اور صاحب کشف و شہود شیخ تھے، زہد و ورع میں آپ کا مقام نہایت بلند تھا، تاج العارفین شیخ ابوالوفاء سے سلسلہ بیعت تھا۔ حضرت غوث الاعظمؒ کی خدمت اقدس میں اکثر و بیشتر حاضر رہتے تھے اور چند در چند فیوض و برکات حاصل کرتے۔ آپ سے روایت ہے کہ ایک روز میں حضرت کی مجلس میں حاضر تھا، حضرت منبر کے پہلے پائے پر بیٹھے ہوئے وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے سکوت فرمایا اور منبر سے اتر آئے۔ کچھ توقف کے بعد منبر کے دوسرے پائے پر بیٹھ گئے میں نے بخود دیکھا کہ منبر کا پہلا پایہ میری نظر کی حد تک کشادہ نظر آتا ہے۔ وہاں ایک سند تھی جس پر سبز رنگ کا فرش بچھا ہوا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ سمیت اس پر تشریف فرما ہیں۔ اس آئینہ میں



غوث الاعظم کے قلب پر تجلیات ربانی کا پرتو پڑا، آپ اس کی تاب نہ لاکر گرا چاہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سنبھال لیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ کا جسم چھوٹا ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ آپ چڑیا سے نظر آنے لگے پھر اس میں اضافہ شروع ہوا اور آپ حسب معمول اپنی اصل سہیت پر آگئے۔ لیکن آپ کے چہرے سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ آپ پر خوف کی کیفیت طاری ہے چہرہ کا رنگ اڑا ہوا تھا پھر یہ نقشہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، شیخ بقا سے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی تشریف فرمائی سے متعلق روایت کی تحقیق طلب کی تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی مقدس ارواح مختلف اجسام اور نمایاں صورتوں میں نمودار ہوتی رہتی ہیں لیکن ان کا دیدار وہی کر سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ تاب نظارہ اور دید کی صلاحیت عطا فرمائے، آپ سے گرنے، چھوٹا اور بڑا ہونے کے باسے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تجلیات الہی کے نظارہ کی تاب اگر کسی کو ہو سکتی ہے تو صرف تائید نبوی، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نہ سنبھال لیتے تو آپ یقیناً گر جاتے۔

دوسری تجلی جو حضرت کے قلب پر نور بیز ہوئی اس کی شان جلالی تھی اور اس کی نوعیت کچھ اس طرح تھی کہ شیخ کا جسم تحلیل ہونا شروع ہوا یہاں تک کہ آپ نے ایک چڑیا کی شکل اختیار کر لی۔ تیسری تجلی جس سے آپ کو نواز گیا، اس کا مزاج جمالی تھا اسی لئے آپ کے جسم میں اضافہ ہونا شروع ہوا اور آپ آہستہ آہستہ اپنی اصل حالت پر عود کر آئے۔ یہ خدا کی دین ہے اور اس کا انعام ہے جسے چاہتا ہے وہ یہ فضل عطا کر دیتا ہے۔ آپ نے ۳۵ھ میں یا اس کے لگ بھگ رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار عالیہ باب نوس میں ہے۔ یہ مقام فہر ملک کے قصبات میں سے ہے۔

## حضرت شیخ محمد الاوانی المعروف بابن القايد

غوث الثقلین کے مریدین باکمال میں آپ شمار کئے جاتے ہیں۔ صاحب کشف و شہود شیخ تھے۔ فتوحات مکی میں تحریر ہے کہ غوث الاعظم آپ کو مریداً حضرت فرمایا کرتے تھے نیز یہ بھی ارشاد فرماتے کہ محمد بن قائد اپنے دور میں گمانہ اور امتیادی خصوصیات کے حامل ہیں۔ شیخ ابن القايد کا بیان ہے کہ میں تمام علائق ذیبوی سے منقطع ہو کر آپ کی خدمت میں چلا آیا تھا۔ اچانک ایک دن میں نے اپنے آگے اپنا نقش قدم دیکھا مجھے شرم کا احساس ہوا اور میں اس سوچ میں پڑ گیا کہ یہ کس کا پیر ہے کیونکہ میں اپنے خیال میں یہ سمجھتا تھا کہ مجھ سے کوئی بازی نہیں لے جا سکتا۔ بعد میں مجھے یہ پتہ چلا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نشان ہیں۔ اس سے مجھے اطمینان ہو گیا۔

## حضرت شیخ ابوالسعود بن الشبلیؒ

آپ سلسلہ طریقت میں حضرت غوث الثقلین سے نسبت ارادت رکھتے تھے۔ آپ کا شمار بلند پایہ شیوخ میں ہوتا ہے صاحب کشف و شہویش تھے۔ کتاب خصوص میں آیا ہے کہ شیخ ابوالسعود نے اپنے مریدین سے واضح الفاظ میں فرمایا کہ پندرہ سال گزے مجھے اللہ تعالیٰ نے تصرف کی دولت سے نوازا ہے لیکن میں نے اس قوت سے کبھی کام نہیں لیا۔ ابن قاید نے آپ سے دریافت کیا کہ معاملات میں آپ کے متصرف نہ ہونے کی وجہ کیا ہے فرمایا کہ میں تصرف صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے مخصوص سمجھتا ہوں، وہ جس طرح چاہتا ہے بندوں کے معاملے میں تصرف کرتا ہے جیسی کچھ اس کی مشیت ہوگی اسی کے مطابق ظہور میں آئے گا۔

## حضرت شیخ ابو عمرو قرنیؒ

عثمان بن مزروق بن حمید بن سراح اسم گرامی ہے۔ حنبلی المذہب شیخ ہے حضرت غوث الاعظم کے تلمیذ زہید اور مرید بامرأ تھے مصر کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ صاحب کشف و شہود بزرگ تھے۔ علوم ظاہری و باطنی پر دسترس رکھتے تھے۔ ایک دفعہ کی بات ہے کہ دریائے نیل میں طبعیانی آئی، اہل مصر نے آپ سے رجوع کیا اور یہ درخواست کی کہ پانی کی سطح ذرا نیچی ہو جائے۔ آپ نے دریا کے کنارے بیٹھ کر وضو فرمایا اس کے باطنی اثر سے پانی کی سطح نیچی ہو گئی۔ اور جو خطرہ لاحق تھا ٹل گیا، آئندہ سال بھی طبعیانی نہیں آئی اور پانی کم ہی رہا۔ مصر کے باشندوں نے پھر درخواست کی کہ پانی کی سطح کچھ اونچی ہو جائے۔ آپ نے پھر دریا کے کنارے وضو کیا اس سے پانی پھر بڑھنا شروع ہو گیا۔ آپ کی دعا کی برکت سے اور توجہ کے صدقے میں زراعت خوب اور حسب منشا ہوئی۔

آپ نے ۶۴ھ میں رحلت فرمائی، ستر سال سے زیادہ عمر پائی۔ آپ کا مزار امام شافعیؒ کے مزار عالیہ سے متصل واقع ہے۔

## حضرت شیخ موفق الدین المقتسیؒ

آپ کا اسم شریف عبداللہ محمد بن احمد بن قداح حنبلی ہے۔ صاحب تصانیف بھی تھے، ظاہری و باطنی علوم میں اچھی خاصی دست گاہ رکھتے تھے۔ حضرت غوث الثقلین کے مریدین اور تلامذہ میں آپ کا شمار بھی ہوتا ہے۔ آپ نے

## حضرت شیخ محمد بن احمد الجویسیؒ

حضرت شیخ عبداللہ بھاٹیجی کے مریدین میں سے تھے اور یہ شیخ عبداللہ حضرت غوث الثقلین حلقہ ارادت میں شامل تھے کتاب مہجۃ الاسرار میں مرقوم ہے کہ نہایت خوش رو اور خوب صورت تھے گویا حسن صورت اور حسن سیرت کی دولت سے مالا مال تھے۔ ۵

روئے خوش و خوئے نکو چوں دوست میدار و خدا

خرم کے کور لود خوئے خوش و روئے نکو ۶

آپ کا وصال ۶۵۸ھ میں ہوا۔

## حضرت شیخ ابو دین مغربیؒ

آپ کا اسم گرامی شعیب بن حسین یا شعیب بن حسن ہے۔ آپ حضرت شیخ ابو یغزائے مغربیؒ کے مرید یا مراد اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے شیخ ہوتے ہیں۔ سمرزین مغرب کے بلند پایہ مشائخ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ صاحب کشف و شہود بزرگ تھے، ایک دن کی بات ہے کہ شیخ ابو دینؒ دینار مغرب کے کسی مقام پر اپنی گردن خم کی اور اپنی زبان سے یہ یہ کلمات ادا کئے:۔ اللھم انی اشھدک و اشھد ملائکتک انی سمعت و اطعت لیس اللہ! میں تیری شہادت دیتا ہوں اور تیرے ملائکہ کی شہادت دیتا ہوں۔ میں نے سنا اور اطاعت کی۔ آپ کے اصحاب و احباب نے ان کلمات کے پڑھنے کی وجہ دریافت کی، آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے بغداد میں یہ فرمایا تھا۔ قدی لھذا علی سابقہ کل ولی اللہ! میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے، بعد ازاں بغداد کے چند اکابر حاضر خدمت ہوئے اور انہوں نے یہ اطلاع دی کہ حضرت غوث الثقلین نے ٹھیک اسی وقت یہ الفاظ فرمائے تھے۔

آپ کا وصال ۵۹۰ھ میں ہوا۔

## حضرت شیخ محی الدین عربیؒ

آپ کا اسم گرامی محمد بن علی بن عربی ہے آپ ایک واسطے سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے منسوب ہیں اور یہ

نسبت شیخ ابو محمد یونس القصار ہاشمی کے توسط سے ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ کو حضرت غوث الثقلین سے بلا واسطہ نسبت ہے لیکن قول اول زیادہ صحیح ہے۔ سلسلہ طریقت میں دوسری نسبت آپ کو ایک واسطہ سے حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل ہے، ایک نسبت ان سے بلا واسطہ بھی ہے۔ اصطلاحات کاشی میں مرقوم ہے کہ شیخ محی الدین عربی نے اپنی کتاب الملاہس میں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے ابو الحسن علی بن عبداللہ بن جامع کے دست اقدس سے خرقہ پہنا تھا اور انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے یہ نسبت حاصل کی تھی، نعمات الانس میں مذکور ہے کہ آپ کی تصانیف کی تعداد پانچستو سے متجاوز ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ شیخ محی الدین عربی کی ملاقات ایک موقع پر شیخ شہاب الدین سہروردی سے ہوئی، ہر ایک نے دوسرے کو بغور دیکھا اور کچھ کیے بغیر ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔ جب آپ سے شیخ شہاب الدین کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ بحر حقائق ہے۔

آپ کی پیدائش دوشنبہ کی شب میں ۷۱۷ھ رمضان ۱۳۶۷ء کو اندلس کے ایک شہر مرسیہ میں ہوئی اور وصال جمعہ کی شب میں ۷۲۲ھ ربیع الآخر ۱۳۳۸ء میں بمقام دمشق واقع ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک جبل قاسون میں ہے جسے آج کل صالحیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

## حضرت شیخ صد الدین محمد بن اسحاق قونوی

آپ ابو المعالی کنیت رکھتے ہیں۔ شیخ محی الدین عربی کے خاص الخاص مریدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ علامہ قطب الدین نے علم حدیث میں آپ ہی سے سند لی تھی۔ شریعت و طریقت دونوں میں آپ باکمال تھے۔ مولانا جلال الدین رومی سے آپ کے دوستانہ روابط تھے۔ مولانا جلال الدین رومی کی وفات پہلے ہوئی اور وصیت کے مطابق ان کے جنازہ کی نماز شیخ صد الدین قونوی نے پڑھائی۔

## حضرت امام عبداللہ یافعی بن سعد یافعی

آپ کی کنیت ابو السادات اور لقب عیض الدین تھا۔ آپ کا وطن مالوف میں تھا۔ مذہباً شافعی ہیں۔ صاحب تصانیف بھی اور صاحب کشف و شہود بھی۔ ظاہری و باطنی علوم میں آپ کو امتیازی خصوصیت حاصل ہے۔ چند واسطوں سے آپ کا سلسلہ طریقت حضرت عبدالقادر جیلانی سے ملتا ہے۔ آپ کی اکثر تصانیف ہیں ان میں تاریخ یافعی، تکملہ روضۃ الریاحین اور نشر المحاسن وغیرہ مشہور، آپ نے حضرت غوث الثقلین کے حالات اور آپ کی کرامات کا تذکرہ بڑے ذوق و شوق سے

کیا ہے۔ آپ کو غوث الثقلین سے غایت درجے کا اعتقاد تھا۔

آپ کا وصال بختیہ کی شب میں ۲۱ جمادی الآخر ۱۰۶۶ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار حضرت فضیل بن عیاضؒ کے مزار عالیہ کے قریب مکہ معظمہ میں مزار معلایں واقع ہے۔

## حضرت شیخ مخدوم عبدالقادر

آپ شیخ عبدالقادر ثمانی مشہور ہیں۔ آپ کو حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے سات واسطوں سے نسبت طریقت حاصل ہے۔ آپ کے والد ماجد شیخ محمدؒ ہیں سلسلہ نسب بایں طور حضرت غوث الثقلین تک منتهی ہوتا ہے، محمد بن سید شاہ میر بن سید علی بن سید علی بن سید مسعود بن سید احمد بن سید صفی الدین بن سید سیف الدین عبدالوہاب بن سید السادات سید عبدالقادر جیلانیؒ۔ آپ صاحب کرامات تھے، ظاہری و باطنی علوم پر آپ کی گہری نظر تھی، معقولات و منقولات میں آپ کو دسترس حاصل تھی، بغداد سے خراسان اور پھر خراسان سے اچھ ملتان میں تشریف لائے اور یہیں آباد ہو گئے۔ آپ نے اکثر ممالک کا پایادہ سفر کیا، آپ کا مزار مقام اچھ میں ہے، ہندوستان کے مشائخ کبار میں شمار کئے جاتے ہیں، سیکڑوں مشرکین و کفار نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اسلام قبول کیا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی تصنیف اخبار الاخبار میں آپ کے ذکر کے سلسلے میں تحریر کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر ثمانی ولایت میں حضرت غوث الثقلین کے حقیقی وارث تھے۔

آپ کا وصال ۷ اربع الاول ۱۰۶۲ھ میں ہوا اور آپ نے ۸۷ سال کی عمر پائی، آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک شیخ زماں عبدالرزاق تھے، یہ اپنے زمانے کے بڑے خدارسیدہ بزرگ ہوئے ہیں۔ ۵ جمادی الآخر ۱۰۶۲ھ میں ان کا وصال ہوا۔ دوسرے صاحبزادے سید زین العابدین تھے جن کا انتقال اپنے والد ماجد کی زندگی ہی میں ہو گیا، ان کا ایک لڑکا تھا جس کا نام سید محمد تھا۔ اس صاحبزادے کی اولاد آج تک چلی آتی ہے۔

شیخ عبدالرزاق کے صاحبزادے کا نام شیخ حامد تھا وہ اپنے والد ماجد کے حقیقی جانشین تھے، ان کا بھی ایک لڑکا تھا، شیخ جمال الدین ابوالحسن نامی جو اپنے والد ماجد کی اجازت سے زندگی ہی میں مسند نشین ہوئے، ان کی وفات ۲۹ رذی قعدہ ۱۰۶۸ھ کو ہوئی۔

## حضرت شیخ عبداللہ تہمیؒ

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید عمر بن سید حسن جیلی ہے۔ بارہ واسطوں سے آپ کا سلسلہ حضرت غوث الاعظمؒ سے

ملا ہے۔ آپ نے اپنے آبا و اجداد سے سلسلہ بہ سلسلہ خرقہ ارادت پہنا، ابھی آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغداد سے عازم ہندوستان ہوئے۔ آپ نے ہندوستان کے اکثر بلند پایہ مشائخ سے ملاقاتیں کیں۔ ظاہری و باطنی علوم میں آپ کو پوری دسترس حاصل تھی، موضع تہیہ میں آپ سکونت پذیر تھے۔ یہ موضع دہلی کے مضافات میں ایک چھوٹا سا موضع ہے۔ آپ کے مریدوں کا سلسلہ بہت دوز تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ ہمیشہ با وضو رہتے اور آپ کا دل مستغرق کا عالم رہتا تھا، آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئی ہیں۔ آپ کی مشہور کرامت یہ تھی کہ کوئی چور آپ کے گھر میں گھس آتا تو وہ یا تو اندھا ہو جاتا یا مروہ پرا ہوا ملتا بلکہ جس موضع میں آپ رہتے تھے وہاں کسی چور کی مجال نہ تھی کہ گھس آئے۔ آپ کا انتقال روز جمعہ ۱۰ ربیع الاول ۸۳۵ھ میں ہوا، آپ نے نوسال سے زیادہ عمر پائی، آپ کی خواب گاہ موضع تہیہ میں ہے۔

## حضرت شیخ محمد المشہور بہ میاں میر

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی قاضی سائید ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب امیر المؤمنین حضرت عمر الفاروقؓ سے ملتا ہے، حضرت میاں میر قطب دوراں، امام طریقت، عارف کامل، یکتائے روزگار شیخ گز سے ہیں۔ ظاہری و باطنی علوم پر آپ کی نظر اتنی گہری تھی کہ قابل سے قابل اور فاضل سے فاضل شخص کو بھی آپ کے حضور مجال و مژدن نہ تھی، آپ کے بھتیجے کے قول کے بموجب آپ ۹۵ھ میں تمام سوستان متولد ہوئے۔ آپ کے والدین اور آپ کی ہمشیرہ بھی اصحاب کشف و کرامت تھے۔ آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کی ہے کہ جب میر سے بڑے بھائی متولد ہوئے تو انہیں کشف سے یہ پتہ چلا کہ میرا یہ بیٹا خدا کا گاہ نہیں ہوگا۔ لہذا میری والدہ ماجدہ نے میر سے باسے میں یہ دعا کی کہ خدایا! میرے اس لڑکے اور اس لڑکی کو اپنی یاد کی جینک لگا دے۔ ندائے غیبی آئی کہ اللہ تعالیٰ تیرے لڑکے اور لڑکی دونوں کو معرفت کی دولت سے مالا مال کر دے گا اور جیسا کہ تیری خواہش ہے یہ دونوں خداریہ ہوں گے۔ اس کے بعد حضرت میاں میر اور ان کی ہمشیرہ باری باری پیدا ہوئے۔ یہ دونوں تا ابد ہم بعید حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو خداریہ کے بلند ترین مقام تک پہنچا دیا۔

حضرت میاں میر نے ساٹھ سال سے زیادہ لاہور میں قیام فرمایا آپ کی ذات مرجع خاص و عام تھی، آپ سلسلہ قادریہ میں حضرت شیخ خضر سیستانی سے منسوب تھے، یہ آخر الذکر سیستان کے عامل و اکمل درویش ہوئے ہیں۔ عالم ملکوت کا کشتی علم اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کیا، آپ ایک نسبت سے ایسی بھی ہیں یہ نسبت آپ کو حضرت غوث الثقلینؒ

کی روح پر فتوح سے حاصل ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ آپ حضرت غوث الاعظم کے نام نامی اور اسم سامی کو بلا وضو نہیں لیتے تھے۔ فقر و غنا، توکل و قناعت اور زہد و عبادت میں یکپائے روزگار تھے۔ دن رات ذکر الہی کی دھن تھی، آپ کا ارشاد تھا کہ صوفی وہ ہے جس کا وجود باقی نہ رہے۔ کسی وزیر نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت اپنے کسی خاص وقت میں جب آپ کا مزاج اور طبیعت نسبتاً بہتر ہو، اس نیاز مند کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ وقت کتنا منحوس ہوگا جب یاد الہی سے غافل ہو کر مجھے ماسوا کا وہیمان آئے۔ آپ سنت کی پابندی کا خاص لحاظ رکھتے تھے شریعت کے خلاف آپ کا کوئی فعل نہ تھا خلوت ہو یا جلوت آپ کی زبان سے خلاف شرع کوئی بات نہیں نکلتی تھی طریقت میں آپ بے وقت تھے آپ آسانی سے کسی کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل نہیں کرتے تھے اور جب آپ کسی کو بیعت کر لیتے تو اسے اس کی منزل مقصود تک پہنچا دیتے تھے کبھی آپ نے کسی مرید کو مرید نہیں کہا بلکہ یہ فرماتے کہ ہمارے دوستوں کو ہمارے پاس بلاؤ۔ حکام وقت سے کسی قیمت پر نذر و نیاز قبول نہیں کرتے تھے، آپ جو باتیں کرتے ان کی بنیاد پند و نصح پر ہوتی تھی۔ موقع و محل کے مطابق اشعار بھی پڑھتے تھے۔ ترک آپ کا شیوہ تھا اور یہ فرماتے تھے کہ تارک وہ ہے جو بے غرض ہو جس طرح جنبی کا ایک بال بھی اگر غسل میں ہنسیک رہ جائے تو وہ پاک نہیں ہوتا، اسی طرح دل میں اگر خطرات ہیں سے کوئی خطرہ آئے گا تو اس کو بھی اس پر قیاس کیجئے ایسا شخص تارک اور خدا کا عاشق نہیں کہلایا جا سکتا۔

شرط اول دطرین عاشقی دانی کہ چسیت

ترک کردن ہر دو عالم را و پشت پا زدن

آپ کے معمولات میں سے یہ بات تھی کہ نماز فجر سے قبل اپنے مریدوں کو اپنے ہمراہ لے کر سیر باغات کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور وہاں پہنچ کر علیحدہ علیحدہ درختوں کے نیچے اپنی اپنی نشستیں مخصوص کر لیتے تھے جب نماز کا وقت آتا تو سب باجماعت نماز ادا کرتے تھے پھر اپنے اپنے گھروں کا رخ کرتے۔ رات کو اپنے حجرہ کا دروازہ بند رکھتے، اس میں بیٹھنے کبھی کبھی دو تین مرید بھی ہمراہ ہوتے اور اکثر و بیشتر ساری ساری رات تنہا مصروف عبادت رہتے تھے۔

آپ کے مریدوں میں سے کسی کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت میاں میر اپنے مرید باصفا ملا خواجہ کلاں کے ہمراہ قبرستان تشریف لے لئے اور دعائیں مشغول ہو گئے۔ ملا خواجہ کلاں کو کشف قبور کا مقام حاصل تھا۔ آپ نے حضرت سے عرض کیا آپ سنتے ہیں، اس میں سے کیا آواز آتی ہے؟، آپ نے فرمایا، کیا آواز آتی ہے؟ خواجہ کلاں نے عرض کیا کہ صاحب یہ کہتا ہے کہ میں عالم شباب میں دنیا سے رخصت ہوا اور اس وقت سے آج تک بد اعمالیوں کی سزا بھگت رہا ہوں، آپ نے فرمایا، صاحب قبر سے

دریافت کرو کہ تیرا عذاب کس صورت میں دور ہو سکتا ہے؟ ملا خواجہ کلاں نے مراقبہ کر کے معلوم کیا کہ صاحب قبر کہتا ہے کہ اگر ستر ہزار بار کلمہ طیبہ پڑھا جائے اور مجھے ایصالِ ثواب کیا جائے تو یہ عذاب رفع ہو سکتا ہے، حضرت نے سب کو ہدایت کی کہ کلمہ طیبہ کا ورد کریں اور خود بھی پڑھتے لگے۔ جب پوسے ستر ہزار کی تکمیل ہو گئی۔ تو اس کا ثواب صاحب قبر کو پہنچا دیا گیا، ملا خواجہ کلاں نے پر بنائے کشف یہ عرض کیا کہ صاحب قبر کہتا ہے کہ کلمہ طیبہ اور آپ بزرگوں کے قدمِ منحت لزوم سے عذاب رفع کیا گیا مختصر یہ ہے کہ آپ سے اور آپ کے مریدین سے اس تعداد میں کرامات کا ظہور ہوا ہے کہ احاطہ تحریر میں نہیں آ سکتا۔

حضرت میاں میر کے ایک خادم کی روایت ہے کہ آپ موسم گرما میں حجرہ کی چھت پر مصروف عبادت رہتے تھے ایک دن مجھ سے فرمایا کہ پانی کا ایک آنچورہ اور ایک پنکھا میرے پاس رکھ کر سو رہو، خادم کہتا ہے کہ میں نے پنکھا تو رکھ دیا البتہ پانی کا کوزہ پاس رکھنا یاد نہیں رہا آدھی رات کو مجھے یہ بات یاد آئی تو میں آنچورہ لے کر اوپر پہنچا تو وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ موجود نہیں ہیں۔ کپڑے اور دوسرا سامان موجود تھا۔ تلاش کیا اور سوچا کہ ممکن ہے حجرہ میں تشریف فرما ہوں میں چراغ جلا کر حجرہ میں پہنچا وہاں بھی آپ موجود نہ تھے۔ حیران ہو کر میں بیٹھ گیا۔ فجر کی نماز کے وقت حضرت نے آواز دی کہ وضو کے لئے پانی لاؤ میں فوراً پانی کا کوزہ لے کر اوپر پہنچا۔ میں نے دریافت کیا حضور کہاں تشریف لے گئے تھے پہلے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے خواب دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور اگر آپ یہ راز منکشف نہیں فرمائیں گے تو تمام عمر یہ خطرہ رہے گا۔ فرمایا، بتاؤ لیکن رہنمائی زندگی میں کسی سے نہ کہنا۔ اگر کسی پر یہ راز کھولے گا تو نقصان کا اندیشہ ہے۔ فرمایا میں اس وقت تک غارِ حرا میں تھا۔ میں نے دریافت کیا غارِ حرا کہاں واقع ہے فرمایا، یہ ایک غار ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے قبل خدا کی عبادت اور اس کی تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے تھے۔ مجھے حاجیوں پر انوس ہوتا ہے کہ حج کے لئے جاتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لئے بھی اس غار میں نہیں جاتے اگر کسی کی بارہ سال کی عبادت سے بھی انشراح نہ ہو اسے اس غار میں ایک ہی رات کے اندر جلوے نظر آتے ہیں اور اس کے سینے میں کشادگی آجاتی ہے۔

یہ احقر حضرت کی خدمت بابرکت میں دربارِ حاضری دے آیا ہے حضرت اس نیاز مند پر خاص توجہ فرماتے تھے بیس سال کی عمر میں جب مجھے بیماری نے آدبایا اور اطباء بھی علاج سے آگے تو میرے والد ماجد شاہجہاں میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ یہ میرا بڑا لڑکا ہے اور تمام اطباء اس کے علاج سے عاجز آگئے ہیں آپ توجہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سے شفا مرحمت فرمائے۔ حضرت نے ایک پیالہ میں پانی منگوایا اور کچھ پڑھ کر اس پر دم کیا اور مجھے دیا جب میں نے اس پیالہ کا پانی پیا تو مجھے شفا ہو گئی اور بیماری صحت سے تبدیل ہو گئی۔ میں نے اپنی کتاب سنیۃ الاولیاء میں حضرت اور آپ کے خلفاء کے حالات تفصیل سے سپرد قلم کئے ہیں اس لئے یہاں اسی پر بس کرتا ہوں۔



آپ کا وصال بروز شنبہ بعد از نماز ظہر، ربيع الاول ۱۳۲۵ھ کو شہر لاہور محلہ خانی پورہ میں ہوا۔ آپ کے جنازہ کی نماز میں ان گنت لوگوں نے شرکت کی۔ عمر کا اندازہ ۸۸ سال کے لگ بھگ کیا جاتا ہے، مزار مبارک شہر لاہور کے قریب موضع ہاشم پورہ میں ہے، آپ کے بلند مرتبہ مریدین میں سے جن کا وصال ہو چکا ہے ایک شیخ کامل حضرت حاجی نعمت اللہ سرہندی بھی گزے ہیں۔ شیخ تھما، شیخ اسمعیل، ملا خواجہ کلاں، میاں حامد، ملا عبدالغفور دانشمند، اور حاجی صالح وغیرہم آج بھی بقید حیات ہیں۔ حضرت کے کامل مریدین میں حضرت ملا شاہ بدخسانی، حضرت ملا خواجہ بہاری، حضرت شیخ محمد لاہوری، حضرت شیخ احمد سنائی، اور حضرت شیخ احمد سنائی، اور حضرت شیخ احمد دہلوی وغیرہم ہیں۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کے بعد دوسرے سلسلہ خواجگان کے مشائخ کے تذکرہ کا آغاز کرتا ہوں۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کے بلند پایہ شیوخ کے ذکر پر یہی سلسلہ بیان ختم کرتا ہوں میری نظر سے ایسے کاہلین نہیں گزے اور آج بھی جو حضرات باقی ہیں ان کی صحبت میں اسی قسم کے فیوض و برکات حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

تا ابد ایں سلسلہ نگہستہ باد  
گردن آیام بایں بستہ باد

## سلطان العارفين حضرت شیخ بازید بسطامی

سلطان العارفين لقب تھا۔ آپ کا اسم گرامی طیفور عیسیٰ ہے اور نسب نامہ یہ ہے: طیفور عیسیٰ بن آدم بن شروسان۔ آپ کے جد امجد آتش پرست تھے۔ اواخر عمر میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ وطن مالون بسطام تھا۔ صاحب رخصت نے تحریر کیا ہے کہ آپ حضرت امام جعفر صادقؑ سے ایسی نسبت رکھتے ہیں۔ صاحب تذکرۃ الاولیاء کا بیان ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں ایک سو تیرہ شاخ سے کسب فیض کیا ہے ان میں حضرت امام جعفر صادقؑ بھی شامل ہیں حضرت ابو حفصؒ، یحییٰ معاذ رازی اور شقیق بلخی سے بھی آپ کی ملاقاتیں رہی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ سے روایت ہے کہ جب میں ایام حمل سے تھی اور شبہ کا کوئی لقمہ میرے منہ پہنچتا تو بازید بسطامی میرے پیٹ میں تلملا اٹھتے اور مجھے قے ہو جاتی۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ بازید ہم میں ایسے ہیں جیسے ملائکہ میں جبریل ہیں۔ بازید بسطامی کی جانب جو مشہور و معروف روایات منسوب ہیں ان میں بروایت شیخ الاسلام ایک یہ بھی ہے کہ ان پر بڑے بڑے الزامات عاید کئے گئے تھے۔ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ سنت کی کیا تعریف ہے؟ اور فرض کسے کہتے ہیں؟ جواب دیا کہ سنت ترک دنیا کا نام ہے اور فرض کے معنی ہیں خدا کی محبت۔

منقول ہے کہ ایک دن آپ دریائے دجلہ کے قریب تشریف لے گئے آپ کے اعزاز میں دجلہ کے دونوں کنارے لبریز ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس حقیقت کے اظہار میں کوئی فخر محسوس نہیں ہوتا کہ اگرچہ میری حیثیت کچھ بھی نہیں لیکن میں اپنی زندگی کے تیس سال کسی صورت اور کسی عنوان اکارت نہیں جانے دے سکتا مجھے کریم کی طلب ہے کرامت کی نہیں۔ آپ نے فرمایا، عارف وہ ہے جو دیدار الہی اور ایصال الی المطلوب کے علاوہ اور کسی شے پر قانع نہ ہو۔ آپ کا ارشاد نیکوں کی صحبت نیک اعمال سے کہیں زیادہ بہتر ہے اور بروں کی ہم نشینی بھی بد عملی سے زیادہ ضرر رساں اور خطرناک ہے۔

رحلت کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا، دریافت کیا کہ کیا صورت حال ہے، فرمایا کہ مجھ سے پوچھا گیا، پورے کیا تو شہ لایا ہے؟ میں نے جواب دیا اس سے نہ پوچھیے کہ وہ کیا لایا ہے؟ بلکہ اس سے تو یہ کہیے کہ تو چاہتا کیا ہے؟ سلسلہ

لیفوریہ آپ کی ذات سے منسوب ہے، اس سلسلے کی بنیاد و سر و غلبہ پر ہے یعنی یہ درویش ہمیشہ مدہوش رہتے ہیں۔ یہ شخص آپ کی وفات ۲۶۱ھ میں ۵ شعبان کو ہوئی، دوسری روایت میں ۲۳۲ھ دیا گیا ہے، آپ کی وفات کی یہ ہر دو تاریخ مستند کتب سے ماخذ ہیں۔ مولانا جامی نے آپ کی تاریخ وفات ۲۳۲ھ طبقات سے نقل کی ہے وہ علت سے خالی نہیں ہے، آپ کا مزار بظام میں ہے۔

## حضرت شیخ ابوالحسن فرقانی

آپ کا اسم گرامی علی بن جبر ہے۔ قزوین کے قریب فرقان نام کا ایک موضع ہے آپ اسی مقام کے باشندے تھے اپنے دور کے غوث تھے رفیق و سلوک میں آپ کو سلطان العارفین حضرت بایزید بظامی سے نسبت ہے۔ سلوک کی راہ بھی موصوف نے حضرت بایزید بظامی سے حاصل کی ہے۔ شیخ ابوالحسن فرقانی کی پیدائش حضرت بایزید بظامی کی وفات کے بعد ہوئی۔

آپ کا وصال ۱۰ محرم ۲۵۰ھ کو شب سہ شنبہ میں ہوا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ ہرگز کسی ایسے شخص کے پاس نہ شہدے پر خاست نہ رکھو جو خدا کی یاد میں تمہارا ساتھ نہ دے۔ شیخ شبلی نے فرمایا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ کچھ نہ چاہوں ۶

آرزو ہے کہ آرزو نہ ہے

کسی نے کہا، یہ بھی تو آرزو ہے یعنی چاہنا ہے۔ ایک روز آپ نے اپنے احباب سے پوچھا کہ سب سے بہتر کون سی شے ہے، انہوں نے عرض کیا، حضور آپ خود ہی فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، وہ دل جس میں ہمہ وقت بس اسی کی یاد بسی ہے۔

## حضرت شیخ ابوعلی رودباری

آپ کا پدری سلسلہ نسب یہ ہے:-

محمد بن قاسم بن منصور۔ آپ کا تعلق شاہی خاندان سے تھا۔ اور سلسلہ نسب کسرے تک منتهی ہوتا ہے۔ ابو عبد رودباری رشتے میں آپ کے بھانجے ہوتے ہیں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے بے واسطہ سلسلہ بیعت تھا۔

آپ نے ۳۳۲ھ میں رحلت فرمائی۔ مزار عالیہ مصر میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ ابو علی کاتبؒ

آپ کے آبا و اجداد مصری تھے۔ اکثر و بیشتر سے مشایخ سے آپ کو فیض یابی کے مواقع ملے ہیں۔ حضرت شیخ ابو علی رودباری کے دست اقدس پر آپ نے بیعت کی تھی۔ آپ کا ارشاد ہے جب کبھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں مجھے زیارت ہوتی اور آپ سے اس سے نجات کی صورت دریافت کر لیتا۔ آپ نے ۳۲۶ھ میں یا بروایت دیگر ۳۵۶ھ میں وفات پائی۔ مزار عالیہ مصر میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ ابو عثمان مغربیؒ

آپ کا اسم گرامی سعید بن سلام ہے۔ مغربی الاصل شیخ ہے۔ ابو الحسن صالح دینوی سے مشرف تلمذ اور شیخ ابو علی کاتب سے بیعت کا اعزاز حاصل تھا۔ شیخ یعقوب نہر جوڑی، حبیب مغربی، اور ابو عمرو زجلج سے فیوض صحبت حاصل تھے۔ مکہ مکرمہ میں ساہا سال مجاورت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بروایت شیخ الاسلام آپ کامل تیس سال مکہ مکرمہ میں مقیم رہے۔ احتراماً کبھی آپ نے حدود حرم میں پیشاب تک نہیں کیا۔

۳۷۳ھ میں آپ نے نیشاپور میں وفات پائی۔ آپ کا مزار حضرت ابو عثمان جرمی اور عثمان نصیبی کے مزارات کے پہلو میں بمقام نیشاپور ہے۔

## حضرت شیخ ابو القاسم گرگانیؒ

آپ کا اسم شریف علی ہے آپ کو دو سلسلوں سے باطنی نسبت حاصل ہے اولاً شیخ عثمان مغربی سے جو دو اسطوں سے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی تک پہنچتی ہے اور ثانیاً سلطان العارفين حضرت شیخ بازید بسطامی کے واسطے سے شیخ ابو الحسن فرقانی تک۔ صاحب کشف المحجوب اپنے ابتدائی دور میں ان کی خدمت میں پہنچے۔ وہ اپنے وقت کے قطب اور مدار علیہ گزے ہیں، شیخ ابو سعید ابو الخیر کی صحبت سے موصوف کے کسب فیض کیا تھا۔ آپ نے ۳۸۶ھ میں رحلت فرمائی۔

## حضرت شیخ ابو علی فارمدیؒ

آپ کا اسم گرامی فیصل محمد بن محمد ہے۔ آپ فارمد کے باشندے ہیں جو طوس کے مضافات میں سے ہے، آپ خراسان کے

رئیس المشائخ اویخ اشوخ تھے امام قشیری کے شاگرد تھے اویخ ابوالقاسم گرگانی سے آپ کو بیعت کا شرف حاصل تھا۔  
شیخ ابوسعید البوایخیر سے بھی آپ کو ملاقات کی عزت نصیب ہوئی۔  
آپ کا وصال ۳۸۷ھ میں ہوا۔ آپ کی آرام گاہ طوس میں واقع ہے۔

## حضرت خواجہ یوسف بن یوسف ہمدانی

ابویقوب آپ کی کنیت تھی اور آپ کے آباء واجداد ہمدان کے رہنے والے تھے حضرت شیخ ابوعلی فارمدی سے  
آپ کو شرف بیعت حاصل ہے۔ آپ نے شیخ ابواسحق شیرازی سے بھی فیوض و برکات حاصل کئے ہیں۔ شیخ عبداللہ جوئی اور  
شیخ حسن ہمدانی سے فیضان صحبت رکھتے تھے جب آپ بغداد تشریف لے گئے تو حضرت غوث اعظم کی خدمت اقدس میں بھی  
حاضری دی آپ اکثر ان کی مجالس میں شرکت کرتے تھے حنفی المذہب تھے۔ سلسلہ خواجگان کے سردار ہیں۔ آپ کی پیدائش  
۳۸۷ھ میں ہوئی تھی اور وصال ۵۳۵ھ میں، آپ کا مزار مرو میں ہے، آپ کے چار خلفا ہوئے ہیں۔ خواجہ عبداللہ بنی، خواجہ حسن  
اندلی، خواجہ احمد سیونی اور خواجہ عبدالخالق بغدادی۔

## حضرت خواجہ حسن اندلی

ابو محمد کنیت تھی اور اسم گرامی حسن بن حسین ہے۔ اندلی بخارا کے قریب و جواریں ایک موضع ہے  
آپ کی ولادت ۳۸۷ھ میں ہوئی اور آپ نے ۵۲۵ھ میں وفات پائی، مزار مبارک بخارا میں بادکی شہر پناہ کے باہر شیخ ابو بکر  
احقان کلا بادی کے مزار سے متصل ہے۔

## حضرت خواجہ احمد سیوی

آپ کا مولد و منشا ایسی بو ترکستان کے مشہور شہر زل میں سے ہے۔ آپ صاحب کشف و شہود تھے اور فقر و سلوک میں بلند  
مقام پر فائز تھے۔ آپ نے لڑکپن میں حضرت باب ارسلان کی نظر بہا اثر سے کسب فیض کیا ہے۔ مؤخر الذکر ترکستان کے مشائخ عظام  
میں سے تھے کہا جاتا ہے کہ حضرت باب ارسلان نے آپ کی روحانی تربیت سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
ہدایات کے بموجب کی۔ حضرت خواجہ احمد سیوی نے حضرت باب ارسلان کے فیض صحبت سے کچھ مراتب عالیہ طے کر لیے تھے۔  
ہے ہے مقامات کی تکمیل حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کے فیض صحبت سے کی۔ آپ کا شمار حضرت یوسف ہمدانی کے بلند پایہ خلفائے

ہوتے ہیں۔ آپ کے خلفاء منصورؒ، عیدانؒ، سلیمانؒ انا اور حکیم انا ہوئے ہیں۔  
حضرت خواجہ احمد لیسویؒ کی وفات ۱۰۶۲ھ کو ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک مقام لسی میں ہے۔

## حضرت خواجہ عبدالخالق نجدانیؒ

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی امام عبد الجلیلؒ ہے آپ کی والدہ محترمہ شاہان روم کی نسل سے تعلق رکھتی ہیں، سلسلہ خواجگان کے سرگروہ تھے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کی نسبت خصوصیت کے ساتھ آپ کی جانب راجح ہے۔ علوم ظاہری و باطنی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے، سنت کی اتباع اور سربیت کی پیروی آپ کی امتیازی خصوصیت تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو اپنی فرزندگی میں قبول فرمایا تھا۔ عرفان الہی کے بحر بے کراں کی خواہی اور ذکر الہی میں مہر تن مشغولیت کا اگر آپ نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے سیکھا جب خواجہ یوسف ہمدانیؒ بخارا پہنچے تو آپ ان کی صحبت میں رہنے لگے، انہی سے آپ نے فرقہ ولایت پہنا۔ ولایت کے اس مقام پر پہنچے ہوئے تھے کہ نماز کے لئے کعبۃ اللہ جاتے اور چشم زدن میں واپس آجاتے۔ آپ نجدوان میں پیدا ہوئے تھے۔ نجدوان توابع بخارا میں سے ایک بڑا قصبہ ہے۔ اس قصبہ میں آپ کی تربیت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ میں ہوش دروم، نظر بر قدم، سفر در وطن اور خلوت در انجمن پر نظر رہتی ہے۔

آپ کا دصال ۱۰۶۲ھ میں ہوا۔ آپ کی آخری آرام گاہ نجدوان میں سے

## حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ

حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ حضرت خواجہ عبدالخالق نجدانیؒ کے مرید و خلیفہ تھے، آپ کا مقام ولادت اور مقام دصال موضع ریوگری ہے۔ ریوگری بخارا کے مضافات میں سے ہے۔ آپ کی وفات ۱۰۶۲ھ میں ہوئی۔

## حضرت خواجہ محمود انجیز فغنویؒ

آپ حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کا مولد و منشا انجیز فغنہ ہے۔ یہ مقام بھی بخارا کے مضافات میں سے ہے۔

آپ کی وفات ۱۰۶۲ھ میں ہوئی اور آپ کا مزار بخارا میں ہے۔

## حضرت خواجہ علی رامینی

سلسلہ خواجگان میں آپ کا لقب حضرت عزیز مشہور ہے۔ آپ کو حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی سے نسبت ارادت ہے اور انہی سے آپ کو خرقہ ولایت ملا۔ آپ کا درجہ نہایت بلند تھا اور آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اگر شیخ عبدالخالق بغدادی کے فرزندوں میں سے کوئی ایک بھی اس دور میں ہوتا تو حسین بن منصور حلاج کو تختہ دار پر گر نہ چڑھایا جاتا، یہاں فرزندوں سے مراد مریدین یا صفا ہیں۔ آپ کا مقام پیدائش قصبہ رامین ہے جو ولایت بخارا میں واقع ہے اور شہر سے دو کوس کے فاصلے پر ہے۔ آپ کی وفات ۸۲۱ھ میں ہوئی اور آپ نے ایک سو تیس سال کی عمر پائی۔ آپ کی ابدی خواب گاہ خوارزم میں ہے۔

## حضرت خواجہ محمد بابا ساسی

آپ حضرت خواجہ علی رامینی (حضرت عزیز) کے مرید بھی ہیں اور خلیفہ بھی۔ آپ ہی نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی تربیت فرمائی تھی، آپ اپنے مریدوں سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ شخص ہے کہ

بالائے سرش ز ہوشمندی

می تافت ستارہ بلندی

وہ وقت جلد آ رہا ہے کہ شخص اپنے وقت کا عالی مقام شیخ ہوگا اور اسے تصوف میں امامت کی سند ملے گی، آپ نے اپنے مرید و خلیفہ سید امیر کلال کو یہ خصوصی ہدایت فرمائی کہ دیکھنا، تم میرے لڑکے (مرلوب) بہاء الدین کی نگہداشت میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرنا اگر تم نے ان سے ذرا سی بے توجہی برتی تو میں تم سے مواخذہ کروں گا۔ یہ سن کر سید امیر کلال کھڑے ہوئے اور اپنے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر عرض کیا کہ اگر مجھ سے کوئی تاہی سرزد ہو تو میں مردوں میں نہیں ہوں۔ آپ کی ولادت رامین کے قصبے ساسی میں ہوئی۔ مزار بھی اسی قصبے میں ہے۔

## حضرت سید امیر کلال

آپ حضرت خواجہ محمد بابا ساسی کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ آپ کا مقام ولادت مقام سو فار ہے، ۸۰۰ھ جمادی الاول ۸۲۱ھ کو صبح کے وقت بروز جمعرات آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار سو فار میں ہے۔

## حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ

آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد البخاری تھا۔ نقشبند کے لقب کی شہرت کا سبب رسالہ بہائے میں یہ تحریر کیا گیا ہے یہ رسالہ آپ کے مقامات کے سلسلے میں لکھا گیا ہے) کہ بروایت خود آپ اور آپ کے والد ماجد دونوں کتبوں کے کپڑے بننے اور ان پر نقوش بناتے تھے۔ مولانا عبدالرحمن جامی کے مکتوبات میں بھی یہی روایت ملی ہے۔ آپ خواجگان نقشبند کے سرخیل ہیں۔ حضرت خواجہ بابا ساسی نے آپ کو فرزندگی میں قبول کیا تھا۔ حضرت میر سید کلال سے آپ کو بیعت کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی نسبت اویسی بھی ہے اور خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے بھی آپ روحانی رابطہ رکھتے تھے۔ آپ نے مشائخ ترکستان شمشع اور فیصل اتا سے فیضانِ صحبت حاصل کیا ہے۔ اپنے دور میں غوثیت کے منصب پر فائز رہے ہیں۔ اولیائے دقت کے امام و مخدوم تھے۔ خاص و عام آپ کے ساتھ حسن عقیدت سے پیش آتے تھے۔ شریعت مطہرہ کی پابندی آپ کا شعار تھا۔ حنفی المذہب شیخ تھے اور امام اعظم ابو حنیفہ سے آپ کو خصوصی عقیدت تھی۔ اس سلسلے کے جتنے مشائخ بھی گزرے ہیں وہ سب کے سب حنفی المذہب تھے۔

آپ سے دریافت کیا گیا کہ آیا آپ کے سلسلے میں جہر و خلوت اور سماع جائز ہیں۔ آپ نے اس سوال کا جواب نفی میں دیا۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے طریقے کی اساس کس چیز پر ہے تو آپ نے فرمایا، ظاہر میں خلق خدا پر اور باطن میں حق تعالیٰ پر ہے۔

از دروں شو آشنا و ز پیروں بیکانہ باش  
ایں چنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں

دیگر یہ ہے :-

دائم ہمہ جا و با ہمہ جا کس درکار  
میدار نہفتہ چشم و دل جانب یا

روایات میں ہے کہ حضرت خواجہ لا اولاد تھے نہ کوئی لڑکا تھا نہ لڑکی، جب آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ بندگی اور خواجگی میں کوئی جوڑ نہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کا سلسلہ کسی ایک مقام پر متہی ہوتا ہے فرمایا، کوئی سلسلہ کسی پر اختتام پذیر نہیں ہوتا ہے، آپ سے دریافت کیا گیا کہ سماع کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ارشاد فرمایا، نہ انکار می کنم نہ ایں کار می کنم۔ نہ میں انکار کرتا ہوں اور نہ یہ کام کرتا ہوں۔



حضرت خواجہ کے کمالات و خوارق عادات اس اتہا کہ پہنچے ہوئے ہیں کہ ان کا خلاصہ بھی احاطہ بیان میں نہیں آسکتا۔ آپ کی والدہ ماجدہ سے روایت ہے کہ میرا لڑکا چار سال کا تھا کہ اس نے گائے کی بابت کہا، اس گائے کے سفید پیشانی کا بچہ ہوگا۔ چند ماہ کے بعد اسی وضع قطع اور شکل و صورت کا بچہ گائے نے دیا۔

منقول ہے کہ جب حضرت خواجہ مکہ مکرمہ پہنچے تو حاجی رسم قربانی ادا کر رہے تھے، آپ نے فرمایا کہ ہمارے بھی ایک لڑکا ہے ہم نے بھی اسے راہ مولانا میں بھیٹ چڑھا دیا۔ آپ کے ہمراہ جو مریدین تھے انہوں نے دن اور تاریخ کو حافظے میں محفوظ کر لیا۔ جب بخارا کو واپسی ہوئی تو تھیں کے بعد پتہ چلا کہ حضرت کے لڑکے نے اسی وقت اور اسی دن وفات پائی تھی، زندگی میں بھی آپ صاحب تصرف تھے، وفات کے بعد بھی اس تصرف میں فرق نہیں آیا۔

آپ کی ولادت محرم ۱۱۸۰ھ میں قصر عارفاں میں ہوئی۔ آپ نے ۷۳ سال کی عمر پائی۔ مزار عالیہ بخارا کے قریب قصر عارفاں میں ہے۔ حضرت نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازہ کے سمنے یہ شعر پڑھا جائے

مغسلانیم آردہ در کوئے تو

رشیا لقتلہ از جمال روئے تو

حضرت کے مریدین با صفا کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ماوراء النہر کے اکثر و بیشتر باشندے آپ ہی کے مریدوں میں شامل ہیں۔ ان میں زیادہ مشہور خواجہ پارسا، خواجہ علاء الدین عطار، ملا یعقوب چرخئی اور خواجہ علاء الدین غجدوانی ہوئے ہیں۔

## حضرت خواجہ محمد پارسا

آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد بن محمد البخاری ہے۔ اور آپ کا لقب پارسا تھا۔ آپ کو یہ لقب حضرت خواجہ بزرگ نے مرحمت فرمایا تھا۔ حضرت خواجہ بزرگ نے آپ کی عدم موجودگی میں ہنگام مرض موت اپنے مریدوں سے آپ کی بابت فرمایا: ہمارے وجود کی غرض و غایت حقیقت میں ان کی ہستی ہے انہیں ہم نے جذب و سلوک کی راہوں سے منازل طے کرائی ہیں۔ ان کے وجود کی روشنی سے ساری دنیا منور ہو سکتی ہے۔ حرم الحرام کے مہینے میں ۸۲۲ھ کو بیت الحرام کے طواف کے لئے نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار عالیہ کی زیارت کے لئے جب آپ نے عزم سفر کیا تو اثنائے راہ میں مختلف مقامات پر شائخ و علمائے بڑی گرم جوشی سے آپ کا خیر مقدم کیا جب آپ مکہ معظمہ پہنچے اور وہاں آپ نے ارکان حج ادا کئے تو آپ کو بیماری نے آگھیرا اس حالت میں آپ نے مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ چار شنبہ ۲۳ ذی الحجہ کو آپ مدینہ منورہ پہنچے اور

بروز پچھشنبہ ۲۴ ذی الحجہ کو آپ نے رحلت فرمائی، شب جمعہ کو آپ کی تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ آپ کا مزار مبارک جنت البقیع میں حضرت نجاشی کے قرب و جوار میں ہے۔ آپ نے ۷۳ سال کی عمر پائی۔

## حضرت خواجہ ابونصر پارساؒ

برہان الدین اور حافظ الدین لقب ہے۔ آپ خواجہ محمد پارسا کے فرزند ارجمند ہوتے ہیں۔ آپ سے جن اشخاص کو نسبت ارادت رہی ہے وہ بڑے باکمال شیوخ گزریے ہیں۔ نعمات الانس میں تحریر ہے کہ علوم و معارف اور سلوک و طریقت میں اپنے والد ماجد کے ہم مرتبہ تھے۔ جہاں تک نفی وجود اور بزل موجود کا تعلق ہے اس میں آپ اپنے والد ماجد سے بڑھے ہوئے تھے۔ سفر حجاز میں آپ اپنے والد ماجد کے ہمراہ تھے۔ آپ کا بیان ہے کہ جب میرے والد ماجد کا انتقال ہوا تو میں آپ کے بالین پر موجود نہ تھا۔ جب میں حاضر ہوا اور آپ کے چہرہ انور کو دیکھنے کے لئے میں جھکا تو آپ نے آنکھیں کھول دیں اور تبسم فرمایا۔ اس سے میرے اضطراب میں کچھ اور اضافہ ہو گیا میں نے اپنا سر اپنے والد ماجد کے پائے اقدس پر رکھ دیا، آپ نے اپنے پاؤں بٹائے۔

خواجہ ابونصر پارسا کا وصال ۸۶۵ھ کو ہوا۔ مزار مبارک بلخ کے کواح میں کسی موضع میں ہے۔

## حضرت خواجہ علاء الدین عطاؒ

آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد البخاری ہے۔ آپ کے بندگان خاندان خوارزم کے باشندے تھے۔ آپ خواجہ بزرگی کے بلند پایہ مرید اور عالی رتبہ خلیفہ تھے۔ خواجہ بزرگی نے اپنی زندگی میں انہیں ہدایت و ارشاد کا منصب سونپ دیا تھا اپنے پیر بھائیوں کی ہدایت پر مامور تھے۔ خواجہ بزرگی کا ارشاد ہے کہ علاء الدین نے ہمارا بوجھ ہلکا کر دیا ہے، خواجہ بزرگی کی دختر نیک اختر آپ کے صاحبزادے خواجہ حسن عطار کے عقد میں تھیں۔

خواجہ احرار سے روایت ہے کہ حضرت خواجہ حسن عطار حضرت خواجہ بزرگی کے داماد ہوتے ہیں۔

آپ کا وصال عشاء کی نماز کے بعد چار شنبہ کی شب میں ۲۰ رجب المرجب ۸۰۲ھ کو ہوئی۔ آپ کا مزار موضع نوچایا

میں ہے

آپ کی رحلت عید الانبیاء کی شب میں بروز دو شنبہ ۸۲۶ھ کو ہوئی۔



## حضرت مولانا یعقوب چرخئی

آپ کا مولد و منشا موضع چرخ ہے۔ چرخ غزنیوں کے نواح میں ایک قصبہ ہے اس فقیر نے اس مقام کی زیارت کی ہے۔ آپ کے آبا و اجداد کے مزارات بھی اسی جگہ میں ہیں۔ آپ کو خواجہ بزرگ سے بلا واسطہ شرف بیعت حاصل ہے پہلی بار جب آپ نے حضرت کی خدمت میں حاضری دی تو آپ نے فرمایا کہ ہم کوئی کام از خود نہیں کرتے۔ آج رات ہم دیکھتے ہیں اگر تجھے انہوں نے شرف قبول سے نوازا تو ہم بھی قبول کرنے میں تامل سے کام نہیں لیں گے۔ مولانا یعقوب چرخئی نے فرمایا کہ یہ رات مجھ پر اتنی گراں گزری کہ بیان نہیں کر سکتا۔ میں اس حص میں تھکا کہ دیکھئے میرے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے۔ صبح سویرے جب میں حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تجھے قبول کی سند مل گئی ہے چنانچہ مجھے شیخ علاء الدین عطار کے سپرد کیا گیا۔ خواجہ بزرگ کے وصال کے بعد علاء الدین عطار کی خدمت و صحبت میں آپ نے مدارج طے کیے۔ ظاہری و باطنی علوم پر آپ کو کامل عبور حاصل تھا۔

آپ کی ولادت غزنین کے موضع چرخ میں ہوئی۔ مزار مبارک موضع ہلنعتور میں ہے جو ولایت غزنیوں کے مواضع میں سے ہے۔

## حضرت خواجہ عبید اللہ احرار

آپ اپنے لقب ناصر الدین احرار کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کے پدر بزرگوار خواجہ محمود بن شہاب الدین ہیں۔ آپ کے جد امجد کا شمار عالی قدر بزرگان دین میں ہوتا ہے۔ آپ حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخئی کے بلند مرتبہ مریدین میں سے تھے۔ سلسلہ احراریہ کے سرگروہ ہیں طریقت و حقیقت میں قائد و ہادی تھے۔ ماوراء النہر اور خراسان کے باشندے آپ کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے اور سرائیکھوں پڑھاتے تھے۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ حضرت مولانا عبید الرحمن جامی آپ کے عقیدت کیش اور ارادت مند تھے چنانچہ آپ نے اپنی بعض تصانیف کو بھی انہی سے معنون کیا ہے۔ حضرت خواجہ کو بھی آپ سے بڑی محبت تھی۔ تین بار مولانا جامی نے آپ سے ملاقات کی ہے جب آخری بار مولانا جامی کی آپ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا، آپ نے تو تمام بال سفید کر لئے اس پر مولانا جامی نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا ہے

پیرانہ سر کشیدم سر در رہ سگانت

موئے سفید کروم مباروب آستانت

روایات میں آیا ہے کہ حضرت خواجہ احرار صاحب ثروت تھے اور ان کی زمینداری کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا، فیاضی کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنا مال راہ مٹو میں صرف کر دیا کرتے تھے اس کے باوجود جب سال ختم کے قریب ہوتا تو لوگ انبار کے انبار لے جاتے تھے یہ بھی حضرت خواجہ کی کرامات میں سے ایک کرامت تھی۔ مولانا نے آپ کی شان میں یہ اشعار کہے ہیں۔

ہزاراں مزرعہ در زیر کشت است کہ زاد رفتن راہ بہشت است

دیں مزرعہ فشانہ تخم دانہ دران عالم نہد انبار خانہ

آپ ماہ رمضان ۱۲۸۵ھ میں تاشقند کے ایک قریب باغستان میں متولد ہوئے اور آپ نے بروز شنبہ ۲۹ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ کو رحلت فرمائی۔ نوے سال سے چند ماہ کم آپ نے عمر پائی ہے۔ آپ کا مزار عالیہ سمرقند میں واقع ہے۔

## حضرت مولانا نظام الدین خاموش

ظاہری و باطنی علوم پر آپ کو کامل عبور حاصل تھا، اتباع شریعت آپ کا طرہ امتیاز تھا جب آپ خراسان تشریف لے گئے تو سید قاسم تبریزی، مولانا ابو یزید پورانی، اور شیخ بہاؤ الدین کی صحبت میں عمر بھر رہے۔ مولانا عبدالرحمن جامی نے نعمات الانس میں تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے مرید کو خواب و بیداری میں فرق بتا رہے تھے اور یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ جب تک تم خود نہ سو جاؤ، یہ فرق نہیں معلوم ہو سکتا، خواب و بیداری دونوں عالم میں کیفیت یکساں رہتی ہے بلکہ خواب کے عالم میں بعض رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں مجھے کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ جو کچھ آپ ارشاد فرما رہے تھے اس میں اپنی کیفیت کی جانب اشارہ مقصود تھا۔

آپ کا وصال بروز چہار شنبہ بحالت نماز ۷ جمادی الآخر ۸۶۶ھ کو ہوا۔ آپ کی خواب گاہ ہرات کے خیاباں میں ہے۔

## حضرت مولانا عبدالرحمن جامی

عماد الدین اصل لقب ہے لیکن آپ نور الدین کے لقب سے مشہور ہیں۔ تخلص جامی تھا۔ آپ کے پدر بزرگوار احمد دشتی تھے۔ وراثت اصفہان (صفایان) کے ایک محلے کہ نام ہے۔ آپ مذہباً حنفی تھے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ آپ شافعی مذہب کے پیرو تھے صحیح نہیں ہے۔

کسی نے مولانا زین الدین تو اس سے اس سلسلے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ لوگوں میں یہ روایت غلط مشہور ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ آپ شیخ سعید نوقانی کی تصنیف چارندلب مکہ مغلیہ سے لائے تھے

اور اس کے بعض محتاط مسائل پر عمل فرماتے تھے۔ مثلاً عورت کو اگر چھو لیا جائے تو وضو کرنا ضروری ہو جاتا ہے، اعضائے نہانی کو اگر ہاتھ لگ جائے تو اس صورت میں بھی وضو کا اہتمام کرنا لازمی ہے۔ ان مسائل پر عمل کرنے کی وجہ سے لوگوں میں غلط فہمی پھیل گئی تھی کہ آپ شافعی مذہب کے پیرو ہیں۔ اگرچہ یہ بات نہیں تھی۔

حضرت مولانا تاج آگاہ درویش تھے اور آپ کی نظر طاہری و باطنی علوم پر تھی۔ ماوراء النہر اور خراسان میں آپ کو پیشوا اور امام تسلیم کیا جاتا تھا۔ سلطان حسین مرزا آپ کے عقیدت کشوں میں تھے۔ آپ حضرت سعد الدین کاشغری کے مریدین باصفا میں سے تھے جب آپ شروع شروع میں مولانا سعد الدین کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ آج ہمارے پنجے میں ایک شہباز پھنسا ہے۔ تین واسطوں سے آپ حضرت خواجہ نیرنگ سے منسوب ہیں۔ ایام طفولیت میں آپ کی زندگی خراسان میں گزری۔ خواجہ محمد پارسا کی صحبت میں مدتوں رہے۔ حضرت خواجہ نے آپ کو نبات کا ایک ٹکڑا تبرکاً عطا فرمایا تھا۔

خواجہ عبید اللہ احرار آپ کا بچہ احترام کرتے تھے یہاں تک کہ اپنے مکتوبات میں لفظ غرضداشت لکھتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ خراسان میں ایک سوچ ہے پھر لوگ چراغ کی روشنی میں ماوراء النہر کا رخ کیوں کرتے ہیں۔ آپ اپنی درویشی اور کمال فقر کا اظہار بھی نہیں فرماتے تھے بلکہ یہ ارشاد فرماتے کہ کشف و کمالات پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔ اپنے آپ کو علوم طاہری اور شعر و شاعری کے پرے میں پوشیدہ رکھتے تھے آپ کا ارشاد تھا کہ اس انداز کا انخاسلوک کی شرط اول ہے۔ کبھی آپ کے ذہن پر شاعری عارض نہیں ہوتی تھی۔ کبھی آپ ذکر قلبی سے غافل نہیں رہتے تھے۔ علم و فضل میں آپ بجز ناپیدا کنار تھے۔ آپ کی شان کے علماء کا ہمیشہ فقدان رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نفس قدسی سے نوازا تھا آپ نے اشعار کے جوہر تہ چھوڑے ہیں وہ حقائق و معارف کے مضامین پر مشتمل ہیں۔ ابتدائے حال سے آخر عمر تک آپ پر عشق و محبت کے جذبات کا غلبہ رہتا تھا چنانچہ آپ نے خود بھی اس حقیقت کا اظہار کیا ہے۔

لذت عشق فرورفتہ مرا درگ و پے  
عشق میگویم و جاں میدہم از لذت و

دیگر:-

غم عشق از دل کس کم مباردا      دے بے عشق در عالم مبادا  
تباب از عشق روگر چہ مجازیت      کہ آن بہر حقیقت کار زیت  
آپ کا دل حسن و جمال کا منظر تھا۔ آپ کبھی کسی کے لعن اور کسی کی تعریف کی پروا نہیں کرتے تھے۔  
کار جامی عشق خود بانست ہر سو نمالے      دپے انکار او، پھناں و کار خویش

اس جذبہ حسن و جمال کا سبب یہ تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک محبوب ازلی سے عشق و شینقتگی کا تعلق نہ ہوگا نہ کچھ نظر آسکتا ہے نہ کچھ حاصل ہو سکتا ہے اور آخر عمر میں تمام علائق ذبیوی سے قطع تعلق کر لیا تھا اور فرماتے تھے کہ محبت نام ہے ہر چیز سے بے تعلقی کا۔ خوشنودی باری تعالیٰ پر اس کی نظر رہنی چاہئے۔ اس کی رضا میں اپنی رضا کم کر دے۔

باعتش تو ام ہو انما بدست ہویں باآتش سوزندہ چساں ماند خس

خواہد ز تو مقصود دل خود ہمہ کس جامی ز تو ترا ہیں خواہد و بس

اور آخر عمر میں آپ کو طلب الہی کے سوائے اور کوئی طلب نہ تھی۔ آپ فرماتے تھے:

ہست مراد ہر کے چیز دیگر ازیں جہاں

نیست مراد غیر تو جامی نامراد اور

آپ پر ہمہ وقت کیفیت طاری رہتی تھی سماع کا ذوق بڑھا ہوا تھا کسی کسی مرتبہ اس کا شغل فرماتے تھے، اور آخر عمر میں جب آپ انتہائی منزل پر فائز تھے۔ آپ فرماتے تھے:

خوش وقت کے کئے دیں خمشا از خم بسو کشد نہ از پیانہ

صد بار اگر نسبت شود عالم بہت واقف نہ شود کہ بہت عالم یانہ

قدرت نے حضرت مولانا جامی کو ایسا مزاج اور ایسی طبیعت بخشی تھی کہ بہت کم لوگ اس سے نوازے گئے ہیں، آپ نہایت خوش خلق اور خوش مزاج تھے۔ آپ بڑے شیریں سخن اور بزرگ سخن واقع ہوئے تھے۔ گفتگو میں طرائف اور حکمت کے پھول جھڑتے تھے آپ کا کلام حکمت آمیز ہوتا تھا۔ تصانیف کی تعداد چوالیس کے قریب تھی لفظ جام کے جتنے عدد ہیں اتنی ہی تعداد میں آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ کی تصانیف کو شہرت اور قبول عام کی سند ملی ہے کسی کو آپ کے خیالات سے اختلاف نہیں ہے۔ شواہد النبوة اور نغمات اللہ آپ کی ایسی تصانیف ہیں جن میں دوا آنکھوں سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ شہنوی یوسف زلیخا اور دیوان بھی عظیم النظیر ہیں۔ حضرت مولانا کے نظم و نثر کے مجموعے اس عاجز کے زیر مطالعہ اکثر رہتے ہیں۔ آپ کے کلام کی برکات اور اس کے فیوض سے بے شمار فوائد وابہ ہیں۔ یہ کتاب (سینۃ الاولیاء) بھی میں نے حضرت مولانا کی اتباع میں تصنیف کی ہے۔ حضرت مولانا کے کلام میں سوز و گداز اور فصاحت و بلاغت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

اس زمانے کے علمائے سے ایک عالم آپ کے حق میں زبان طہن و تیشخ دراز کرتا تھا اور کچھ ایسی ایسی باتیں کہتا تھا جن سے آپ کے شان میں گستاخی کا پہلو نکلتا تھا اس احقر نے کئی بار اس کو اس قسم کی باتیں کہنے سے روکا اور سمجھایا لیکن اس کے کانوں پر جوں تک نہ رہی، جب اس عالم کا انتقال ہوا تو ایک عالم باعمل اور ایک فاضل اجل نے اس عالم کو خواب میں دیکھا،

کہ سرکئی اور پد خواہی کا شکار ہے۔ جب اسے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ میں جنت میں داخل ہونا چاہتا تھا کہ مولانا عبدالرحمن جامی نے میرا دامن پکڑ کر کھینچ لیا اور جنت میں داخل نہیں ہونے دیا۔ اس فقیر حقیر کو حضرت مولانا جامی سے جو عقیدت رہی ہے اس کا علم اس عالم کو تھا اس نے میرا نام لیا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ مولانا جامی سے میری معافی کی بابت سفارش کریں تاکہ میں جنت میں داخل ہو سکوں۔

آپ کی ولادت ۲۶ شعبان ۱۰۱۷ھ کو حریر و جام میں ہوئی تھی آپ نے ۱۸ سال کی عمر پائی، وصال خواجہ احرار کی وفات سے تین سال کے بعد ۱۰۲۸ھ ۱۸ محرم الحرام کو بروز جمعہ ہوئی، آپ کا مزار مبارک خیابان ہرات میں واقع ہے اپنے پیر و مرشد کے پہلو میں آرام فرماتے ہیں۔ آپ کے جنازہ میں سلطان حسین مرزا بھی شریک تھے۔

## حضرت مولانا عبدالغفور لاری

رضی الدین آپ کا لقب تھا۔ لار سے آپ کی وطنی نسبت تھی اور وہاں کے اشراف و عمائد میں آپ شمار کئے جاتے تھے حضرت سعد بن عبادہ کی نسل سے آپ کا تعلق تھا۔ وہی حضرت سعد بن قبیہ خزرج کے انصاری تھے آپ مولانا جامی کے ارشد تلامذہ کی فہرست میں شامل ہیں۔ حضرت مولانا نے آپ کے حق میں فرمایا تھا

آنجا کہ ہم و دانش مرعی بود سکارے

باز نیست تیز ز قمار عبد الغفور لاری

مولانا جامی نے بہت کم مریدوں کو اپنے حلقے میں شامل کیا تھا آپ کا ارشاد تھا کہ ایک کامل مرید کے ہوتے ہوئے دائرہ مریدین میں توسیع چننا ضروری نہیں ہے۔ یہ اشارہ مولانا عبدالغفور لاری کی جانب تھا۔ آپ ظاہری و باطنی علوم پر کمال عبور رکھتے تھے آپ ہی نے شرح ملا اور لفظات الانس پر حاشیہ اراٹھی کی ہے۔ اس ضمن میں آپ نے الفاظ و لغات کا حل بھی کیا ہے اپنے پر سے کمال عقیدت رکھتے تھے وصال کے وقت اپنے شیخ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ کی وفات طلوع آفتاب کے بعد بروز یکشنبہ ۱۰۱۲ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار بھی خیابان ہرات میں واقع ہے اور آپ اپنے شیخ کی آرام گاہ کے متصل ابدی غنید سوئے ہوئے ہیں۔ کسی مرید کی یہ کتنی خوش قسمتی ہے کہ وفات کے بعد بھی اسے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں جگہ ملی۔

## حضرت خواجہ عبدالشہید

آپ حضرت خواجہ علی اللہ احرار کی نسل سے ہیں یعنی رشتہ میں حضرت خواجہ احرار حضرت خواجہ عبدالشہید کے جد امجد

ہوتے ہیں۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے والد ماجد آپ کو حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت نے اسے اپنی آغوش میں لے کر فرمایا کہ یہ بچہ اپنے زمانے میں خدارسیدہ بزرگ ہوگا۔ حضرت کے ارشاد کے بموجب اللہ تعالیٰ نے خواجہ عبدالشہید کو مقامات عالیہ پر سرفراز کیا، آپ سے اکثر کرامات ظہور میں آئیں، آپ وارد ہندوستان ہوئے تو یہاں کے لوگوں نے آپ کا پر جوش خیر مقدم کیا اور بہت سوں نے آپ کے دست اقدس پر بیعت بھی کی آپ کا طریقہ سلوک حضرت خواجہ کے طریقہ کے مطابق تھا ۹۸۲ء تک اٹھارہ سال تک آپ نے ہندوستان میں قیام کیا بعد ازاں آپ یہ کہہ کر سمرقند روانہ ہوئے کہ یہیں حکیم غیبی ملا ہے کہ ہم اپنی ٹہنیوں کا پتھر سمرقند کی خاک کو سوئپ دیں سمرقند پہنچ کر دو تین ماہ کے بعد آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کی آرام گاہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے مزار عالیہ کے پہلو میں ہے۔

## حضرت خواجہ باقی

آپ کو حضرت بہاء الدین نقشبند سے ایسی نسبت ہے: ظاہر میں آپ مولانا خواجگی الیکینی سے نسبت بیعت رکھتے ہیں حضرت خواجہ کے کسی مرید کا بیان ہے کہ آپ نے وصال کے وقت اپنے تمام فرزندوں کو اپنے قریب بلایا اور دریافت کیا کہ ان بر خور داروں کے باسے میں آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا:

فرزند بندہ ایست خدا نمش مخور

آپ نے ۱۲۰۰ھ میں رحلت فرمائی۔ چالیس سال کی عمر پائی ہے۔ آپ کا مزار وہلی میں ہے۔

## حضرت ہاشم خواجہ و صالح خواجہ دہبیدی

سمرقند کے قرب و جوار میں دہبید ایک موضع ہے۔ یہ دونوں حقیقی بھائی اسی موضع کے رہنے والے تھے یہ دونوں اپنے زمانے کے بلند پایہ شیوخ اور مقتدا تسلیم کیے جاتے تھے ماوراء الہند کے تمام باشندوں کو ان دونوں سے بڑی عقیدت تھی۔ ہاشم خواجہ بڑے بھائی اور چھوٹے بھائی صالح خواجہ تھے۔ یہ دونوں اپنے والد ماجد سے بیعت تھے خواجہ کلاں حضرت خواجہ کلاں جو باری کے مرید تھے اور وہ حضرت خواجہ محمد کاشانی کے حلقہ ارادت میں داخل تھے انہیں مولانا محمد قاضی سے باطنی نسبت تھی اور وہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار سے وابستہ تھے۔ ہاشم خواجہ کی وفات بروز دو شنبہ ماہ ربیع الاول ۱۲۰۶ھ کو ہوئی ان کا مزار دہبید میں ہے صالح خواجہ بلخ میں رہے ان دونوں بھائیوں سے بڑی کرامات ظہور میں آئیں آپ کی وفات محرم ۱۲۰۸ھ میں ہوئی۔ مزار بلخ میں ہے۔ ۶۸ سال کی عمر پائی۔ ————— مشائخ سلسلہ نقشبند رحمہم اللہ اجمعین کے حالات اختتام پذیر ہوئے۔



سلسلہ عالیہ چشتیہ از حضرت خواجہ حسن بصریؒ

تا

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

### حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ

آبائی وطن بصرہ ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے مرید اور امام اعظمؒ کے شاگرد رشید ہوتے ہیں۔ سلسلہ طریقت میں آپ نے جو کچھ حاصل کیا ہے حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے کیا ہے۔ چونکہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا ذکر خیر ہم صحابہ کرام کے تذکرہ کے بعد کر چکے ہیں اس لئے یہاں ہم نے شروع میں ان کے بارے میں کچھ نہیں تحریر کیا۔

حضرت خواجہ عبدالواحدؒ بڑے عالی مقام شیخ تھے آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ ایک دفعہ فقرائی ایک جماعت پر شدت گرسنگی کا غلبہ تھا حضرت کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ حلوا کھانے کو ملے۔ یہاں کچھ بھی نہ تھا۔ آپ نے آسمان کی جانب رخ کیا اور اللہ تعالیٰ سے اس جماعت کے بارے میں دعا کی۔ دعا کی دیر تھی کہ آسمان سے سرخ سرخ دیناروں کی بارش ہونے لگی۔ حضرت نے فرمایا، حلوا کے لئے جتنے دینار درکار ہیں، اٹھا لو اور حلوا خرید لاؤ چنانچہ اس کے مطابق عمل کیا گیا۔ ان سب فقرائے حلوا کھایا لیکن خواجہ نے اسے ہاتھ تک نہ لگایا۔ بعد میں آپ کے عدم تناول کا سبب معلوم ہوا اور وہ یہ کہ حلوا چونکہ آپ کی کرامت کے ظہور کا نتیجہ تھا اس لئے آپ نے یہ گوارا نہیں کیا کہ شے جو بزور کرامت حاصل کی گئی ہے اسے بطور غذا استعمال کریں کیونکہ آپ کا شمار ان مشائخ میں سے تھا جو اپنی محنت و مشقت سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں۔ کسی درویش کو جنگل میں پیاس نے ستایا۔ اس پر قدرت نے یہ کرم کیا کہ آسمان سے ایک سنہری پیالہ پانی سے لبریز بھیجا۔ درویش نے پانی نہیں پیا، اور کہا، خدا کی قسم میں اس پانی سے اپنے ہونٹ تر نہیں کروں گا البتہ اس اعرابی کے ہاتھ سے مجھے پانی پینا گوارا کرے جو میرے منہ پر ایک طمانچہ رسید کرے اور پھر پانی پلائے میری کرامت سے پانی نہیں آسکتا بلکہ یہ سب تیری قدرت کے کھیل ہیں تو قادر قیوم ہے تو چاہے تو چاہے تو میرے پیٹ میں بھی پانی پیدا کر سکتا ہے۔

ظاہر میں جو کرامات ظہور میں آتی ہیں وہ فریب و ریل کے خطرہ سے خالی نہیں۔ آپ کا وہ حال کتنا اچھا ہے۔

✽

## حضرت فضیل بن عیاض

ابوعلیٰ کنیت تھی اور آپ کا وطن مالوت کوفہ تھا۔ بعض روایات میں آپ کا اصل وطن خراسان بتایا گیا ہے جو مرو کے قرب و جوار میں ہے۔ آپ کی ولادت مرقند ہوئی اور باور میں آپ نے تربیت پائی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ بخاری الاصل ہیں۔ آپ نواحہ عبدالواحدین زید کے مرید اور امام اعظم کے شاگرد رشید ہیں۔ ابراہیم بن ادھم، بشر حافی، سفیان ثوری اور داؤد طائی کے معاصرین میں تھے۔ حقائق و معارف پر آپ کی گہری نظر تھی۔

روایات میں ہے کہ ایک دن آپ نے اپنے چھوٹے لڑکے کو گود میں لیا اور اس کے منہ پر بوسہ دیا جیسا کہ والدین کی عام عادت ہوتی ہے۔ بچے نے کہا، باپ! آپ کو مجھ سے محبت ہے کہا، ہاں بچے نے کہا اور خدا سے بھی آپ کو محبت ہے فرمایا، ہاں بچے نے کہا، باپ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دل میں دو محبتیں سما جائیں، آپ پر اب یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ باتیں کس نے بچے کے دل میں القا کی ہیں سر پر ہاتھ مارا اور بچہ کو زمین پر ڈال ذکر الہی میں مشغول ہو گئے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ آپ نے فرمایا کہ رب خداوند قدوس کسی بندے کو اپنا دوست بنا لیتا ہے تو اسے آلام و مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے اور جب کسی سے اُسے دشمنی ہوتی ہے تو دنیا کو اس کے لئے فراخ کر دیتا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے جو اپنی قدر و قیمت کا احساس کرتا ہے، تو اسے اس کے نصیب میں نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر ممکن ہو تو ایک جگہ ٹھہر جاؤ تا کہ کوئی تم کو نہ دیکھ سکے اور نہ تم کسی کو دیکھ سکے کیونکہ تمہارے حق میں یہ بات بہت بہتر ہے۔ فرمایا کہ جس طرح یہ عجیب بات ہے کہ بہشت میں کوئی رشتے اسی طرح یہ بھی عجیب ہے کہ دنیا میں کوئی سنیے۔ آپ نے فرمایا، دنیا میں آنا تو کچھ آنا شکل نہیں لیکن دنیا سے سبکدوشی حد درجہ مشکل ہے۔ فرمایا اگر کوئی تجھ سے یہ سوال کرے کہ تجھے خدا سے محبت ہے تو خاموش ہو جانا کیونکہ اگر تو نے انکار کیا تو کفر لازم آئے گا اور اگر تو نے تائید کی تو تیرا یہ فعل عیان الہی کے طریق کے خلاف ہوگا۔

آپ نے ماہ محرم ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار عالیہ مکہ مکرمہ کے مزارات معلیٰ میں شامل ہے۔

## حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم

کنیت ابواسحاق تھی آپ کے والد ماجد کا نام گرامی ادھم بن سلیمان بن منصور یعنی ہے آپ کا تعلق شاہی خاندان سے ہے۔ شروع شروع میں فرماں روا کے بلخ تھے۔ جوانی میں توبہ کی۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک تخت شاہی پر جو خواب تھے۔ آدھی رات کے قریب چھت ہلنے لگی آپ نے آواز دی، کون ہے؟

آواز آئی، میرا اونٹ گم ہو گیا ہے اسے تلاش کر رہا ہوں، آپ نے فرمایا، اونٹ چھت پر کیسے آسکتا ہے۔ اسے غافل! تو خدا کو اطلس کا لباس زیب تن کر کے تخت شاہی پر تلاش کرتا ہے۔ کیا یہ چھت پر اونٹ تلاش کرنے سے زیادہ عجیب بات نہیں ہے؟ یہ بات سنی تو سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی پر سبت طاری ہو گئی اور نگر کے سمندر میں غرق ہو گئے۔ دوسرے دن آپ نے عام دربار کیا اس میں ارکان سلطنت موجود تھے، اچانک ایک مرغوب کن شخصیت اندر آئی اور کوئی شخص بھی اسے نہ روک سکا۔ جب یہ ہیبت ناک شخصیت تخت شاہی کے قریب آئی تو سلطان نے پوچھا کہ کیا ارادے ہیں؟ اس شخصیت نے کہا، کیا میں اس سرائے میں قیام کر سکتا ہوں۔ سلطان نے جواب دیا، یہ عام سرائے نہیں ہے بلکہ میری اقامت گاہ ہے، پوچھا یہ سرائے تیرے پاس کیسے آئی؟ تجھ سے پہلے اس پر کس کا تصرف تھا؟ سلطان نے جواب دیا، یہ میرے باپ کی ملکیت تھی، پھر پوچھا کہ اس سے پہلے اس پر کون قابض تھا، سلطان نے کہا، میرے باپ کا باپ، پوچھا کہ اور اس سے پہلے، سلطان نے جواب دیا کہ فلاں کے پاس تھی۔ اس کے بعد چند افراد کے نام اور بتائے گئے جو اپنے اپنے زمانے میں اس قصر شاہی کے مالک و قابض رہے تھے۔ اس ہیبت ناک شخصیت نے سوال و جواب کے بعد کہا، یہ اقامت گاہ تیرے پاس بھی نہ ہے گی۔ یہاں کسی کا کوچ اور کسی کا مقام ہوتا ہے۔ سلطان اس انداز گفتگو سے بہت سرسیمہ ہوا، پوچھا آپ کی کیا تعریف؟ جواب دیا، میں خضر ہوں۔ اس سلطان پر اور بھی زیادہ سبت طاری ہوئی اور اتنا زیادہ اثر ہوا کہ تخت شاہی پر لات مار جنگل کی راہ لی۔ لوگوں نے ہاتھ غیبی کہ یہ پیغام دیتے ہوئے سنا، بیدار ہو پہلے اس سے کہ موت کے بعد تجھ پر فسوں بیداری پھونکا جائے۔ اسی طرح چند مرتبہ ہاتھ نے اعلان کیا۔ اچانک سلطان نے ایک ہرن آتا ہوا دیکھا سلطان نے اس کا تعاقب کیا۔ ہرن کو قدرت نے زبان گویا بخشی اور اس نے کہا میں تو خود تجھے شکار کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں تو مجھے کیسے شکار کرے گا۔

یہ سنا تو سلطان کی قلبی کیفیت بدل گئی۔ لباس جو زیب تن تھا اتنا پھینکا اور بادشاہت کا فقہور بھی دل سے نکال دیا۔ طریقت کی راہ پر عمل درآمد شروع کر دیا تو مگر پہنچے امام اعظم، سفیان ثوری، اور ابو یوسف غولی کی ہمنشی اختیار کی۔ امام اعظم سے اکتساب علم کیا لیکن اس کے باوجود امام اعظم آپ کو سیدنا فرمایا کرتے تھے۔ سید الطائفہ حضرت سعید بغدادی فرماتے تھے کہ خواجہ ابراہیم بن ادھم اس جماعت کے لئے معلم کی مفلح ہیں۔ حضرت خضر کی صحبت کا شرف آپ کو نصیب تھا۔ آپ نے خرقہ دلایت و خلافت حضرت فضیل بن عیاض کے ہاتھ سے پہنا تھا۔ تمام عمر اپنے گارھے پسینے کی کمائی سے گزر بسر کرتے تھے۔ بچائے روزگار اور اپنے معاصرین میں قیادت و سیادت کے منصب پر فائز تھے۔

آپ سے اس تعداد میں کرامات کا ظہور ہوا ہے کہ شمار میں نہیں آسکتیں۔ جب غیب سے لوازشیں ہوتیں تو فرماتے کہ دیا کے بادشاہ کہاں ہیں بایں اور دکھیں کہ یہ دنیا نے فقر کتنی بابرکت ہے اور یہ سلسلہ کیلئے تاکہ انہیں اپنی حکومت و سلطنت کی رتہ کی پر شرم آئے اور

وہ اس سے سبکدوش ہوں۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے کشتی میں سفر کیا۔ حیرت میں پیسے نہ تھے۔ ملاح نے آپ سے کرایہ طلب کیا آپ نے دو رکعت نماز ادا کی اور خدا سے دعا کی، بارالہ! مجھ سے یہ کچھ مطالبہ کرتے ہیں، دریا کے دونوں کناروں پر جو ریت پڑا ہوا تھا سونے میں منتقل ہو گیا۔ آپ نے ایک مٹھی بھر سونا لیا اور ملاح کے حوالے کیا۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنے پھٹے کپڑے کی ٹہپے تھے اتفاقاً آپ کے ہاتھ سے سوئی چھوٹ کر دریا میں گر پڑی۔ دریا کو آپ نے حکم دیا کہ میری سوئی ٹاؤ۔ دفعہ ہزاروں مچھلیوں نے سر باہر نکالا اور ہر ایک کے منہ میں سونے کی ایک سوئی تھی۔ فرمایا میں اپنی سوئی چاہتا ہوں اس پر ایک دہلی پٹی ٹھیلی آپ کی سوئی منہ میں لئے ہوئے حاضر ہوئی اور سلطان کے سامنے رکھ دی فرمایا، کہ بلخ کی سلطنت چھوڑ کر اوتنے سا کمال چوبیچھے حاصل ہوا وہ یہ ہے۔

آپ کا وصال ۶ جمادی الاول ۱۶۷ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک جبلہ شام میں ہے، ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ بغداد میں ابدی نمیند سوئے ہوئے ہیں لیکن پہلا قول درست ہے۔

### حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ

شام کے قریب مرعش ایک شہر کا نام ہے آپ اسی شہر کے باشندے تھے آپ کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا ہے سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی کے مریدین میں سے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ انسان کے افعال ظاہر و باطن میں یکساں ہوں۔ آپ کی وفات ۳۱۸ اشوال کو ہوئی۔ سنہ وفات معلوم نہیں ہو سکا۔

### حضرت خواجہ بہیرہ بصریؒ

آپ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا شمار اپنے زمانے کے اکابر میں ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ سے آپ کو نسبت بیعت تھی۔ آپ سے کرامات و خوارق کا کثرت سے ظہور ہوا۔ فقر و سلوک میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ کا وصال ۱۸ اشوال کو ہوا۔ سنہ وفات نامعلوم ہے۔

### حضرت شیخ علودین توریؒ

آپ حضرت بہیرہ بصریؒ کے خاص الخاص مریدین میں سے تھے۔ اپنے دور کے مشائخ کبار میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ علوم ظاہر

دہلنی پر آپ کی گہری نظر تھی۔ آپ صاحب کشف و شہود شیخ تھے۔ آپ سے بے شمار کرامات تلو میں آئیں۔ چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ آپ اپنے یوم ولادت سے لے کر آخر عمر تک روزہ دار رہے۔ آپ صائم الدہر تھے بچپن میں دن کے وقت ماں کا دودھ نہیں پیتے تھے۔

تذکرۃ الاصفیاء اور مشائخ چشت کے بعض ملفوظات میں مرقوم ہے کہ شیخ علودینیوری اور شیخ ممشاد دینیوری دونوں ایک ہی ہیں اور ان دونوں کو شیخ ممشاد علودینیوری کہتے ہیں۔ لغات الانس اور بعض دیگر کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ علودینیوری وہ نہیں ہیں جو شیخ ممشاد دینیوری ہیں۔ شیخ ممشاد دینیوری کا ذکر خیر سلسلہ سہروردیہ کے ضمن میں آئے گا۔

## حضرت شیخ ابواسحاق شامی

آپ اپنے دور کے قلب و وقت تھے حضرت شیخ علودینیوری کے خاص الخاص مریدین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ وفات ۱۲ ربیع الثانی کو ہوئی مزار عالیہ شام کے علاقہ عکہ میں ہے۔

## حضرت خواجہ احمد ابدال چشتی

سلسلہ چشتیہ کے سردار ہیں، سلطان فرسناؤ کے لڑکے ہیں۔ حضرت شیخ ابواسحاق شامی کے مریدین میں سے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب شیخ ابواسحاق قصبہ چشت میں پہنچے تو خواجہ نے فوراً آپ کے دست حق پرست پر توبہ اور بیعت کی۔ روایات میں آیا ہے کہ ایک روز خواجہ ابواحمد جب کہ ان کی عمر بیس سال کی تھی اپنے والد ماجد سلطان فرسناؤ کے ہمراہ شکار کے ارادہ سے پہاڑ کی طرف گئے راستے میں اپنے والد ماجد سے پھٹ گئے چلتے چلتے ایک پہاڑ پر پہنچے جہاں چالیس رجال العیب ایک پتھر پر کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت شیخ ابواسحاق شامی بھی اسی جماعت میں شریک تھے یہ دیکھ کر انہیں بڑی ہیرت ہوئی ٹھوڑے سے نیچے اترے اور شیخ ابواسحاق کے پاؤں پر گر پڑے، گھوڑا اور ہتھیار جو کچھ ساتھ تھے سب وہیں چھوڑ دیے اور ایک کھیل اور کراں کے ہمراہ چل کھڑے ہوئے۔ آپ کے والد صاحب نے اور دوسرے لوگوں نے آپ کی جستجو کی لیکن اس تلاش میں انہیں ناکامی ہوئی کچھ عرصے کے بعد انہیں پتہ چلا کہ آپ شیخ ابواسحاق شامی کے پاس ہیں اور فلاں فلاں جگہ موجود ہیں۔ باپ نے کچھ آدمیوں کو بھیجا کہ انہیں جا کر لے آئیں۔ ہر چند سمجھایا بجھایا لیکن آپ نہیں لوٹے، کوئی نصیحت بھی ان پر ناکارہ نہیں ہوئی کہتے ہیں کہ آپ کے والد محترم کا ایک شراب خانہ تھا، ایک دن موقع پا کر آپ اندر پہنچ گئے اور تمام ملکے ٹوڑنے شروع کر دیے، باپ کو معلوم ہوا تو غصہ میں چھت پر چڑھا اور ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور یہ ارادہ کیا کہ سوراخ سے آپ پر مار کریں۔ سوراخ نے پتھر کو اپنی گرفت میں

نے کیا اور نقد سمیت ان کو ہوا میں اٹھا لیا جب یہ حالت دیکھی تو تڑپ کر کے۔  
اسی قسم کی بہت سی گزارشات آپ سے ظہور میں آئیں جن کے لئے کافی تفصیل درکار ہے۔ آپ کی ولادت ۱۲۶۰ھ میں  
اور وفات ۱۰ جمادی الآخر ۱۲۵۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار چشت میں واقع ہے۔

## حضرت خواجہ محمد چشتی

حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی کے صاحبزادے اور مرید ہیں۔ علوم و سنیہ میں اچھی خاصی دست گاہ رکھتے  
تھے۔ زہد و عبادت میں یکملے روز گاتے۔

روایات میں آیا ہے کہ معرکہ سونسات میں حکم الہی آپ نے سلطان محمود غزنوی کی ادا کے لئے شرکت کی تھی۔  
آپ کے قدم منجبت لڑوم کی برکت سے منات کی تسخیر عمل میں آئی۔  
آپ کی وفات رجب المرجب میں ۱۲۵۰ھ کو ہوئی۔ آپ کا مزار عالیہ مقام چشت میں ہے۔

## حضرت خواجہ یوسف بن سمان

ناصر الدین لقب ہے۔ حضرت خواجہ محمد بن خواجہ ابو احمد چشتی کے ابن عم، مرید اور فیض یافتہ ہیں۔  
روایت ہے کہ خواجہ محمد کی ہمیشہ جوین کی عمر چالیس کے لگ بھگ تھی۔ اپنے بھائی کی خدمت و رفاقت کے سبب  
شادی کا ارادہ نہیں کھتی تھیں۔ بعد وقت طاعت و عبادت سے مشغول تھا۔ ایک شب خواجہ محمد بند گوار نے حضرت  
خواجہ ابو احمد کو خواب میں دیکھا وہ فرطے تھے کہ شام میں ایک شخص محمد سمان نامی ہے جو علم و عمل اور زہد و ورع میں اپنی مثال آپ  
ہے اپنی ہمیشہ کا عقداں سے کہ وہ خواجہ محمد نے انہیں بلا کر ان سے اپنی ہمیشہ کا عقد کر دیا۔ خواجہ یوسف اس توڑے سے  
متولد ہوئے۔ آپ پراوانہ عمر میں آنا علیہ تھا کہ کبھی ایسا ہوتا کہ خادم و عنکر آتا اور آپ اٹھائے و عنوریں روپوش ہو جاتے تھوڑی  
دیر کی روپوشی کے بعد پھر موجود ہوتے اور وضو کی تکمیل کرتے۔

آپ کی وفات ۳۰ ربیع الاول ۱۲۵۰ھ میں ہوئی۔ آپ نے ۳۰ سال کی عمر پائی۔ رحلت کے وقت اپنے بڑے صاحبزادے  
خواجہ قطب الدین مودود کو اپنا جانشین مقرر کیا۔  
آپ کا مزار چشت میں واقع ہے۔

## حضرت خواجہ مودود چشتی

آپ قطب الدین کے لقب سے مشہور ہیں۔ سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم بجمہ قرأت حفظ کیا۔ اس کے بعد آپ نے دینی علوم کی تحصیل کی۔ ابھی آپ ۲۶ سال کے تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ یوسف کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ وصیت کے مطابق آپ اپنے باپ کی جگہ بیٹھے۔ اخلاق حسنہ اور حسن سیرت میں آپ کی نظیر نہ تھی۔ آپ کے معاصرین آپ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ اگرچہ آپ کو طریقت میں اپنے والد ماجد سے حصہ ملا تھا لیکن حبیب والد کے انتقال کے بعد شیخ الاسلام حضرت احمد جام ہرات پہنچے اور وہ معاملہ پیش آیا جس کا ذکر مولانا عبدالرحمن جامی نے نفحات الانس میں کیا ہے یعنی حضرت خواجہ مودود نے اپنی تربیت کے سلسلے میں حضرت شیخ جام سے درخواست کی تو حضرت شیخ جام نے آپ کو اپنی آغوش میں بٹھایا اور تین بار فرمایا، بشرط علم، تین دن تک آپ حضرت شیخ جام کی خدمت بابرکت میں رہے اور چند درجہ فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔

سلسلہ چشتیہ حضرت خواجہ مودود چشتی سے حضرت شیخ جام تک بھی پہنچتا ہے۔  
آپ کی وفات ماہ رجب المرجب ۷۵۸ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک بھی چشت میں واقع ہے۔

## حضرت خواجہ احمد بن مودود چشتی

قطب وقت تھے اور مشائخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا تھا اپنے والد ماجد کے دست حق پرست پر سمیت کا شرف حاصل تھا۔ ظاہری و باطنی علوم پر عمیق نظر رکھتے تھے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور فرماتے تھے اے احمد! اگر تجھے ہم سے عشق نہیں ہے، ہم کو تجھ سے عشق ہے۔

ایک رات کو آپ بھیس بدل کر حرمین شریفین کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب ارکان حج سے فراغت ہوئی تو مدینہ منورہ گئے۔ چھ ماہ وہاں قیام کیا۔ روایات میں آیا ہے کہ مدینہ میں آپ کا اتنا طویل قیام حرم کے محاوروں پر گراں گذر رہا تھا اس لئے وہ چاہتے تھے کہ آپ کو مدینہ سے روانگی پر مجبور کریں اور تنگ کرنا چاہتے تھے۔ انہی ایام گنبد خضرا سے آواز آئی جسے سب نے سنا کہ ہمارے مشتاق کی دل آزاری کا باعث نہ ہو۔ واپسی میں بغداد آئے تو حضرت شیخ شہاب الدین ہمدانی کی خانقاہ میں ٹھہرے۔ حضرت شیخ نے آپ کی بڑی قدر و منزلت کی اور خاطر و مدارات سے پیش آئے۔  
آپ کی ولادت ۷۵۸ھ میں ہوئی اور وفات ۷۵۸ھ میں بمقام چشت واقع ہوئی۔

## حضرت شاہنجانؒ

مکن الدین لقب ہے اور اسم گرامی محمود ہے۔ آپ شاہنجان خواف نامی ایک قبضے کے باشندے تھے۔ حضرت خواجہ مودود چشتیؒ سے بیعت تھی۔ شاہ کالقب بھی آپ کو حضرت خواجہ محمودؒ نے عطا کیا تھا۔ روایات میں آلبے کے چینی مدت تک آپ کا قیام چشت میں رہا۔ آپ نے باقاعدگی کے ساتھ با وضو رہنے کا اہتمام کیا۔ جب ضرورت پیش آئی تو چشت کی حدود سے باہر جا کر صفائے حاجت کا بندوبست کرتے اور اہتمام وضو کے بعد واپس آتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مقام، مقام ادب ہے۔

آپ کی وفات ۵۹۷ھ میں ہوئی۔

## حضرت خواجہ حاجی شریف زہدیؒ

آپ حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کے حلقہ مریدین میں داخل ہیں۔ خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ کا سلسلہ آپ کی طرف سے حضرت خواجہ مودود چشتیؒ پر منتهی ہوتا ہے۔ روایات میں آلبے کے کسی شخص نے وصال کے بعد شاہ سبیر کو خواب میں دیکھا، دریافت کیا، خدا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ شاہ سبیر نے جواب دیا کہ دوزخ کے فرشتوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اسے دوزخ میں ڈال دو اسی آئنا میں پھر یہ حکم آیا کہ فلاں روز دمشق میں یہ شخص حاجی شریف زہدیؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوا تھا۔ اس برکت سے ہم نے اسے بخش دیا۔

آپ کی وفات ۶۰۰ھ رجب المرجب کو ہوئی۔

## حضرت شیخ عثمان ہارونیؒ

آپ حضرت خواجہ حاجی شریف زہدیؒ کے خاص الخاص مریدین میں سے ہیں۔ اپنے زمانے کے شیخ کمال اور قلب وقت گزے ہیں۔ اکثر پیشوا شیخ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت شیخ عثمان ہارونیؒ آٹلے سفر میں ایک مقام پر پہنچے یہ آتش پرستوں کی بستی تھی وہاں آتشکدہ تھا جس میں روزانہ بیس ارب لکڑیاں جلتی تھیں اس آتشکدہ کی آگ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی تھی۔ آپ نے آتش پرستوں سے پوچھا، اس آگ سے کیا فائدہ بہ تم لوگ خدا کی عبادت کیوں نہیں کرتے جس نے



اس آگ کو خلق کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہمارے مذہب میں آگ کو دیوتا مانا گیا ہے ہم اس کا احترام کرتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا، اچھا تو یہ باؤ کہ تم اپنے ہاتھ پاؤں آگ میں ڈال سکتے ہو۔ انہوں نے کہا، آگ کا کام جلانا ہے کس کی مجال ہے جو اس کے قریب بھی جائے۔ شیخ نے ایک بچے کو جو کسی آتش پرست کی گود میں تھا لے لیا اور جسم اللہ الرحمن الرحیم قلنا یا ناسہ کو فی برد او سلاماً علی ابواہیم پڑھتے ہوئے آگ میں داخل ہو گئے اور چار گھنٹے کے بعد واپس آئے نہ آپ کے خرقہ کو آگ لگی اور نہ اس بچہ پر آگ سے کوئی آہ آئی۔

یہ نقشہ دیکھ کر تمام آتش پرست آپ کے قدموں پر گرے اور اسلام قبول کر لیا وہ بچہ اور اس کا باپ منصب ولایت پر فائز ہوئے۔

علاوہ بیل حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے روایت ہے کہ حضرت شیخ عثمان ہارونی فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ عاشق ہیں جو ایک لمحہ کے لئے بھی خدا سے غافل نہیں رہتے اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی وہ خدا سے غافل ہو جائیں تو نیست و نابود ہو جائیں نیز شیخ نے یہ فرمایا جس میں یہ تین خصلتیں ہوں گی اسے خدا اپنا دوست بنا لیتا ہے سخاوت دریا کی طرح بشفقت آفتاب صفت اور تواضع زمین کی مانند۔

آپ کی وفات ۶ اشوال کو ہوئی۔ آپ کا مزار مکہ معظمہ میں واقع ہے۔

## حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

تمام ولادت اور وطن مالوت بہتان ہے۔ خراسان میں آپ کی تربیت ہوئی۔ آپ کے والد ماجد خواجہ غیاث الدین حسن تھے جن کا شمار حسینی سادات میں ہوتا ہے۔ آپ شیخ عثمان ہارونی کے مرید یا صفا تھے۔ ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کے سرگروہ تسلیم کیے جاتے ہیں۔

شیخ عثمان ہارونی فرماتے ہیں کہ ہمارے معین الدین خدا کے پیارے ہیں۔ مجھے اپنے ایسے مرید پر سو سوناڑیوں جو اپنے وقت کا قطب اور صاحب تصرف شیخ ہو۔ باشندگان ہند بالعموم آپ کے عقیدت کیش تھے ظاہری و باطنی علوم میں آپ یکتائے روزگار تھے۔ آپ سے بے شمار خوارق و کرامات کا ظہور ہوا ہے۔

ہدایات میں آیا ہے کہ جب آپ کو توبہ کی توفیق ہوئی تو آپ نے اپنا تمام اثاثہ اور مال و اسباب فقرا میں تقسیم کر دیا۔ ابتدا میں آپ مکر قند اور بخارا شریف لے گئے وہاں آپ نے حفظ قرآن کی منزل طے کی، نیز علوم دینیہ کی تکمیل کی پھر وہاں سے آپ نے عراق عرب کا رخ کیا۔ جب آپ نیشاپور کے قصبہ ہارون پنچے تو آپ شیخ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضری دی اور پوسے بیس

سال تک آپ کی خدمت میں رہے۔ حضرت خواجہ تھے دو دروازہ مالک کی سیاحت کی اور بڑے بڑے مشائخ سے آپ نے کسب فیض کیا چنانچہ حضرت غوث الثقلین سے جیلان میں ملاقات کی۔ تقریباً چھ ماہ تک ان کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ بخارا میں شیخ نجم الدین کبرے سے ہمدان میں خواجہ یوسف ہمدانی سے تبریز میں شیخ ابوسعید تبریزی سے اور لاہور میں شیخ حسین زنجانی سے ملاقاتیں کیں۔ آپ بلخ سے لاہور آئے تھے یہاں مولف سے غلطی ہوئی ہے لاہور میں آپ کی ملاقات شیخ یعقوب زنجانی سے ہوئی تھی۔ شیخ حسین زنجانی تو ۳۵۰ھ میں ہوئے ہیں۔

لاہور سے دہلی کا سفر کیا اور پھر وہاں سے اجمیر شریف پہنچے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ کی تبلیغ اسلام کے عہدے میں لاتعداد کفار و مشرکین دولت اسلام سے مالا مال ہوئے۔ جو لوگ اسلام نہیں لائے تھے وہ بھی حضرت سے ولی عقیدت رکھتے تھے اور تحفے تحائف اور ہدایا بھیجتے تھے۔ آج تک یہ دستوں چلا آتا ہے کہ کفار و مشرکین آپ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے کشاں کشاں آتے ہیں اور خدام و مجاورین کو نذر و نیاز پیش کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ ۳۵۰ھ میں متولد ہوئے تھے۔ آپ کا وصال بروز شنبہ ۶ رجب المرجب ۷۳۲ھ کو ہوا۔ ایک دوسری روایت میں تاریخ وفات ۳۰ ذی الحجہ دی گئی ہے لیکن تولد اول صحیح نظر آتا ہے۔ جب آپ نے انتقال فرمایا تو لوگوں نے آپ کی پشانی پر یہ لکھا ہوا دیکھا حبیب اللہ مات فی حب اللہ۔ حضرت کا عرس ہندوستان کے مشائخ ۶ رجب المرجب کو کرتے ہیں اور یہ وہ ہینہ ہے کہ دو دروازے سے لول گروہ درگروہ عام اس سے کہ وہ مسلمان ہو یا کافر عرس میں شرکت کے لئے آتے اور اپنی عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہیں ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔

ہر سال لوگوں کی حاضری کا یہی انداز ہے حضرت نے ۱۰۴ سال کی عمر پائی ہے۔ آپ کا مزار عالیہ اجمیر شریف میں ہے یہ نیاز مند بھی کئی بار روضہ پر حاضر ہوا ہے۔ اجمیر شریف کی فضا طبری دکش اور یہاں کی آب و ہوا میں نور و سرور کے اثرات گھلے ملتے ہوئے ہیں۔ اس کے چاروں طرف ایک بڑا طویل و عریض تالاب ہے جو دریا کی سی وسعت لئے ہوئے ہے۔ اس کا نام ساگر تال ہے اس فقیر کی ولادت بھی محلہ اجمیر میں ساگر تال کے قریب ہوئی ہے اور اس فقیر کی تاریخ پیدائش دو شنبہ ماہ صفر ۷۲۲ھ سے قبل والد ماجد کے گھر میں تین لڑکیاں تھیں کوئی لڑکا متولد نہیں ہوا تھا اور ان کی عمر ۲۴ سال کی ہو چکی تھی والد ماجد نے اس اعتقاد کی بنا پر جو انہیں خواجہ خواجگاں سے تھا نذر و نیاز کی پیشکش کے بعد لڑکے کے لئے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے صدقے میں اس فقیر کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور اس کی رحمت سے امید ہے کہ وہ اپنی اور اپنے دوستوں کی محبت سے نوازے۔ اور یہی کی تو متیق اندازنی فرمائے۔

## حضرت شیخ حمید الدین الصوفی السعدی ناگوری

کنیت ابو احمد ہے اور لقب سلطان التارکین ناگورہ مندوستان کے شہروں میں سے ایک مشہور شہر کا نام ہے۔ آپ اسی شہر کے باشندے تھے اور خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجپیری کے خلیفہ ہیں۔ آپ اپنے زمانے میں صاحب مقام و ریاست تھے۔ مشائخ میں آپ کا مقام بلند ہے۔ ظاہری و باطنی علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ صاحب کشف و شہود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑے مراتب سے نوازا تھا۔ شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی اور آپ کے درمیان فقر و غنا کے سلسلے میں بڑی خط و کتابت رہی ہے۔ ناگور اور غناب میں آپ کی کچھ زمین تھی جس کی خود کاشت فرماتے تھے اور اہل و عیال کی پرورش کے لئے آپ کی یہی وجہ معاش تھی۔

آپ کی وفات ۲۹ ربیع الثانی ۷۱۰ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک قصبہ ناگور میں ہے۔

## حضرت خواجہ قطب الدین اوشی کالی

آپ کا اسم گرامی بختیار بن احمد بن موسیٰ ہے۔ آپ کا مقام ولادت اوش فرغانہ جو اندجان کے مضافات میں ایک قصبہ ہے۔ کالی آپ اس لئے مشہور ہیں کہ جب آپ دہلی میں تھے اور کسی کا نذرانہ قبول نہیں فرماتے تھے اور ہمہ وقت ذکر الہی آپ کا شغل تھا تو آپ کے اہل و عیال بڑی عسرت اور تنگ دستی کے عالم میں زندگی بسر کرتے تھے اس زمانے میں پروس کی ایک بقال عورت سے کچھ ادھار لے کر لبر کی سبیل نکالی جاتی تھی۔ ایک دن اس بقال عورت نے آپ کی اہلیہ سے طنزاً یہ بات کہی کہ اگر میں تمہارے پروس میں نہ ہوتی تو تم سب کے سب بھوکوں مر جاتے۔ حضرت کی اہلیہ پر یہ بات بڑی شاق گزری اور یہ پختہ ہمد کیا کہ آئندہ ہم اس سے قرض نہ لیں گے۔ ایک دن اس واقعہ کا ذکر حضرت قطب الدین کے سامنے بھی آیا، آپ نے فرمایا میں کسی سے قرض لینے کے حق میں نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا جب کسی طرح کی ضرورت پیش آئے تو ہمارے حجرہ کے طاق میں ہاتھ ڈال کر وہی چکانی روٹی حاصل کر لیا کریں اور سے اپنی ضرورت میں صرف کریں اور جسے چاہیں اسے بھی اس میں سے دیں چنانچہ اس کے بعد سے جب ضرورت پیش آتی تو اس طاق سے روٹی حاصل کی جاتی اس روٹی کو کاکہتے ہیں اسی نسبت سے آپ کالی کہلاتے ہیں۔

روایات میں آیا ہے کہ حضرت قطب الدین ابھی ایک سال کے تھے کہ سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو شیخ ابو جعفر کے حوالے کر دیا تاکہ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل ہو۔ خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجپیری

جب اوش پہنچے تو حضرت قطب الدین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری آپ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ آپ حضرت خواجہ ناصر علیہ السلام کی صحبت میں رہتے اور اپنے وقت کے بڑے پائے کے قطب تھے۔ صاحب کمالات باطنی بھی تھے اور حامل اوصاف عالیہ بھی۔

منقول ہے کہ مرید ہونے سے قبل بیس سال کی عمر میں آپ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی صحبت میں بڑے بڑے مجاہد سے کئے اور دروازہ سفر میں بھی آپ کے ہمراہ رہتے تھے۔

روایت ہے کہ جب آپ بغداد پہنچے تو شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ کو اپنے پیرو مرشد سے کمال عقیدت تھی اس لئے وہاں سے واپسی پر ہندوستان کا رخ کیا۔ سلطان میں شیخ بہاؤ الدین ملتان سے ملاقات ہوئی۔ ملتان میں حضرت فرید الدین گنج شکر نے آپ سے بیعت کی۔ جب دہلی آئے تو اپنے پیرو مرشد کو اجمیر شریف میں اس مضمون کا ایک عریضہ ارسال کیا کہ میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضری کا مشتاق ہوں۔ خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیری نے جواب میں تحریر کیا، اگرچہ ظاہری ہمارے درمیان دوری ہے لیکن یہ دوری قلبی اور باطنی نہیں ہے وہاں قرب ہے اس لئے تم وہیں مقیم رہو۔ کچھ دنوں وہی میں قیام کے بعد اجمیر شریف کا قصد کیا اور وہاں کی راہ لی۔ راستہ میں باشندگان دہلی نے فریاد کی اور صدمہ فراق کی تاب نہ ڈا کر نالہ و شیون کا آغاز کر دیا۔ حضرت خواجہ نے جب یہ رنگ دیکھا تو حضرت خواجہ قطب الدین کو ہدایت فرمائی کہ ہم نے دہلی کو تمہارے پیرو کر دیا ہے، یہیں رہو تمہارے تیرہ سونے سے لوگوں میں بے چینی پھیلتی ہے۔ حضرت خواجہ کے ارشاد کے بموجب آپ نے دہلی لوٹ آنے کا ارادہ کیا اور یہیں فروکش ہو گئے۔

آپ کو سماع سے خاص شغف تھا کیونکہ سلسلہ چشتیہ میں اس کا عام رواج ہے اور اس سلسلہ کے پیرو بالعموم محافل سماع میں ذوق و شوق سے شریک ہوتے ہیں بعض سلاسل میں اس کی اجازت نہیں مثلاً سلسلہ قادریہ میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی بھی سماع کی محفلوں میں شریک نہیں ہوتے تھے۔ بعض اکابر نے شیخ الاسلام کے ارشاد کے بموجب سماع کی اجازت دی ہے۔ یہ اکابر ذوالنون مصری، شیخ شبلی، فراز اور لوزی دراج وغیرہم ہیں۔

سلطان المشائخ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ شیخ سجستانی کی مخالفاہ میں سماع کی محفل گرم تھی۔ صاحب حال اور ارباب کمال کا مجمع تھا۔ اثنائے سماع میں شیخ احمد جام کا یہ شعر قوال نے پڑھا ہے

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را

ہر زمانہ زنجیرِ جانے دیگر است

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی پر حالت طاری ہو گئی اور نوبت بانجھا رسید کہ آپ بے ہوش ہو گئے وہ مشائخ جو اس محفل میں شریک تھے یعنی قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی آپ کو دولت خانے پر لے گئے اور قوال اس شعر کی تکرار کرتے رہے۔ حضرت خواجہ پر اسی حالت میں کئی دن اور کئی راتیں گزر گئیں۔ حضرت خواجہ کی حالت سنبھلنے میں نہیں آئی حتیٰ کہ بروز دو شنبہ ۴ اربیع الاول ۷۳۳ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔

## حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر

آپ کا اسم گرامی مسعود بن عزیز الدین محمود ہے۔ پدری سلسلہ نسب حضرت فاروق اعظم سے ملتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ خجندی کی دختر نیک اختر تھیں۔ پاک نفس اور صاحب کمال خاتون تھیں۔ حضرت شیخ ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے نسبت بیعت حاصل تھی۔ ہمت ہو یا علالت ہر حال میں عبادت و ریاضت سے شغف رکھتے تھے۔ گنج شکر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ پورے ایک ہفتہ سے افطار نہیں کیا تھا آپ پر اتنا ضعف اور اتنی نقاہت غالب تھی کہ چلنا پھرنا دو بھر تھا جوں توں کر کے اپنے شیخ کی خدمت اقدس میں روانہ ہوئے راستے میں کھسپن تھی۔ ضعف اور نقاہت کے باعث آپ کا پیر پھسل گیا اور آپ زمین پر گئے۔ زمین پر گرنا تھا کہ آپ کے منہ میں مٹی کا ڈھیلا آ گیا اس نے منہ میں شکر گھول دی وہاں اٹھ کر آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں پہنچے۔ انہوں نے فرمایا، مٹی کا جو ڈھیلا تمہارے منہ میں مٹھا اس گھول لیا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں گنج شکر بنا دیا ہے تم ہمیشہ شریں رہو گے جب آپ اپنے پیر و مرشد کے پاس سے باہر آئے تو جو بھی آپ سے ملتا۔ آپ کو گنج شکر کے لقب سے پکارتا۔ جب آپ خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی کی زیارت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے فرمایا، قطب الدین نے ایک ایسے شاہباز کا شکار کیا ہے جس کی پرواز سدرۃ المنہی تک ہے۔ جب اس کی شمع ولایت روشن ہوگی تو اندھیرے اُجالوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔

آپ اپنے وقت کے غوث اور قطب دار تھے۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ آپ کے معاصرین اس مقام تک نہیں پہنچ سکے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی آپ کے حال پر خاص کرم فرماتے تھے۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا آخری وقت آپہنچا تو انہوں نے اپنے لائق و فائق مرید کو ہاتھی سے جو حصار میں ہے طلب فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ ہم تو رخصت ہو رہے ہیں، ہماری جانشینی کے فرائض تم ادا کرو گے۔ پیر و مرشد کی وفات کے بعد آپ نے ملتان کے مضافات اور دیپالپور کے متصل قصبہ اجودھن میں مستقل سکونت اختیار فرمائی

یہاں ہزاروں کو آپ نے اپنے چشمہ فیض سے سیراب کیا۔  
حضرت شیخ فرید نے اکثر و بیشتر مشائخ سے کسب فیض کیا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی سے آپ کی ملاقاتیں  
رہی ہیں۔

روایات میں آیا ہے کہ جب شیخ فرید نے عبادت و ریاضت میں کمال حاصل کیا تو آپ نے فرمایا جو خدا کرتا ہے  
وہی ہوتا ہے، ہاتھ نے اعلان کیا، جو کچھ فرید کہتا ہے، وہی ہوتا ہے۔  
آپ کے اہل و عیال پر فقر و فاقہ سے یہ لوبت پہنچی کہ ایک دن آپ کی اہلیہ نے آپ سے کہا، آپ کا فلاں بیاشدت گرسنگی  
سے دم توڑ رہا ہے، اس پر آپ نے فرمایا، بندہ مسعود کیا کر سکتا ہے۔ اگر خدا کا فیصلہ یہی ہے اور اس کی موت آجائے تو  
اس کے پاؤں میں رسی باندھو اور پیچ کر باہر پھینک دو۔ آپ نے فرمایا جب درویش لباس زیب تن کرتا ہے تو اس کا تصور  
یہ ہوتا ہے کہ میں کفن پہن رہا ہوں۔

آپ کی پیدائش ملتان کے قریب قصبہ کہووال میں ہوئی تھی اور آپ نے ۷۶۲ھ کو رحلت فرمائی۔ ۵۰ سال کا  
عمر پائی۔ آپ کا مزار عالیہ پاکستان شریف میں ہے۔ یہ آبادی ملتان اور لاہور کے مابین واقع ہے۔

## حضرت شیخ نظام الدین اولیا

آپ کا اسم گرامی محمد بن احمد بن دانیال بدایونی ہے۔ بدایوں سنبھل کے قرب و جوار میں ایک قصبہ کا نام ہے۔ آپ  
سلطان المشائخ کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کے مرید بامراد تھے۔ خرقہ خلافت بھی آپ نے انہی کے  
ہاتھوں سے پہنا ہے۔ صاحب کمال درویش اور عالم باعمل صوفی تھے۔ تمام علوم پر گہری نظر رکھتے تھے۔ مشائخ کبار میں آپ کا شمار  
کاشمار ہوتا ہے۔ خواص و عوام ہی نہیں بلکہ شاہان وقت بھی آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ہر شخص کو آپ سے بے پناہ  
عزت تھی۔

آپ کا مستقل قیام دہلی میں تھا وہیں آپ اپنے مریدین کی تعلیم و تربیت کا اہتمام فرماتے تھے۔ آپ سے ان گنت کرامات  
اور حوارق عادات کا ظہور ہوا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے وضو فرمایا اور یہ چاہا کہ دُورھی میں شانہ کریں۔ خانقاہ میں اتفاق سے کوئی  
نادوم تھا، شانہ خود طاق سے سرک کر آپ کے ہاتھ میں آگیا۔

حضرت شیخ کی مجالس میں وعظ و تلقین کے سلسلے میں تھے اور سماع کا شغل بھی۔ آپ مجلس سماع میں احتراماً سرود کھڑے ہو جاتے  
تھے اگر کوئی دوسرا شخص آپ کی تقلید میں کھڑا ہوتا تو آپ بھی پاس ادب سے کھڑے ہو جاتے تھے۔ سماع کے جملہ آداب کو ملحوظ

خاطر رکھتے تھے۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک شخص کی دستاویز کھو گئی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا حضرت زید گنچسکر کی روح پر فتوح کی خوشنودی کے لئے بنیت ایصال ثواب حلوہ کی فاتحہ کراؤ۔ وہ شخص ایک کاغذ میں حلوہ لے کر حاضر خدمت ہوا۔ کاغذ کھولا تو اس کی تہ میں کھوئی ہوئی دستاویز مل گئی۔

آپ نے اپنے وصال سے چالیس دن قبل کھانا پینا موقوف کر دیا تھا اور آپ نے اپنے خدام سے کہا کہ جو کچھ گھر میں ہے خیرات کر دو تاکہ کچھ بھی باقی نہ رہے۔

آپ کی پیدائش قصبہ بدایوں میں ہوئی اور وصال بروز چہار شنبہ ۸ ایح الاول ۱۲۵۰ھ کو ہوئی۔ آپ نے ۹۴ سال کی عمر پائی۔ آپ کی نماز جنازہ شیخ رکن الدین ابوالفتح بن صدر الدین عارف نے پڑھائی اور یہ فرمایا کہ میں صرف نماز پڑھانے کی غرض سے ملتان سے زحمت سفر باز ہوا تھا۔

آپ کا مزار مبارک دہلی میں اس مقام پر ہے جہاں آپ سکونت پذیر تھے۔ یہ مقام زیارت گاہ خلوت ہے۔ یہ ناچیز بھی کسی باکھزار عالیہ پر حاضر ہوا ہے۔ بروز چہار شنبہ کثرت سے زائرین کی آمد و رفت رہتی ہے اور نذر و نیاز بکثرت پیش کی جاتی ہیں۔ سال میں ایک بار عرس کی تقریب بھی ہوتی ہے۔ دور دور سے لوگ اس تقریب میں شرکت کے لئے دہلی آتے ہیں مجالس سماع گرم ہوتی ہیں۔ اکثر مشائخ سلسلہ شریک ہوتے ہیں اور مجالس سماع میں حصہ لیتے ہیں حضرت محبوب الہی کے مریدین کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن ان میں حضرت امیر خسرو، حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی، حضرت شیخ برہان الدین غریب اور شیخ حسن دہلوی اصحاب مقام ہیں۔

## حضرت امیر خسرو دہلوی

آپ کا خاندانی تعلق ہزارہ کے امیر زادوں سے ہے۔ بلخ کے قرب و جوار میں جو ترک خاندان آباد تھا۔ آپ کے آبا و اجداد اسی کے افراد ہیں۔ آپ کا مقام ولادت مومن آباد جسے آج ٹیپالی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ٹیپالی سنہل کے مضافات میں ہے مختلف علوم و فنون پر آپ کی عمیق نظر تھی۔ سلطان المثلح حضرت محبوب الہی کے خاص انخاص مرید تھے اور شیخ کے چہیتے اور لاڈلے تھے۔ ایک دن آپ نے اپنے شیخ سے عرض کیا کہ حضرت! خسرو تو بادشاہوں کا نام ہوتا ہے اور میں گدائے گوشہ نشین ہوں میرے لئے کوئی دوسرا نام تجویز فرمائیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا: اچھا ہم اس سلسلہ میں خدا سے استجارہ کریں جو جواب ملے گا اسی کے مطابق عمل ہوگا۔ دوسرے دن جب خسرو حاضر دربار ہوئے تو حضرت محبوب الہی نے فرمایا کہ خسرو! جواب یہ ملا ہے کہ قیامت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں کا سہ لیس کہہ کر خطاب کریں گے۔

سلطان المشائخ آپ پر بڑی شفقت فرماتے تھے اپنے مریدوں میں سے نظر انتخاب انہی پر تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب قیامت میں مجھ سے دریافت کیا جائے گا کہ تو کیا لایا ہے تو میں جواب میں یہ عرض کروں گا کہ ایک ترک کے سینہ کی جھلن اور اس کے دل کا گداز۔ حضرت امیر خسرو کے سوز کا یہ عالم تھا کہ آپ کے سینے پر کرتے کا جو حصہ رہتا تھا جلتا رہتا تھا۔ آپ چالیس سال صائم الدھر سے۔ سلطان المشائخ کے ہمراہ سیرو سیاحت بھی کی اور حج بیت اللہ بھی ادا کیا۔ سلطان المشائخ نے آپ کے حق میں یہ شعر فرمایا تھا۔

ایں خسرو با نیست ناصر خسرو نیست

زیرا کہ خدائے ناصر خسرو با نیست

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی تصانیف کی تعداد نظم و نثر ۹۹ تک پہنچتی ہے آپ کے اشعار کی تعداد کم و بیش پانچ لاکھ ہے۔ پر کرت ہندی میں جو تصانیف ہیں اس کے علاوہ ہیں۔ سلطان المشائخ کے لحاظ وہن کے اعجاز سے آپ کی طبیعت میں جو وسوسے اور کلام میں شیرینی اور غنڈوبت پیدا ہو گئی تھی۔ آپ کو شعر گوئی پر اتنی قدرت تھی کہ آپ نے محزون اسرا کے جواب میں مطلع انوار صرف دو ہفتے میں لکھ ڈالی تھی۔ آپ کے اشعار میں جو خوبی پائی جاتی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ شعر بھی آپ کے انہی اشعار میں شامل ہے۔

زلافت زہر دو جانب خو نیر عاشقان ست

چترے نمی تو اں گفت روئے تو در میان ست

آپ نے اپنے اشعار میں ایسے ایسے اعلیٰ اور نفیس مضامین نظم کیے ہیں کہ اگر انہیں بجا کیا جائے تو آپ کی تصانیف میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ پیرایہ بیان اور اضافت سخن کے اعتبار سے آپ کا کلام اپنی مثال آپ ہے۔ ایسی جامعیت اور کمال کم دیکھنے میں آتا ہے۔ چونکہ آپ کے شیخ حضرت محبوب الہی کو سماع کا بے حد ذوق تھا اس لئے آپ نے نئی نئی طرزیں اور دھنیں ایجاد کیں۔ آپ خود گاتے اور سلطان المشائخ سنتے تھے۔

روایات میں آیا ہے کہ جب شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی ہندوستان آئے تو وہی میں آپ کی ملاقات حضرت امیر خسرو سے بھی ہوئی۔ ایک رات اس ملاقات میں صرف ہوئی۔ امیر خسرو نے حضرت سعدی کی خدمت میں ایک درہم کی نذر پیش کی اور عرض کیا کہ دنیا کے مال و اسباب میں سے ہمارے پاس ہی کچھ ہے اور جو کچھ ارشاد ہو اس کا بندوبست کیا جائے۔ شیخ سعدی نے فرمایا چراغ کے لئے تیل مول لے لو تاکہ آج کی شب تمہارے ساتھ بسر کی جائے۔

منقول ہے کہ امیر خسرو کو اپنے پیرو مشد سے اتنا اعتقاد تھا کہ اس کی مثال دیکھنے میں کم آئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے



کہ ایک درویش فقروا غلاس سے تنگ آکر حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدد کے لئے سوال کیا، حضرت نے فرمایا، آج تو ہمارے کچھ نہیں ہے، البتہ کل کچھ بندوبست ہو جائے گا۔ اتفاق سے کل آئی تو پھر کچھ سلسلہ فتوحات نہ ہوا، اسی صورت میں کئی دن گزر گئے۔ آخر کار حضرت شیخ نے اپنے نعلین اس درویش کو بھندویے۔ اس درویش نے بڑی عقیدت سے یہ نعلین لے کر وہلی سے باہر کی راہ لی۔ اثنائے راہ میں اس درویش کی ملاقات حضرت امیر خسرو سے ہوئی۔ آپ کہیں آپہ تھے۔ آپ نے اس درویش سے پوچھا کہ سلطان المشائخ کے پاس میں کچھ خیر خبر ہے تو سناؤ۔ درویش نے خیریت کی اطلاع دی۔ پھر آپ نے اس درویش سے پوچھا، اچھا تو یہ بتائیے۔ شیخ کی کوئی نشانی تمہارے پاس ہے۔ اس درویش نے جواب دیا کہ یہ نعلین ہیں جو حضرت نے مجھے مرحمت فرمائے ہیں۔ آپ نے دریافت کیا، یہ نعلین فروخت کرنے ہیں اس درویش نے آمادگی ظاہر کی، آپ نے پانچ لاکھ درہم جو سلطان محمد نے آپ کو قصیدہ کے صلے میں دیے تھے سب کے سب نعلین کے بدلے میں اس درویش کو دیدیے۔ یہ نعلین اپنے سر پر رکھے ہوئے سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سلطان المشائخ نے دیکھتے ہی فرمایا، خسرو! بڑا سستا سودا کیا ہے۔

جب سلطان المشائخ نے رحلت فرمائی تو امیر خسرو وہلی میں موجود نہ تھے لوگوں نے حضرت کی وفات کا راز آپ سے پوشیدہ رکھا لیکن جب خسرو وہلی آئے اور یہ روح فرسا خبر آپ نے سنی تو سر کے بال منڈوا دیے، اپنا منہ کالا کیا اور پیرو مرشد کے مزار کے سامنے اکھڑے ہوئے، عرض کیا! سبحان اللہ! آفتاب زیر زمین ہے اور خسرو بالائے زمین یہ کہا اور اپنا سر مزار سے ٹپکا۔ ہوش و حواس جاتے رہے چھ ماہ تک اس غم و اندوہ کے عالم میں رہے۔

۶ روز چہار شنبہ ۱۸ شوال ۷۲۵ھ کو آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مبارک آپ کے پیرو مرشد کے مزار کے زیر قدم واقع ہے۔

## حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی

آپ کا اسم شریف محمود تھا۔ او وہ سے آپ کی وطنی نسبت ہے۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا کے مرید باصفا اور خلیفہ مجاز تھے۔ ۲۵ سال تک ترک و تجرید کے عالم میں رہے۔ آپ نے ریاضاتِ شاقہ برداشت کی ہیں۔ جب آپ کی عمر چالیس سال کی تھی آپ سلطان المشائخ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ حضرت شیخ کو آپ سے خاص ربط خاطر تھا۔ جتنی کرامات کا ظہور آپ سے ہوا ہے، حضرت محبوب الہی کے کسی اور مرید سے نہیں ہوا۔ کمال کی بات یہ ہے کہ آپ وجد و سماع کے قائل نہ تھے۔ کبھی مجالس سماع میں شریک نہیں ہوتے تھے اور نہ قوالی سنتے تھے۔

حالانکہ جس سلسلہ سے آپ منسوب تھے اس میں سماع کا درواج تھا لیکن اس کے باوجود آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ سنت نبویہ کے خلاف ہے۔ سلطان المشائخ پر آپ کا یہ اعتقاد اور سماع سے اجتناب گراں نہیں گزرتا تھا۔ بلکہ آپ فرماتے تھے کہ نصیر الدین اپنے خیال میں حق بجانب ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ آپ محویت و استغراق کے عالم میں تھے ایک قلندر نے چھری سے آپ پر گیارہ بھر لپور وار کیے جب خون نالی سے بہہ کر باہر آیا تو مریدین نے دیکھا اور قلندر کو اپنی گرفت میں لے کر چاہا کہ قرار واقعی سزا دیں مگر آپ نے انہیں روک دیا اور فرمایا اس سے تعرض نہ کیا جائے۔ آپ نے اسے کچھ روپے انعام میں دیے اس خیال سے کہ چھری سے وار کرتے وقت اسے تکلیف ہوئی ہوگی۔

اس واقعہ سے تین سال کے بعد ۱۸ رمضان المبارک کو چاشت کے وقت ۷۵۷ھ کو آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار عالیہ نئی دہلی کے باہر ہے۔ یہ عاجز بھی آپ کے مزار پر کئی بار حاضر ہوا ہے۔ آپ کے خلفائے خاص میں حضرت سید محمد گیسو دراز ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔

## حضرت خواجہ برہان الدین غریب

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین ادلیا محبوب الہی کے مریدین میں شامل ہیں۔ حضرت محبوب الہی نے آپ کو برہان پور اور دولت آباد کی جانب تبلیغ اسلام کے لئے روانہ فرمایا اور یہ ہدایت دی کہ ان اطراف کے باشندوں کو راہ ہدایت دکھائیں۔ شیخ حسن دہلوی کو بھی چند مریدوں سمیت آپ کے ہمراہ بھیجا گیا تھا۔ آپ کی تبلیغ سے سیکڑوں اشخاص مشرف بہ اسلام ہوئے تھے اور انہوں نے آپ کے دست اقدس پر سبیت بھی کی تھی۔

آپ کو اپنے شیخ سے کمال درجے کی عقیدت و ارادت تھی۔ آپ نے عمر بھر موضع غیاث پور کی جانب جو سلطان المشائخ کا وطن مالوت ہے کبھی ٹپہ نہیں کی۔

تاریخ ولادت اور سن وفات کا پتہ نہیں چل سکا۔ آپ کا مزار دولت آباد دکن میں ہے۔ اس ناچیز نے آپ کے مزار پر حاضری دی ہے۔

## حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی

آپ حضرت امام اعظم کی نسل سے ہیں۔ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق کے مریدین میں آپ کا مقام بہت

بلند ہے۔ ظاہری و باطنی علوم پر گہری نظر رکھتے تھے۔ وجد و سماع کی محفلوں میں شریک ہوتے تھے۔ حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ سے روحانی رابطہ رکھتے تھے۔ آپ کی اولاد بکثرت ہوئی اور ان کے حصہ میں علم بھی آیا اور عمل بھی بخصوصیت کے ساتھ شیخ زین فقر و سلوک کی راہ میں اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلے ہیں۔

آپ سے بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔ ۹۲۵ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ دہلی کے مضافات میں گنگوہ نام کا ایک قصبہ ہے۔ اس قصبہ میں آپ کا مزار عالیہ ہے۔

## حضرت شیخ جلال تھانیسریؒ

پدری اور مادری سلسلے سے آپ کا نسب حضرت فاروق اعظمؓ سے ملتا ہے۔ آپ کا وطن مالوٹ بلخ ہے۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا تھا۔ سترہ سال کی عمر میں آپ نے علوم دینی کی تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ درس و تدریس اور افتاء کے منصب پر فائز ہوئے۔ آپ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ کے مریدین میں شامل ہیں۔ سلسلہ طریقت یہ ہے۔ شیخ جلال تھانیسریؒ مرید حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ مرید حضرت شیخ محمد عارفؒ مرید حضرت احمد عبدالحقؒ مرید حضرت شیخ جلال پانی تپی مرید حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی تپی مرید حضرت مخدوم علی صابر پیران کلیریؒ مرید حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ روایات میں آیا ہے کہ اوائل عہد شباب میں آپ نے ایک خوش الحان شخص کو ایک غزل گاتے ہوئے سنا تو آپ بے ہوش ہو گئے۔ اس عالم میں چھت سے نیچے گر گئے۔ مرغ بسمل کی طرح لوٹ لوٹ پوٹ ہوتے لگے۔ کافی دیر کے بعد آپ ہوش میں آئے۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ آپ محویت و استغراق کے عالم میں رہتے تھے اور یہ کیفیت آپ پر کچھ اتنی غالب تھی کہ نماز کا وقت آتا تو مریدین اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر آپ کو ہوش میں لاتے تھے۔ وجد و سماع کا ذوق رکھتے تھے۔ آپ کا مستقل قیام قصبہ تھانیسری میں رہتا تھا۔ سلسلہ چشتیہ کے مشائخ متاخرین میں آپ کا ہم پایہ درویش کوئی نہیں ہوا۔

منقول ہے کہ شیخ جلال کے مریدین میں سے ایک مرید نے آپ کی بے حد خدمت کی لیکن اس عرصہ میں اس نے کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ ایک دن شیخ سے گفتگو کے دوران اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ عہد ماضی میں شیخ نجم الدین کبریٰ ایسے بالکمال شیخ تھے کہ جس پر ایک نظر ڈالتے تھے اسے مقام ولایت پر فائز کر دیتے تھے۔ آج اس مرتبے کا کوئی درویش نظر نہیں آتا۔ شیخ کو اس مرید کے خطرہ پر آگاہی ہوئی۔ آپ نے فرمایا آج بھی ایسے لوگ ہیں جو ایک نظر میں فقر و سلوک کے مقامات طے کرا سکتے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ مرید بے ہوش ہو گیا اور جب ہوش میں آیا تو ولایت کے اعلیٰ مقام تک پہنچا ہوا تھا تھوڑی دیر زندہ رہ کر جہاں بحق تسلیم ہو گیا شیخ نے فرمایا کہ ہر شخص یہ بار ولایت برداشت نہیں کر سکتا۔

شیخ جلال تھانیسری کا وصال بروز جمعہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ کو ہوا، آپ نے ۶۹ سال کی عمر پائی۔ آپ کا مزار مبارک تھانیسری میں واقع ہے۔  
سلسلہ حقیقیہ کے مشائخ کا ذکر اختتام پذیر ہوا۔

سلسلہ کبرویہ ————— حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے منسوب

## حضرت شیخ ابو بکر بن عبد اللہ نساجؒ

آپ کا آبائی وطن طوس ہے۔ حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی سے نسبت بیعت ہے۔ حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی کی نسبت اور ان کے تعلق کی بابت خواجگان بزرگوار کے ضمن میں آچکے۔ سلسلہ کبرویہ خواجگان بزرگوار کے سلسلے سے حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی پر جا کر ملتا ہے۔ حضرت شیخ ابو بکر نساجؒ حضرت شیخ ابو بکر دینوری کے صحبت یافتہ تھے۔  
کسی نے حضرت شیخ ابو بکر نساجؒ سے دریافت کیا کہ مطلوب کا دیدار کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا، صدق کی آنکھ سے طلب کے آئینے میں مطلوب کا دیدار کیا جاسکتا ہے۔

## حضرت شیخ احمد غزالیؒ

آپ بھی طوسی الاصل ہیں حضرت شیخ ابو بکر نساجؒ کے مریدوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ کے برادر حقیقی تھے۔ عالم باعمل شیخ تھے۔ ظاہری و باطنی علوم پر گہری نظر رکھتے تھے۔  
آپ کا وصال ۱۰۳۵ھ میں ہوا۔ مزار عالیہ قزوین میں ہے۔

## حضرت شیخ ابو الجحیبؒ

اسم گرامی عبدالقادر اعقاب ضیاء الدین تھا آپ کا سلسلہ نسب بارہ واسطوں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ آپ کا سلسلہ طریقت ایک طرف تو حضرت شیخ احمد غزالیؒ سے ملتا ہے اور دوسری طرف اپنے عم محترم حضرت شیخ وچہد لدین سے ان کا ذکر سلسلہ سہروردیہ میں کیا جائے گا۔ آپ نظر تمام علوم پر تھی۔ آپ کی تعانیف بکثرت ہیں۔ آپ کو حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک دن آپ بغداد میں ایک قصاب کی دوکان پر گئے وہاں ایک بکری ٹہلی ہوئی تھی، آپ نے فرمایا کہ یہ بکری کہتی ہے کہ میں مری ہوئی ہوں مجھے ذبح کیا گیا ہے یہ سنتے ہی قصاب بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ہوش آیا تو شیخ کے قول کی صداقت کا اعتراف کیا اور توبہ کی۔ درویش کے دل میں جو خطرہ گزریے اس کا اظہار کراہت ہوتی ہے، اور ظاہر کراہت میں دو حکمتیں ہوتی ہیں مثلاً اس واقعہ میں ایک تو یہ حکمت تھی کہ مسلمان حرام کا گوشت کھانے سے باز رہیں دوسرے یہ کہ قصاب کی توبہ کا وقت قریب آچکا تھا۔

آپ کا وصال شنبہ کی شب میں ۱۲ ماہ جمادی الثانی ۶۳۳ھ کو ہوئی۔ مزار بغداد شریف میں ہے۔

## حضرت شیخ عمار یاسر

آپ شیخ ابو النجیب سہروردی کے مرید با صفا ہیں۔ مریدوں کی تعلیم و تربیت اور کشفِ حال میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے، اپنے زمانے کے شیخ اور صاحبِ کرامات بزرگ تھے۔

## حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ

ابوالنجاب کینیت ہے یہ کینیت آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مرحمت فرمائی تھی۔ آپ کا اسم شریف احمد بن عمر النجفی ہے اور نجم الدین کبریٰ کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ کبریٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ابتدائے جوانی میں حبیب آپ حصولِ علم میں مشغول و مصروف تھے تو جس کسی سے بھی آپ کی کسی مسئلہ پر بحث ہوتی آپ اس پر غالب آجاتے تھے۔ اسی وجہ سے لوگ آپ کو ظامۃ الکبریٰ کہنے لگے۔ استعمال کی کثرت سے لفظ ظامہ تو سخت رپو ہو گیا صرف کبریٰ باقی رہ گیا۔ آپ کو شیخ ولی تراں بھی کہتے ہیں۔ اس نسبت سے عالم و جد میں جس پر آپ کی نظر پڑ جاتی وہ ولایت کے منصب پر فائز ہو جاتا چنانچہ ایک دن ایک ایک سوداگر آپ کی خانقاہ میں آ گیا، اس وقت شیخ کی حالت کچھ غیر سی تھی اس پر آپ کی نظر پڑی اسی وقت اس کی نگاہیں روشن ہو گئیں اور ولایت کے انتہائی بلند مقام تک اس کی رسائی ہو گئی۔ آپ نے پوچھا کہاں کے رہنے والے ہو، اس نے جواب دیا فلاں ملک سے تعلق ہے آپ نے اُسے اس ملک میں ہدایت و تبلیغ کے لئے اجازت نامہ لکھ دیا۔

ایک دن کی بات ہے کہ ایک باز نے بلندی پر ایک چڑیا کو اپنے قبضے میں لیا تھا۔ اتفاق سے آپ کی نظر اس چڑیا پر پڑی۔ اس کے اثر سے وہ چڑیا باز پر غالب آ گئی اور باز کو اپنی گرفت میں لے لے ہوئے آپ کے سامنے زمین پر اتار لائی۔

ایک دن آپ خائفانہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے۔ ایک کتا آیا آپ کی نظر اس پر پڑی۔ اس کی حالت کچھ سے کچھ ہو گئی۔ دیوانہ ہو کر اس نے بجائے شہر کے قبرستان کی راہ لی۔ اپنا سر زمین پر مارتا تھا اور جہاں سے اس کا گزر ہوتا تھا مٹے کے کتے اس کے گرد جمع ہو جاتے تھے اور دست بستہ اس کے حضور میں کھڑے رہتے۔ کچھ دنوں بعد یہ کتا مر گیا۔ آپ کے صاحب نے اس کی رسم تدفین ادا کی گئی اس کی قبر پر ایک عمارت بھی تعمیر کی گئی۔ مولانا جلال الدین رومی کے اس شعر میں اس جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

یک نظر فرما کہ مستغنی شوم ز ابنائے جنس  
رگ کہ شد منظور نجم الدین سگال راسرورست

فقرو سلوک میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ آپ کی کرامات شہرہ آفاق ہیں۔ آپ کو فیضان ولایت و نسبتوں سے حاصل ہے ایک تو شیخ عمار یاسر سے بطریق منقول اور جو شیخ ابوالقاسم گرگانی تک پہنچتی ہے اور دوسری شیخ اسماعیل حنفی سے علی الترتیب محمد نیکل، محمد بن داؤد، ابوالعباس، اورس، ابوالقاسم بن رمضان، ابویقوب طبرے، ابوعبداللہ بن عثمان، ابویقوب ہر جوری، ابویقوب سوئی، عبدالواحد بن زبید، کمال بن زیاد، امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک

آپ نے ۱۰ جمادی الاول ۶۱۸ھ کو حلت فرمائی جب ہلاکونے خوارزم پر بیچارگی تو اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سے متجاوز تھی۔ شیخ نے اپنے مریدین و اصحاب شیخ سعد الدین حموی اور شیخ رضی الدین علی لالا وغیرہم کو طلب فرما کر یہ ہدیت فرمائی کہ تم اپنے اپنے وطن کی راہ لو مشرق سے آتش سوزاں کے شعلے بھڑکتے ہوئے آرہے ہیں جو مغرب تک صفایا کر دیں گے۔ مجھے یہیں رہنا ہے۔ یہ ایک قضائے جرم ہے اس کا کوئی ٹوڑا اور کوئی علاج نہیں ہے۔ جب ہلاکونے کی فوج حملہ آور اور ہوئی تو آپ نے نیزہ اپنے ہاتھ میں لیا اور کفار سے جنگ شروع کی یہاں تک کہ آپ نے جام شہادت نوش کیا۔ روایا آئے ہیں کہ شہادت کے وقت ایک کافر کے گیسو آپ کے ہاتھوں میں تھے۔ اور کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ آپ کے ہاتھوں سے انہیں چھڑا سکے۔ آخر کار یہ گیسو تراشے گئے۔

آپ کی نظر بہا اثر کا یہ عالم تھا کہ جس پر بھی پڑی اسے کمال ولایت تک پہنچا دیا۔ آپ کے مریدین بڑے بڑے مراتب و درجہ یافتہ ہوئے۔ ان میں سے اکثر نے اچھی خاصی شہرت پائی۔ مثلاً شیخ مجد الدین بغدادی، شیخ سعدین حموی، بابا کمال خجندی، شیخ رضی الدین علی لالا، شیخ سیف الدین باخرزی، شیخ نجم الدین رازی، شیخ جمال الدین کبلی وغیرہم۔ بعض نے حضرت مولانا جلال الدین رومی کے والد ماجد حضرت شیخ بہاؤ الدین ولد کو بھی آپ کے مریدین میں شامل کیا ہے۔

## حضرت شیخ مجدالدین بغدادیؒ

کنیت ابو سعید اور اسم گرامی شرف بن المویذ بن ابو الفتح ہے۔ آپ کا اصل وطن بغداد شریف ہے۔ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کے کامل ترین مریدوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ آپ کے حال پر نظر شفقت فرماتے تھے اور یہی ربط خاطر تھا جس کی بدولت آپ نے بلند و بالا مقامات طے کئے۔ اواخر عمر میں آپ سے شیخ کی شان میں گستاخی ہو گئی جس کی سزا یہ ملی کہ ان کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے، تیرا سر جائے، تو وہ یا میں غرق ہوا اور اسی عالم میں تیری موت آئے۔ چنانچہ خوازم شاہ نے کسی جرم کے بغیر شیخ مجدالدین کو سمندر کی لہروں کی سپرد کر دیا۔ اس غرقابی کے عالم میں آپ اس دنیا سے سدھائے۔

آپ کی وفات ۶۰۷ھ یا ۶۱۶ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار اسفرائن میں ہے۔

## حضرت شیخ سعد الدین حمویؒ

آپ کا اصل نام محمد بن مویذ بن ابی بکر بن ابی حسن ہے۔ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کے کامل ترین مریدوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ اپنے دور کے عارف کامل اور فاضل تھے۔ آپ نے تصانیف بھی یادگار چھوڑی ہیں اور ان کی تعداد بہت زیادہ بتائی جاتی ہے۔

آپ کا وصال عید الاضحیٰ کے دن ۶۵۷ھ کو ہوئی۔ آپ نے ۶۳ سال کی عمر پائی۔ آپ کا مزار سمرقند خراسان میں ہے۔

## حضرت شیخ سیف الدین ماترزیؒ

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کے چیدہ و برگزیدہ مریدوں میں ہیں۔ آپ کو چلے میں بٹھایا گیا جب دوسرا چلہ شروع ہوا تو ایک دن ان کے شیخ نے دروازہ پر دستک دی اور فرمایا کہ باہر آ جاؤ۔

منم عاشق مرا غم ساز و راست

کو معشوقی ترا یا غم چہ کار راست

آپ نے ۶۵۸ھ میں وفات پائی، ۶۳ سال کی عمر پائی آپ کا مزار بخارا میں ہے۔

## حضرت شیخ نجم الدین ازمی

آپ دامہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کے خاص الخاص مریدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت شیخ صدر الدین نوٹوی اور حضرت مولانا جلال الدین رومی سے شرف ملاقات حاصل تھا۔ تفسیر بحر الحقائق میں رموز و نکات ہیں اور اشارات و کنایات سے کام لیا گیا ہے آپ ہی کے قلم سے ہے۔ آپ کے کمال علم اور علمی فضیلت کا پتہ ثبوت یہی تفسیر ہے۔ آپ نے ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی، آپ کا مزار بغداد شریف میں ہے۔

## حضرت شیخ رضی الدین علی لالا

رضی الدین لقب اور اسم گرامی علی بن سعید بن عبد الجلیل لالا تھا۔ آپ غزنی الاصل ہیں۔ آپ کے والد ماجد مشہور عارف ہالند حکیم سنائی غزنوی سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کے مریدین میں شامل ہیں۔ شیخ احمد لیسوی اور خواجہ ابو یوسف ہمدانی اور از قبیل دیگر مشائخ سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ آپ نے ۱۲۴۳ھ مشائخ سے ترقی و ولایت حاصل کیا۔ ظاہری و باطنی علوم پر آپ کی گہری نظر تھی۔ اپنے وقت کے شیخ کامل ہوئے ہیں۔ آپ نے ہندوستان کا سفر بھی کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے ابو الرضا حضرت رتن ہندی سے بھی کسب فیض کیا جن کا مزار نواح حصار میں بمقام تلبدہ (ٹھنڈہ) میں واقع ہے۔

آپ نے ۳۰۰ھ اول ۱۰۰۰ھ کو وفات پائی۔ آپ کا مزار سلطان محمود غزنوی کے روضہ کے قریب غزنی میں واقع ہے۔ اس عاجز نے بھی آپ کے مزار کی زیارت کی ہے۔ نماز عصر بھی اسی مقام پر ادا کرنے کا اتفاق ہوا جس نے بہت سے مشائخ غزنی ملک بار پزیر، خواجہ شمس العارفین، شیخ اجلی سزورے، حکیم سنائی، امام محمد عداؤ، ابی محمد اعزانی، خواجہ محمد باغبان، رستمی ربیع الاول ۱۰۰۰ھ میں، خواجہ علی ناتھ، خواجہ احمد مکی، شیخ بہلول، خواجہ ابی بکر بلعاری، رجو صدیق اکبر کی اولاد سے ہیں، شیخ علی ہجویری لعل نالچ کے والد ماجد شیخ عثمان، حاجی بلدی ختم الاولیا، خواجہ تقبال اور تاج الاولیا شاہ میر فالیر بانی رحمہم اللہ جمعین کے مزارات مقدسہ کی زیارت بھی کی ہے۔

## حضرت شیخ جمال الدین احمد جو قانی

آپ شیخ رضی الدین علی لالا کے مریدین میں سے ہیں۔ آپ کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔ فقر و سلوک میں آپ کا مقام بلند ترین تھا۔ حضرت شیخ رضی الدین کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہمارے جمال الدین احمد کی صحبت میں صبر و تحمل کے ساتھ کچھ وقت بسر کرے تو اسے وہی فیض



ہو سکتا ہے جو دوسروں نے جیندو شبلی سے حاصل کیا تھا۔  
آپ نے اوخر ربیع الآخر ۶۶۲ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ نور الدین عبدالرحمن اسفرائنی کسرتی

آپ کسرتی کے باشندے تھے۔ کسرتی اسفرائن کے قرب و جوار میں ایک موضع کا نام ہے آپ نے شیخ جمال الدین احمد سے کسب فیض کیا اور آپ کی نسبت ارادت بھی انہی سے ہے۔ اپنے دور کے مشائخ کبار میں شمار کیے جاتے تھے۔  
آپ کی ولادت شوال ۶۳۶ھ یا ۶۳۹ھ میں ہوئی اور وفات یکشنبہ کی شب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۷۳۸ھ کو ہوئی آپ کا مزار بغداد شریف میں ہے۔

## حضرت شیخ رکن الدین علاؤالدولہ سمنانی

کنیت ابوالمکارم ہے اور اسم گرامی احمد بن محمد یا باگی۔ آپ سمنانی سلوک میں سے تھے۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ سلطان وقت کی معیت میں تھے۔ ۷۳۸ھ میں بمقام بغداد آپ نے شیخ نور الدین عبدالرحمن کسرتی کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ مجاہدات و ریاضات کی بہت سی منزلیں آپ نے طے کی ہیں۔ بڑے صاحب مقام درویش تھے۔  
روایات میں آیا ہے کہ آپ نے اپنی عمر میں ۱۳۰ چلتے کیے تھے۔ آپ ۷۵۹ھ میں متولد ہوئے اور جمعہ کی شب ۲۲ رجب المرجب ۷۳۶ھ کو رحلت فرمائی۔ آپ نے ۷۵ سال کی عمر پائی ہے۔ عماد الدین عبدالوہاب کے مقبرہ میں آپ کا مزار واقع ہے۔ ان ایام میں ایک رسالہ نظر سے گزرا جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی کی تصنیف ہے اس میں آپ نے اپنے عقاید کا بیان کیا ہے۔ اس رسالہ میں بعض مسائل اہل سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف بھی ہیں لہذا انہیں آپ کے اپنے اجتہاد کا حاصل کہنا چاہئے۔ اگر وہ رسالہ فی الحقیقت آپ ہی کی تصنیف ہے پس میں ایسے آدمی سے جو اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے خدا سے استعاذہ کرتا ہوں وہ آدمی بھی کیا جو ائمہ اربعہ کے مسلک کے خلاف ہو۔

## حضرت شیخ نجم الدین محمد الاوکافی

آپ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے مریدین میں سے ہیں۔ بڑے صاحب کشف و شہود بزرگ تھے۔ آپ نے ۷۸۰ھ میں وفات پائی۔ ۸۰ سال کی عمر پائی آپ کا مزار اسفرائن کے صوبہ جزار میں ہے۔

## حضرت شیخ محمود خردکانی

شرف الدین آپ کا لقب ہے اور آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی عبد اللہ تھا۔ آپ بھی شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے۔

## حضرت امیر کبیر سید علی بہدانی

شہاب الدین محمد آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی ہے۔ آپ کو شیخ شرف الدین محمود خردکانی سے نسبت بیعت ہے۔ فقر و سلوک کی منازل آپ نے شیخ تقی الدین علی دوستی کی صحبت میں طے کی ہیں یہ خود بھی حضرت علاؤ الدولہ سمنانی کے مریدین میں سے تھے اپنے شیخ کے حسب الارشاد آپ نے تین بار ایک بیح و نیا کی سیروسیاحت کی۔ ایک ہزار چار سو اولیاء اور مشائخ کبار سے ملاقاتیں کیں۔ آپ کو ایسی ایسی مجالس میں شرکت کا اتفاق ہوا جہاں چار سو اولیاء کرام جمع ہوتے تھے شروع شروع میں آپ نے کشمیر میں بھی قیام کیا۔ وہاں آپ کی خانقاہ آج بھی موجود ہے۔ آپ کی وفات ۶۷۵ ذی الحجہ ۱۲۷۵ میں ہوئی۔ آپ کا مزار مقام قتلان میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ بہاؤ الدین ولد

آپ کو حضرت شیخ نجم الدین کبرے سے نسبت بیعت تھی۔ آپ کا اسم سامی اور نام نامی محمد بن حسین احمد الخطی الکبروی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق کی اولاد میں سے ہیں آپ کی والدہ ماجدہ علاؤ الدین محمد بن خوارزم شاہ کی دختر نیک اختر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیبی اشارہ سے علاؤ الدین محمد نے اپنی صاحبزادی کا عقد حسین بن احمد سے کیا تھا اس جوڑے سے شیخ بہاؤ الدین ولد متولد ہوئے۔ آپ نہایت بزرگ اور خدرا سیدہ شیخ تھے بہت سی کرامات بھی آپ سے ظہور میں آئی ہیں آپ نے شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملاقات کی تھی۔ آپ کی رحلت ۶۲۸ھ میں ہوئی۔ مزار شریف قونیہ میں ہے۔

## حضرت مولانا جلال الدین رومی

آپ مولوی معنوی مشہور ہیں۔ آپ کا اسم شریف محمد بن بہاؤ الدین محمد ہے۔ بلخ آپ کا آبائی وطن ہے۔ روم میں تعلیم تربیت

پائی۔ آپ کو اپنے والد محترم سے نسبت بیعت تھی۔ صاحب کشف و شہود اور حامل اوصاف جلید تھے۔ آپ کے حلقہ مدرس میں روزانہ چار سو طلبا حصول علم کے لئے حاضر رہتے تھے۔ شاعری میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ کے کلام میں حکمت و معرفت کے جو اہر کوٹ کوٹ کے بھرے ہوئے ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ چھ سال کی عمر میں تین چار دن کے بعد اظہار کرتے تھے اسی زمانہ کا واقعہ ہے کہ آپ چند لڑکوں کے ہمراہ چھت پر تھے کہ ایک لڑکے نے کہا، او اس چھت سے کود کر دوسری چھت پر چڑھیں۔ مولانا نے فرمایا اس قسم کی چھل کو تو کتے بلیاں کرتی ہیں۔ اگر انسان بھی ان بے ہودہ اور لغو حرکات کا مرتکب ہو تو اس کو شرم آنی چاہئے۔ ہاں اگر تم میں سکت ہے تو آسمان کی جانب پرواز کرو یہ فرمایا اور آپ سب لڑکوں کی نظر سے اوجھل ہو گئے۔ لڑکوں نے شور مچانا شروع کر دیا اور لگے فریاد کرنے۔ اتنے میں مولانا لوٹ آئے۔ آپ کی آنکھوں اور چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ فرمایا کہ جب میں تم سے مصروف گفتگو تھا تو میں نے دیکھا کہ سبز پوشوں کی ایک جماعت جو میرے قریب آئی اور اس نے مجھے اٹھایا۔ آسمان کی سیر کرائی۔ ملکوتی عجائبات کا مشاہدہ بھی کرایا۔ جب میں نے تمہاری فریاد سنی تو واپس آ گیا۔ مولانا نے فرمایا کہ جو جانو زمین سے اوپر اڑتا ہے اگرچہ اس کی رسائی آسمان تک نہیں ہو سکتی تاہم وہ جال سے ضرور بچ جاتا ہے اور اس طرح اسے ہلاکت سے نجات مل جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی درویش ہو جاتا ہے تو وہ خواہ اعلیٰ مدارج طے نہ کر سکے پھر بھی وہ عام مخلوق سے ضرور بے نیاز اور ممتاز ہو جاتا ہے۔ دنیا کے منحصروں سے اسے نجات مل جاتی ہے۔

آپ کی ولادت ۶ ربیع الاول ۱۰۲۸ھ میں ہوئی اور وصال غروب آفتاب کے وقت ۵ جمادی الآخر کو ۱۰۶۲ھ میں آپ کا مزار قونیہ میں ہے۔

## حضرت شیخ حسام الدین چلبلی

آپ کا اسم گرامی حسن محمد بن حسن بن اخی ترگت ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی۔ آپ کو دل و جان سے چاہتے تھے مولانا کے سر پر اور وہ خلفا میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ جب مولانا کا وصال ہوا تو ساتویں دن آپ اپنے تمام احباب و اصحاب کو ہمراہ لے کر حضرت سلطان ولد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ والد مرحوم کی جانشینی کے فرائض سرانجام دیں اور مریدین و مخلصین کی قیادت و سیادت فرمائیں میں آپ کی غلامی میں نعلین بکھن اور غائب بدوش رہوں گا پھر آپ نے یہ شعر پڑھا

برخانہ ولی لے جہاں کیت ایستاوہ  
بر تخت شہ کہ باشد جز شاہ شہزادہ

حضرت سلطان ولد پر رقت طاری ہو گئی پھر فرمانے لگے المصوفی اولیٰ بخرقۃہ والمواخری بخرقۃہ۔ آپ جس طرح  
ہمارے والد محترم کے زمانے میں خلیفہ اور ہمارے بزرگ تھے۔ آج بھی اسی طرح ہمارے خلیفہ اور قابل احترام شخصیت کے  
حال ہیں۔

آپ نے ۶۸۳ھ میں وفات پائی۔

## حضرت سلطان ولد

آپ حضرت مولانا جلال الدین رومی کے فرزند ارجمند ہوتے ہیں۔ مولانا کے دستِ حق پرست پر آپ نے  
بیعت کی تھی۔ صاحبِ سجادہ بھی ہیں۔ ظاہری و باطنی علوم اپنے والد محترم، شیخ حسام الدین چلیپی اور حضرت خواجہ شمس الدین  
تبریزی سے حاصل کیے۔ مولانا رومی نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ ہمارا ظہور اس لئے ہوا ہے کہ سلطان ولد جیسا پیدا ہو۔  
جو کچھ میں کہتا ہوں میرے اقوال ہیں۔ لیکن اے سلطان ولد! تو میرا فعل اور عمل ہے۔ سلطان ولد فرماتے ہیں کہ ایک روز  
میرے والد ماجد نے ارشاد فرمایا: اے بہاؤ الدین! اگر تو چاہتا ہے کہ بہشت میں ہمیشہ تیرا قیام رہے تو تجھے چاہئے

کہ ہر ایک سے محبت رکھ۔ کسی کی طرف سے دل میں بعض نہ رکھ پھر یہ رباعی پڑھی

بیشے طیبی ز بیچکس پیش مباحش

چوں مہسم و موم و چوں پیش مباحش

نواہی کہ ز بیچکس بتو بد نہ رسد

بدگویی و بد آموز و بد اندیش مباحش

آپ کی ولادت لارنہ میں ۶۲۳ھ میں ہوئی اور رحلت شنبہ کی شب ۱۰ رجب المرجب ۷۱۲ھ کو ہوئی منقول

ہے کہ جس رات کو آپ کا وصال ہوا آپ کی زبان پر یہ شعر تھا

امشب شب آنست کہ بینم شادی

وریاہم از خدائے خود آزادی

سلسلہ کبرویہ کے مشائخ کبار کا ذکر اختتام پذیر ہوا۔

سلسلہ سہروردیہ جس کی نسبت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے ہے

## حضرت ممشاد وینوریؒ

فریسن کے قرب و جوار میں بلاد جنبل میں سے ایک شہر کا نام وینور ہے۔ حضرت ممشاد وینوریؒ عراق کے مشائخ کبار میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ظاہری و باطنی علوم اور کرامات و تصرفات میں اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ حضرت جنید بغدادیؒ کے کمال و اکمل مریدوں میں سے ہیں اور حضرت رویم نوریؒ کے معاصرین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ سے روایت ہے کہ چالیس سال سے بہشت اور اس کی نعمتیں میرے سامنے پیش کی جاتی ہیں مگر نظر بھر کر بھی ان کی طرف نہیں دیکھا۔ آپ نے ۲۹۹ھ میں انتقال فرمایا۔

## حضرت شیخ احمد سودینوریؒ

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی عطار ہے۔ حضرت ممشاد وینوریؒ کے باکمال مریدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ اپنے وقت کے شیخ کمال تھے۔ آپ نے ماہ ذی الحجہ ۳۶۷ھ میں رحلت فرمائی۔

## حضرت شیخ محمد عمویہؒ

عبداللہ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی ہے۔ آپ اپنے وقت کے شیخ کمال تھے۔ حضرت شیخ احمد سودینوریؒ کے مریدین میں شمار کئے جاتے ہیں۔

## شیخ الشیوخ حضرت رویمؒ

ابو محمد، ابو الحسین اور ابوسیدان کی کنیت سے مشہور ہیں۔ آپ کے والد محترم کا اسم گرامی احمد بن یزید بن رویم تھا۔ بغداد سے نسبت توطن ہے۔ اپنے وقت کے جید عالم اور بلند پایہ فقیہ تھے، ظاہری و باطنی میں کمال دستگاہ رکھتے تھے۔ آپ نے ہمیشہ کس نفسی اور تواضع سے کام لیا، اپنے آپ کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے مرید باعفت تھے اور انہیں سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ کا بیان ہے کہ اگرچہ رویم اور جنید میں شاگردی اور استاذ

کا تعلق ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے استاد سے زیادہ کامل تھے میں ان کے ایک بال کو بھی جنید جیسے سوا مشایخ سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔

حضرت شیخ ابو عبد اللہ خفیف کا بیان ہے کہ رویم سے زیادہ کسی نے بھی مجھے قریب سے نہیں دیکھا آپ ہمیشہ توجید کے مضامین بیان کرتے تھے۔ منقول ہے کہ آپ اواخر عمر میں اہل دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے تھے لیکن اپنے مشاغل سے آپ کا تعلق بدستور قائم تھا حضرت جنید بغدادی کا ارشاد ہے کہ ہم فراغت کے باوجود مشغول ہیں اور رویم مشغولیت کے باوجود صفت بھی فانی ہیں۔

آپ نے سزا میں وفات پائی۔ آپ کا مزار بغداد شریف بمقام شونیز ہے۔

## حضرت شیخ ابو عبد اللہ خفیف

آپ کا اسم گرامی محمد اور وطن مالوف شیراز ہے۔ آپ شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اپنے زمانے کے امام اور قطب گزے ہیں۔ ارباب طریقت کے مخروم تھے۔ مجاہدات و ریاضات میں آپ بڑھے پڑھے تھے۔ حضرت رویم کے مریدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے جسین بن منصور حلاج سے آپ کی صحبت گرم رہی ہے۔ ابو الحسین مالکی، ابو الحسین مزینی اور ابو الحسین ذراج وغیر ہم مشایخ سے آپ کی ملاقاتیں رہی ہیں۔ ظاہری و باطنی علوم میں آپ کا مقام بہت بلند تھا، مذہب اشاعی تھے۔ علم تصوف میں بہت سی تصانیف آپ نے یادگار چھوڑی ہیں طریقہ خفیف آپ سے منسوب ہیں آپ کا سداک حضور و نبوت تھا۔

روایات میں آیا ہے کہ شیخ ابو عبد اللہ خفیف نے فرمایا میں نے ابتدائے حال میں حج بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ کیا چنانچہ میں ایک جنگل میں پہنچا میرے پاس ڈول بھی تھا اور رسی بھی۔ پیاس کی شدت ہوئی تو میں ایک کنوئیں پر پہنچا، ایک ہرن پانی پی رہا تھا، میرے پیچھے ہی پانی گہرائی میں چلا گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا، خدایا! عبد اللہ کا مرتبہ اس ہرن سے بھی گرا ہوا ہے۔ ہاتھ غیبی نے آواز دی کہ اس ہرن کے پاس ڈول اور رسی نہیں ہے اس کا توکل صرف ہماری ذات پر ہے اور تو ڈول اور رسی پر بھروسہ کرتا ہے۔ یہ سن کر مجھے اطمینان ہوا اور میں نے ڈول اور رسی پھینک دیے پھر غیب سے آواز آئی ہم نے تو تیرا امتحان لیا تھا، اب جب کہ تیرے اپنی حالت بدل ڈالی ہے ہم بھی تیری جانب رجوع ہوتے ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ چانی کنوئیں کے کنارے پراگیا میں نے خوب رجھاؤ کے ساتھ پانی پیا اور وضو بھی کیا۔

ایک دفعہ کسی نے اطلاع دی کہ مصر میں ایک جوان اور ایک بوڑھا ہر وقت مراقب رہتے ہیں شیخ ابو عبد اللہ خفیف سے روایت ہے کہ میں وہاں پہنچا، میں نے دیکھا کہ دونوں قبلہ کی جانب منہ کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ میں نے تین بار سلام کیا، جواب نہیں ملا۔ پھر میں نے خدا کا واسطہ دے کر سلام کیا۔ اس جوان نے سر اٹھایا اور کہا، اے ابن خفیف! دنیا کی عمر بہت تھوڑی ہے اور اس تھوڑی میں سے تھوڑی باقی رہ گئی ہے۔ اس تھوڑی سی زندگی میں بہت کچھ حاصل کرے۔ اے ابن خفیف! قانع کون ہے جو تو ہم کو سلام میں مشغول کر رہا ہے یہ کہا اور پھر مراقب ہو گیا۔ مجھے بھوک اور پیاس نے سا رکھا تھا، میں سب کچھ بھول گیا۔ ان کے اس قول کا غچہ پر بڑا اثر ہوا کچھ دیر میں وہیں ٹھہرا، ظہر اور عصر کی نمازیں بھی میں نے وہیں پڑھیں پھر میں نے درخواست کی کہ کچھ نصیحت فرمائیے، کہا، اے ابن خفیف! ہم اپنی زبان سے کسی کو نصیحت نہیں کرتے کسی اور کو چاہئے کہ وہ مصیبت زدوں کو نصیحت کرے۔ میں نے وہاں تین دن قیام کیا۔ اس عرصہ میں میں نے دیکھا کہ وہ نہ سوئے اور نہ انہوں نے کچھ کھلایا یا پیا میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ نصیحت تو کریں گے نہیں، اس لئے یہ خیال ہی دل سے نکال دینا چاہئے۔ دفعہ جوان نے سر اٹھایا اور کہا کہ کسی ایسے شخص کی صحبت اختیار کرو جس کے دیکھتے ہی خدا یاد آئے اور تیرے دل پر اس کی ہیبت طاری ہو وہ تجھے زبان حال سے نصیحت کرے، زبان حال سے نہیں۔

آپ نے ۱۰۳۰ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار شہر آذر میں ہے۔ ۹۵ سال کی عمر پائی اور ایک روایت میں ۱۰۴ سال کی عمر بتائی گئی ہے۔

## حضرت شیخ ابوالعباس نہاوندی

آپ کا اسم گرامی احمد بن محمد بن الفضل تھا۔ وطن مالوت نہاوند ہے۔ شیخ جعفر خلدی کے شاگرد رشید اور شیخ ابو عبد اللہ خفیف کے مرید با صفا ہیں۔ شیخ ابوالعباس بڑے باحوصلہ اور اولوالعزم تھے۔ آپ نے ۱۰۳۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے قدموں میں بمقام دہلی ہے۔ اس عاجز نے آپ کے مزار کی زیارت کی ہے۔

## حضرت شیخ نجیب الدین علی مرشد

آپ کا مقام ولادت شیراز ہے اور وطن مالوت شام ہے۔ آپ کو ابتدا سے فقرائے عقیدت تھی۔ فقرا کی صحبت میں آپ کے شب و روز بسر ہوتے تھے آپ کے والد محترم اگرچہ آپ کے لئے اچھے سے اچھا لباس تیار

کراتے اور لذیذ کھانے پکوانے آپ اس طرف مطلق و حیان نہیں دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں دنیا داروں کا لباس نہیں پہنوں گا اور وہ کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا جو نازک مزاج کھاتے ہیں۔ آپ کسبل اڑھتے تھے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید تھے۔ عارف کامل اور بالغ نظر عالم تھے آپ کی انمول باتیں ان گنت ہیں۔ آپ نے ۶۶۰ھ میں وفات پائی۔ مزار عالیہ شیراز میں ہے۔

## حضرت شیخ عبدالرحمن علی مرعشی

ظہیر الدین لقب ہے۔ اپنے والد محترم کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ بڑے صاحب مقام بزرگ تھے جب آپ متولد ہوئے تو شیخ الشیوخ نے اپنے خرقہ مبارک کا ایک ٹکڑا آپ کے بطور تبرک بھیجا دنیا میں سب سے پہلے خرقہ آپ ہی نے زیب تن فرمایا تھا۔

آپ نے ۷۲۶ھ میں رحلت فرمائی۔

## حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی

ابو محمد اور ابوالبرکات آپ کی کنیت ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی وجیہ الدین بن کمال الدین علی شاہ قریشی ہے۔ آپ کا وطن مالوٹ ملتان ہی ہے۔ ظاہری و باطنی علوم میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ فقہ و حدیث اور اصول و فروع میں آپ کو کامل دسترس تھی۔ آپ اپنے عہد کے قطب مدار اور غوث تھے۔ حنفی المذہب شیخ تھے۔ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کے باکمال خلیفہ آپ ہی تھے۔ آپ سے بڑی کرامات ظہور میں آئی ہیں۔ جب آپ حج بیت اللہ سے واپسی پر بغداد پہنچے تو شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضری دی اور ان کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ آپ کے خرقہ طریقت پہننے کی روایت یہ ہے کہ جب آپ شیخ الشیوخ کی خدمت میں باریاب ہوئے تو یہ انتظار رہا کہ شیخ الشیوخ خرقہ پہنائیں گے۔ ایک دن خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور شیخ الشیوخ ان کے حضور ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے ہیں۔ اس گھر میں جہاں آپ نے خواب دیکھا ایک رسی بندھی ہوئی ہے اور اس پر خرقہ لٹکے ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا شیخ الشیوخ نے میرے دونوں ہاتھ پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا تا کہ میں قدم بوسی کا شرف حاصل کر سکوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لٹکے ہوئے خرقوں میں سے ایک خرقہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا عمرو! یہ خرقہ بہاؤ الدین کو پہناؤ۔



شیخ الشیوخ نے ارشاد کی تعمیل کی۔ پھر علی الصباح مجھے طلب کیا جب میں حاضر خدمت ہوا تو میں نے دیکھا ہے کہ وہی مکان ہے اور اسی طرح اسی پر خرقے لٹکے ہوئے ہیں۔ شیخ الشیوخ نے وہی خرقہ جس کی جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اشارہ فرمایا تھا اسی سے اتار کر مجھے پہنایا اور فرمایا، اے بہاؤ الدین:۔ یہ خرقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش ہے اور میں درمیان میں ایک واسطہ کی حیثیت رکھتا ہوں کسی کو اجازت کے بغیر نہیں دے سکتا۔ پھر آپ شیخ الشیوخ سے اجازت لے کر ملتان آئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ طالبان حق کی ہدایت میں مشغول ہوئے۔ آپ کی تعلیم و تلقین سے بہت سے اشخاص نے ہدایت پائی۔ ملتان اور اطراف کے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ آج بھی اس نواح میں آپ کے معتقدین کی کثرت ہے۔ آپ سے بہت سی کرامات کا ظہور ہوا ہے۔

آپ ۶۶ھ میں قلعہ کوتہ کر دیں متولد ہوئے۔ جمعرات کے دن ظہر کی نماز سے فراغت کے بعد، ماہ صفر ۶۶ھ کو آپ نے رحلت فرمائی۔ عمر ایک سو سال کی پائی۔ ملتان میں آپ کا مزار عالیہ ہے۔

## حضرت شیخ فخر الدین عراقی

آپ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے برگزیدہ مریدین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ شیخ الشیوخ کی دختر نیک اختر بھی آپ کے عقد زوجیت میں تھیں۔ آپ کا اصل وطن ہمدان تھا۔ آپ نے صغریٰ سن میں قرآن حکیم حفظ کیا اور سترہ سال کی عمر میں دینی علوم سے فراغت کے بعد درس و تدریس کی مسند پر بیٹھے۔ آپ کا دیوان مشہور ہے لمعات میں آپ کی تصانیف میں سے ہے، بے شمار کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔ آپ نے ماہ ذی قعدہ ۸۸ھ میں وفات پائی۔ ۸۲ سال کی عمر ہوئی ہے۔ آپ کا مزار شیخ محی الدین ابن عربی کے روضہ کے عقب میں بمقام دمشق ہے۔

## حضرت امیر حسین ساوات

حسین بن عالم بن ابی حسین آپ کا اسم گرامی ہے۔ آپ غور کے باشندے ہیں ظاہری و باطنی علوم پر گہری نظر رکھتے تھے، کنز الرموز، زاد المسافرین، نزہۃ الارواح، سوالات اور گلشن راز آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے مریدین میں شامل ہیں۔

آپ نے ۱۰ ایشوال ۱۸۸۵ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مفرخ ہرات میں ہے۔

## حضرت شیخ صدرالدین محمدؒ

کنیت ابوالمغانم ہے۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کے جانشین اور فرزند ارجمند ہیں۔ اپنے والد محترم کے بعد ۸ سال تک طالبان راہ ظہریت کی ہدایت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ آپ سے بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔ آپ نے بروز جمعہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۲۸۴ھ کو وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک علقان میں حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کے مزار عالیہ کے قریب ہے۔

## حضرت شیخ رکن الدینؒ

کنیت ابو الفتح اور لقب فضل اللہ ہے۔ اپنے والد ماجد حضرت شیخ صدر الدین محمد بن شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ اپنے والد محترم اور جد امجد کی مسند فقر و سلوک پر ۵۲ سال تک فائز رہے اور اس عرصہ میں تشنگان علم معرفت کی پیاس بجھائی۔ ظاہری و باطنی علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ کشف و کرامات کا ظہور آپ سے اکثر ہوا ہے۔ اپنے وقت کے عظیم المرتبت شیخ ہوئے ہیں۔

روایات میں آیا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ ایک دفعہ اپنے دادا خسر حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کی خدمت میں سلام کی عرض سے آئیں ان ایام میں شیخ رکن الدین سات ماہ سے بطن مادر میں تھیں حضرت شیخ نے کھڑے ہو کر تعظیم کی۔ آپ کی والدہ کو بڑی حیرت ہوئی حضرت شیخ نے فرمایا یہ تعظیم اس کی ہے جو تمہارے پیٹ میں سات ماہ سے ہے۔ یہ بچہ ہمارے خاندان کا چشم و چراغ ہوگا۔

آپ نے ۹ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۵ھ کو وفات پائی۔ کل عمر ۸۸ سال ہوئی ہے۔ آپ کی آرام گاہ آپ کے والد ماجد کے پہلو میں ہے۔

## حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ

آپ کا اسم شریف بھی آپ کے جد امجد کے اسم گرامی پر سید بخاریؒ ہے۔ بخارا سے سب سے پہلے آپ کے جد امجد سید جلال بخاریؒ نے ہندوستان کا رخ کیا۔ بخارا سے ہندوستان آکر آپ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کے

دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ آپ خود بھی گرامی درویش ہوئے ہیں، ظاہری و باطنی علوم میں اچھی خاصی دستِ گاہ رکھتے تھے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے اور تینوں کے تینوں سعادت آثار اور وفا کیش تھے۔ ان کے نام ہیں:-  
 سید احمد کبیر، سید بہاؤ الدین، سید محمد، سید احمد اکبر کے دولہ کے ہوئے جو بہت زیادہ فرمانبردار تھے۔  
 ان میں سے ایک قطبِ وقت شیخ المشایخ حضرت مخدوم جہانیاں تھے اور دوسرے سید راہجوی قال  
 یہ سب اپنے اپنے وقت کے اولیائے کاملین ہوئے ہیں اگرچہ مخدوم جہانیاں نے ظاہر و باطن میں اپنے والد ماجد  
 کے ہاتھوں تربیت پائی لیکن آپ شیخ رکن الدین بن شیخ صدر الدین بن شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے ہیں۔ آپ اس  
 سلسلہ کی برکات سے بلند مقام پر فائز ہوئے ہیں اپنے زمانے میں فرد خریدتے تھے۔ آپ کو مخدوم جہانیاں اس لئے کہتے  
 ہیں کہ ایک دفعہ عید کے روز آپ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور شیخ صدر الدین غارون کے مزارات پر حاضر  
 ہوئے اور دعا کی، اندر سے آواز آئی کہ حق تعالیٰ نے تجھے مخدوم جہانیاں بنا دیا ہے تیری عید یہی ہے جب آپ حضرت  
 شیخ رکن الدین کے مزار پر آئے تو وہاں سے بھی یہی آواز آئی۔ جب آپ ان مزارات کی زیارت سے فراغت کے  
 بعد باہر نکلے تو ہر شخص کی زبان پر مخدوم جہانیاں کا خطاب تھا۔ آپ سے ان گنت خوارقِ عادات و کرامات کا ظہور ہوا ہے  
 جب آپ مکہ پہنچے تو آپ کی ملاقات امام عبداللہ یافعی سے ہوئی اور دونوں ایک دوسرے سے اتنے مانوس ہو گئے کہ  
 اس کی نظیر نہیں ملتی۔ مکہ مکرمہ سے ہندوستان وارد ہوئے تو دہلی میں حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کی بارگاہِ چشت میں  
 آپ کو خرقہ خلافت ملا۔

آپ شبِ جمعہ میں یکم شعبان ۷۷۰ کو پیدا ہوئے۔ وفاتِ سوچ ڈھلے بروز چہار شنبہ عید الاضحیٰ کے دن ۷۸۵ء  
 میں ہوئی عمر ۱۵ سال پائی۔ آپ کی آرام گاہ اچھٹان میں ہے۔

## حضرت شیخ برہان الدین قطب عالم

کنیت ابو محمد تھی اور اسم گرامی عبداللہ بن ناصر الدین محمد بن مخدوم جہانیاں ہے۔ آپ کا تعلق جس خاندان سے ہے چندے  
 آفتاب و چندے ماہتاب تھا۔ آپ نے روحانی فیوض و برکات اپنے آبا و اجداد سے حاصل کئے ہیں۔ آپ سے بے شمار  
 خوارقِ عادات و کرامات کا ظہور ہوا ہے۔

روایات میں آئی ہے کہ ایک شب آپ نماز تہجد کے لئے اٹھے رات بھیانک تھی اور ہر سواندھیر اچھایا ہوا تھا،  
 پاؤں میں ایک کیل چبھ گئی۔ آپ کو احساس تک نہ ہوا۔ پوچھا تو فرمایا، کوئی کنکر، یا لکڑی یا کیل ہے۔ صبح کو جب لوگوں نے

جاپنچ پڑتال کی توجو الفاظ آپ کی زبان سے نکلے تھے، درست تھے لکڑی کا ٹکڑا تھا اس میں کچھ پتھر ملی کنکریں، کچھ لوہا اور کوئی اور چیز بھی اس میں ملی جلی تھی۔ انسان اگر چاہے تو اس قسم کی ترکیب سے کوئی چیز تیار نہیں کر سکتا۔ آج تک وہ چیز آپ کے وطن احمد آباد میں آپ کے فرزندوں کے پاس موجود ہے۔

آپ کی ولادت ۱۴ رجب المرجب ۱۰۹۹ھ کو ہوئی اور ۸ ذی الحجہ ۱۱۵۶ھ میں طلوع آفتاب کے وقت آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کی عمر ۶۸ سال ۴ ماہ ہوئی ہے۔ آپ کا مزار موضع تبوہ میں ہے جو احمد آباد اور گجرات کے نواح میں ہے۔

## حضرت سراج الدین محمد شاہ عالم

کینت ابوالبرکات اور نام محمد بن قطب عالم ہے اپنے والد ماجد کے خلیفہ مجاز اور مرید تھے۔ آپ خوارق عادات کا ظہور ہوا ہے بڑے صاحب مقام تھے ظاہر و باطن میں آپ کا مقام نہایت بلند تھا، سنتے میں آیا ہے کہ آپ کا حلیہ شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا سے ملتا جلتا تھا، آپ کی عمر، والدین کے اسمائے گرامی حتیٰ کہ دایہ کا نام تک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مماثلت تھی۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک پیرزالہ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھی اس کا چار پانچ سال کا بیٹا ایسا بیمار ہوا کہ جانبر نہ ہو سکا وہ پیرزالہ بیٹے کی موت کے صدمے سے اتنی افسردہ دل تھی کہ مغلوب الحال ہو کر اس نے آپ کا دامن بکڑ لیا اور لگی آہ و فریاد کرنے۔ اس نے گڑ گڑاتے ہوئے کہا جب تک میرا لڑکا مجھے نہیں مل جائے گا میں آپ کا دامن ہرگز نہ چھوڑوں گی۔ جب آپ نے دیکھا کہ اس کی بے قراری اتہا کو پہنچ چکی ہے تو آپ نے اسے تسلی دلاسا دیا اور اندر تشریف لے گئے۔ آپ کا بھی ایک چھوٹا سا لڑکا تھا آپ نے اسے گود میں لے کر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا کی خدایا! اس لڑکے کے بجائے یہ لڑکا حاضر ہے۔ اسی وقت آپ کا لڑکا فوت ہو گیا۔ باہر آ کر آپ نے اس ضعیفہ سے فرمایا، اپنے گھر جا تیرا لڑکا زندہ ہو گیا ہے جب وہ عورت اپنے گھر پہنچی تو دیکھا کہ اس کا لڑکا زندہ اور صحیح سلامت موجود ہے۔

آپ کی پیدائش ۶ رزی قعدہ ۸۱۶ھ کو ہوئی اور شب شنبہ میں ۲۰ جمادی الآخر کو ۸۸۵ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ ۶۳ سال عمر پائی۔ آپ کا مزار احمد آباد میں ہے۔

اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ غوث الثقلین حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کی روح پر فتوح کے فیضان سے سلاسل قادریہ، چشتیہ، کیریویہ و سہروردیہ کے اکابر کے حالات مکمل ہوئے۔ محققین سے کہہنی نوع انسان کے امور آخرت کے انتظام اور نظام عالم کی بقا کا دار و مدار انہی سلاسل پر ہے۔ ملت اسلامیہ کے اکثر و بیشتر خواص و عوام انہی سلاسل سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ان سلاسل کے بغیر ایصال الی المطلوب سہل نہیں ہے اور یہ دشوار ہے کہ کوئی شخص متاع ایمان رہزنیوں کی دست برد سے محفوظ رکھ سکے۔ ان سلاسل سے انتساب کے بغیر آخری نجات کا تصور بھی محال ہے جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بروز قیامت ایک شخص کا دامن اعمال سے خالی ہوگا اور اسے اپنی نجات کی طرف سے یا یوسی ہوگی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے میرے بندے! کیا فلاں محلہ میں میرے دوست سے تیری جان پہچان ہے۔ وہ عرض کرے گا کہ ہاں میں اسے پہچانتا ہوں، خدا فرمائے گا، جا میں نے اس کے صدقے میں تجھے بخش دیا۔

جب یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ ان سلاسل سے وابستگی میں نجات کا راز مضمر ہے اور اولیاء اللہ کی دوستی اور ان کی سیرت کی اتباع آخرت میں فائدہ مند ثابت ہوتی ہے تو ہر شخص پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی نہ کسی سلسلے سے وابستہ کرے، اسی امید پر اس احقر نے بھی اپنے آپ کو سلسلہ قادریہ میں داخل کر لیا ہے اور امام الاولیاء شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کا دامن اپنے ہاتھ میں تمام لیا ہے تاکہ اس برکت سے کوئین کی سعادت نصیب ہو۔ امید ہے کہ حق تعالیٰ اس سلسلہ کی برکت سے اس ناچیز کی بخشش فرمائے۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ان تمام سلاسل میں جن اسمائے گرامی کا مذکور آیا ہے صرف انہی پر موقوف نہیں ہے بلکہ اولیاء اللہ اور بھی ہیں جو ہر اعتبار سے کمال کا درجہ رکھتے ہیں لیکن چونکہ ان کی تاریخ ہائے ولادت و وفات اور دیگر حالات کا سرخ نہیں مل سکا اور اس صورت میں بے ترتیبی کا خطرہ بھی تھا اس لئے انہی چند اکابر و مشائخ کے حالات و واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ہاں البتہ ایسے اکابر و مشائخ کا ذکر جو متقدمین و متاخرین میں ہوئے ہیں اور جن کے حالات کا بقیہ سین علم نہ ہو سکا علیحدہ فصل میں کیا جاتا ہے۔

# نامعلوم السلاسل مشایخ

## کاتذکرہ

### حضرت مالک دینار

آپ کا تعلق تبع تابعین سے ہے اپنے وقت کے شیخ کامل اور مرشد خلق تھے۔ حضرت نواجہ حسن بصری کے فیض صحبت سے آپ کو بہرہ اندوزی کے مواقع نصیب ہوئے۔ آپ کو مالک دینار اس لئے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کشتی میں سوار ہوئے، جب کشتی منجدھار میں پہنچی تو اہل کشتی نے آپ سے کرائے کا مطالبہ کیا، آپ کے پاس کچھ بھی نہ تھا جب آپ نے اپنی بے سروسامانی کا ذکر کیا تو ملاخوں نے آپ کو اتنا پٹیا کہ آپ بے ہوش ہو گئے، جب آپ ہوش میں آئے تو اہل کشتی نے پھر کرایہ کا مطالبہ کیا، آپ نے وہی جواب دیا جو پہلے تھا۔ پھر اہل کشتی نے مار پٹائی کی اور یہ دھکی دی کہ ہم آپ کے ہاتھ پر باندھ کر دریا میں ڈال دیں گے۔ اس دھکی کا دینا تھا کہ دریا کی مچھلیوں نے سر ابھارا ان کے منہ میں ایک ایک دینار تھا۔ آپ نے ایک دینار لیا اور ملاخوں کو دے دیا۔ اہل کشتی اس کرامت سے متاثر ہو کر لگے معذرت کرنے اور آپ کے قدموں میں گرنے، آپ کشتی سے اتر کر دریا کی سطح پر پایاب چلنے لگے اور اہل کشتی کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

آپ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو دو انعام عطا فرمائے ہیں جو جبریل و میکائیل ایسے مقرب فرشتوں کو بھی نہیں ملے ایک ان میں سے فا ذکر و فی اذکر کہ (پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) اور دوسرے ادعو فی استجب کہ (مجھ سے طلب کرو میں تمہیں عطا کروں گا) آپ کا ارشاد ہے کہ میں نے کسی صحیفہ آسمانی میں یہ بات لکھی دیکھی ہے کہ جو عالم دنیا کی طلب کرتا ہے تو کم سے کم سزا جو میں اسے دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس سے ذکر و مناجات کی صلاحیت چھین لیتا ہوں۔ وہ لذت ذکر و فکر سے محروم ہو جاتا ہے۔ آپ کی وفات ۱۳۶ھ میں ہوئی۔

### حضرت شیخ حبیب عجمی

آپ ابو محمد کنیت سے مشہور ہیں۔ سرزمین فارس سے تعلق رکھتے تھے۔ حبیب عجمی کے نام نامی سے یاد کیے

جاتے ہیں۔ آپ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے مریدین میں سے ہیں۔ اکثر و بیشتر مشایخ سے آپ کو ملاقات کا اتفاق ہوا۔ روایات میں آیلہ ہے کہ ایک جوئی کو تختہ دار پر لٹکایا گیا لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہے اور حلقہ بہشتی زیب تن کئے ہوئے ہے۔ اس سے پوچھا گیا کہ تو نے خون کیا تھا تجھے یہ مرتبہ کیسے ملا۔ اس نے کہا جب میں تختہ دار پر تھا، خواجہ حبیبؒ مجھے وہاں سے گزے اور انہوں نے میرے حق میں دعا کی اس دعا کی برکت سے مجھے یہ درجہ قدرت نے عطا کیا ہے۔

آپ نے ۶۵۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک بصرہ میں ہے۔

## حضرت شیخ سفیان ثوریؒ

آپ ابو عبد اللہ کی کنیت سے یاد کیے جاتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سعید تھا۔ کوفہ آپ کا اصل مولد و منشا ہے۔ اپنے وقت کے ہادی و مرشد اور مرجع خلائق تھے۔ ظاہری و باطنی علوم پر آپ کی عمیق نظر تھی۔ امت مسلمہ کے پانچ مجتہدوں میں آپ کا شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت امام اعظمؒ کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہیں۔ آپ نے متعدد مشایخ کبار سے کسب فیض کیا تھا۔ ۲۳ سال مسلسل آپ نے شب بیداری کی۔ آپ کا ارشاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیث بھی مجھ تک پہنچی ہے میں نے اس پر عمل کیا ہے ایسی کوئی بھی حدیث نہیں ہے جسے میں نے سنا ہو اور اس پر عمل نہ کیا ہو۔

روایات میں آیا ہے کہ آپ کسی سے کوئی شے قبول نہ فرماتے تھے اور بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ فرمایا کرتے۔ اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ اس دنیا میں کوئی عاجز و در ماندہ نہیں ہے تو میں اس سے ضرور کچھ نہ کچھ طلب کروں۔ اس کے احسان کا بوجھ میں ضرور اپنے کاندھے پر اٹھا لوں گا لیکن میں جانتا ہوں کہ کبھی محتاج ہیں کوئی بھی ایسا نہیں جو کسی کی حاجت روائی کر سکے، ایک دفعہ آپ اتنے علیل ہوئے کہ صاحب فرانس ہو گئے۔ خلیفہ وقت نے آپ کے علاج معالجے کے لئے ایک مجوسی طبیب کو آپ کے پاس بھیجا۔ اس طبیب نے جو اپنے فن میں ید طولیٰ رکھتا تھا مرض کی یہ تشخیص کی کہ خدا کے خوف سے اس خدا رسیدہ بزرگ کا جگر خون ہو چکا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پیشاب کی راہ باہر نکل رہا ہے۔ اس طبیب نے یہ نقشہ دیکھا تو کہا، جس دین کے محافظ ایسے لوگ ہوں گے تو دین کے باطل ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اور فوراً آپ کے دست حق پرست پر توبہ کر کے مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ خلیفہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو کہا میں نے تو بیمار کے پاس علاج معالجے کے لئے طبیب کو بھیجا تھا مجھے کیا خبر تھی کہ بیمار طبیب کے پاس

پہنچا ہے۔

حضرت شیخ عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ میں اپنی زندگی میں ایک ہزار سو بزرگوں سے یہ بات سنی ہے کہ سفیان ثوری سے زیادہ لائق و فائق بزرگ ہم نے کہیں نہیں دیکھا۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک نوجوان کسی وجہ سے حج بیت اللہ کے لئے سفر نہیں کر سکا۔ اس پر اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھری۔ آپ نے فرمایا میں نے چارج کئے ہیں سب کا ثواب تجھے بخشا لیکن یہ آہ تو نے بھری ہے مجھے وید سے اس نے کہا میں نے آپ کی نذر کر دی۔ رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے، اے سفیان! تو نے اس تجارت میں وہ نفع کمایا ہے کہ اگر اسے تمام اہل عرفات پر تقسیم کیا جائے تو وہ سب اصحاب مال و منال ہو جائیں۔ آپ سے روایت ہے کہ گریہ کے دس حصے ہیں۔ نو حصے تو ریاکاری اور ظاہر داری کے ہیں اور ایک محض خدا کے لئے اور اس کی خوشنودی کے لئے ہے اس ایک حصہ کا ایک قطرہ بھی آنکھوں سے بہ نہ سکے تو یہ قطرہ اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہ سکتا اور یہ قطرہ بہت غنیمت ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ محض ٹاٹ کے کپڑے پہننے اور جوگی روٹی کھانے کا نام فقر نہیں ہے نہ سے زہد و تقویٰ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ حقیقت میں زہد دنیا سے بے تعلق کا نام ہے جہاں تک ہو خواہشات کم جائیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خدا کے حضور ہزاروں گناہوں کا ارتکاب کرنے کے بعد حاضری اس سے زیادہ سہل ہے کہ تجھ سے ایک گناہ سرزد ہو اور تو مخلوق کے درمیان اس سے ملاحظہ ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ جس حالی میں بھی انسان ہے خدا پر تہمت یا الزام نہ لگائے جو کچھ بھی تجھ پر مصیبت ٹوٹے اسے سہار لے خدا کو مورد الزام نہ قرار دے۔

آپ نے بصرہ میں ۳ شعبان ۱۶۱ھ میں رحلت فرمائی۔ ایک روایت کے بموجب سنہ وفات ۱۶۲ھ ہے۔ آپ نے ۳۴ سال عمر پائی۔ جب آپ کی میت کو غسل دیا جارا تھا تو لوگوں نے آپ کی پیشانی پر یہ لکھا ہوا دیکھا "فیکفیکہم اللہ"

## حضرت داؤد بن نصر طائیؒ

ابو سلیمان آپ کی کنیت ہے۔ آپ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ہوتے ہیں۔ حبیب راعی کے مریدوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ مشائخ متقدمین میں سے تھے ظاہری و باطنی علوم میں یدِ ملوئی رکھتے تھے۔ علم فقہ میں آپ کو امام الفقہاء کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ اور سلطان ابراہیم بن ادہم کے ساتھ آپ کی صحبتیں گرم رہتی تھیں۔ یہ کوئی معمولی بات نہ تھی۔



روایات میں آیا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں بیٹھا ہوا آپ کی طرف ٹٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہا تھا، آپ نے فرمایا جس طرح بسیارگوئی میں مضرت ہے اسی طرح بسیار بینی بھی کراہت سے خالی نہیں — آپ نے فرمایا، اسے لڑکے! اگر تو عافیت کا طالب ہے تو دنیا سے بے تعلقی تیرے حق میں بہتر ہے۔

آپ کی وفات ۱۶۲ھ میں ہوئی۔ دوسری روایت کے بموجب ۱۶۵ھ میں یہ سانحہ پیش آیا۔ آپ کا مزار بغداد شریف میں ہے۔

## حضرت عتبہ بن غلام

ابان بن صموءل آپ کے والد ماجد کا ام گرامی ہے۔ متقدمین میں کشف و شہود بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری کے مریدین میں داخل ہیں۔ آپ اکثر روزہ سے بستے تھے۔ ایک روز آپ حضرت خواجہ حسن بصری کی معیت میں دریا کے کنارے تشریف لے گئے اور دریا کی سطح پر پایاب چلنے لگے۔ حضرت خواجہ حسن بصری نے ازراہ تعجب دریافت فرمایا، اے عتبہ! تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوا۔ آپ نے جواب دیا، تیس سال سے آپ وہ کچھ کرتے ہیں جس کی آپ کو غیب سے تلقین کی جاتی ہے اور میں وہ کچھ کرتا ہوں جو اس کی منشا ہوتی ہے۔ یہ اشارہ ایثار و شجاعت اور شیوہ تسلیم و رضا کی جانب تھا۔ آپ تمام رات یہی رٹ لگاتے رہتے کہ اگر تو مجھے سزا کے شکنجے میں کھینچے تو بھی میری دوستی میں فرق نہیں آسکتا۔ اگر عفو و درگزر سے کام لے تو بھی میری دوستی برقرار رہے گی۔

ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یہ درخواست کی کہ میں آپ سے کراہت کا طالب ہوں۔ آپ نے فرمایا کیسے کیا طلب ہے؟ اس شخص نے عرض کیا، تازہ کھجوریں مہیا فرما دیجئے۔ یہ موسم کھجوروں کا نہ تھا آپ نے فوراً ہی اس کے ہاتھ میں ایک زنبیل دی جس میں تازہ کھجوریں بھری ہوئی تھیں۔

آپ نے ۱۶۶ھ میں وفات پائی۔

## حضرت امام عبداللہ بن مبارک

حضرت امام عبداللہ بن مبارک حضرت امام اعظم کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہیں۔ جامع علوم و فنون شیخ تھے۔ صاحب کشف و شہود اور حامل کمالات تھے۔ حضرت سفیان ثوری اور فضیل بن عیاض آپ کے معاصرین میں سے تھے۔ آپ نے بڑے بڑے مشایخ کی آنکھیں دیکھی ہیں۔

روایات میں آیا ہے کہ آپ ایک دن ایک گلی سے گز رہے تھے آپ نے ایک خاقد البصر سے ارشاد فرمایا۔ عبداللہ بن مبارک آ رہا ہے تجھے جس چیز کی خواہش ہے اس سے مانگ لے۔ نابینا نے عرض کیا، دعا کیجئے میری آنکھوں میں روشنی آجائے۔ آپ نے دعا کی اور اسی وقت وہ بینا ہو گیا۔

صاحب کشف المحجوب نے تحریر کیا ہے کہ امام عبداللہ بن مبارک کی والدہ ماجدہ ایک دن باغ میں کسی کام سے گئیں۔ دیکھا کہ آپ محو خواب ہیں اور ایک آردھا منہ میں پھول لیے ہوئے آپ کے اوپر سے مکھیاں اڑا رہی ہیں۔ آپ ۱۱۸ھ میں متولد ہوئے۔ ماہ رمضان میں ۱۸۱ھ کو آپ نے وفات پائی۔

## حضرت محمد صبیح المشہور بن سماک

ابوالعباس آپ کی کنیت ہے۔ آپ اولیائے متقدین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ بڑے صاحب کشف تھے۔ حضرت سفیان ثوری کی صحبت میں شب و روز رہتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تواضع کی اعلیٰ درجے کی مثال یہ ہے کہ اپنے آپ کو کسی پر ترجیح نہ دی جائے۔ نیز آپ کا ارشاد ہے کہ طمع ایک رسی ہے جو گردن میں پڑی رہتی ہے اور اس سے پاؤں بندھے ہوئے ہیں۔ ان بندھنوں کو دور کر دے تاکہ نجات کی صورت پیدا ہو۔ آپ نے ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شفیق بن ابراہیم بلخی رحمة اللہ علیہ

کنیت ابوعلی ہے۔ بلخ آپ کا وطن ہے۔ صاحب کمالات بزرگ تھے اور اپنے وقت کے امام خیال کیے جاتے تھے۔ حضرت موسیٰ کاظم سے ملاقات کا شرف حاصل تھا۔ سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی کی ہم نشینی کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ حنفی المذہب شیخ تھے۔ آپ نے ایک دن سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی سے دریافت کیا کہ آپ کی معاشی زندگی کے انداز اور طور طریق کیا ہیں؟ انہوں نے فرمایا، کچھ مل جاتا ہے تو شکر اور نہیں ملتا تو صبر، آپ نے فرمایا کہ خراسان کے رہنے والے بھی اسی طریق پر کار بند ہیں سلطان ابراہیم نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا کیا طریق ہے، آپ نے فرمایا جب کچھ ملتا ہے تو ایشار کا شیوہ اختیار کرتا ہوں اور نہیں ملتا تو شکر کرتا ہوں، سلطان نے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا، بے شک آپ بڑے ہوئے ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور یہ عرض کیا، حضرت! میں نے حد درجہ معاصی کا ارتکاب کیا ہے

اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا تو نے آنے میں بڑی تاخیر کی، اس نے عرض کیا، نہیں حضرت! میں نے تو عجلت سے کام لیا ہے دریافت فرمایا اس کی دلیل اور اس کی علت عرض کیا، جو شخص موت سے پہلے توبہ کر لے اگرچہ اس نے یہ کام یہ میں کیا ہے لیکن پھر اس نے جلدی کی ہے۔ شیخ نے فرمایا، تین چیزیں فقر و سلوک کی خصوصیات ہیں۔ فراغت دل، حساب میں نرمی، نفس کی راحت اور تین ہی چیزیں دولت مندوں کی خصوصیات ہیں داخل ہیں۔ رنج تن، شغل دل اور حساب کی سختی۔ آپ نے ۱۹۲۴ء میں شہادت پائی بخندان میں آپ کی آرام گاہ ہے۔

## حضرت شیخ یوسف اسباطؒ

ظاہری و باطنی علوم میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ صاحب کشف و شہود بزرگ تھے، تجرید و توکل آپ کا شیوہ تھا۔ حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ نے آپ کو تابعین کے زمرہ میں شمار کیا ہے۔

روایت ہے کہ آپ نے ستر ہزار درہم خیرات میں پائے تھے لیکن اپنے اوپر آپ نے ان میں سے ایک درہم بھی صرف نہیں کیا، ساری کی ساری رقم فقرا و مساکین پر تقسیم کر دی، کھجور کے پتوں کی رسی بٹتے تھے اور اس کی اجرت سے اپنی غذا ہتیا کرتے تھے۔

آپ نے ۱۹۰۶ء میں وفات پائی۔

## حضرت ابوسلیمان دارانیؒ

عبدالرحمن بن احمد بن عطیہ اسم گرامی ہے۔ شام کے متقدمین اولیائے کرام میں سے ہیں، زہد و تقویٰ میں یگانہ و فرد مانے جاتے تھے۔ داران دمشق کے مضافات میں سے ایک گاؤں کا نام ہے۔ آپ سے کسی شخص نے پوچھا کہ معرفت کی حقیقت کیا ہے۔ جواب میں ارشاد فرمایا کسی ایک کے سوائے اور کسی کی طلب دل میں نہ ہو۔

آپ نے ۲۱۵ھ میں وفات پائی۔ موضع داران میں آپ کی آرام گاہ ہے۔

## حضرت شیخ بشر مرسیؒ

غیاث آپ کے والد ماجد کا اسم شریف ہے اور وہ زید بن الخطاب کے مولیٰ تھے۔ متقدمین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ مرسی آپ کا مقام ولادت اور زاد بوم ہے۔ یہ مقام مصر کے مضافات میں ایک گاؤں ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ جس

دل میں دنیا اپنا شیمین بنا لیتی ہے، اس دل سے آخرت اپنی رخت سفر باندھ لیتی ہے، آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ تا وقتیکہ کتاب و سنت کی روشنی میں مجھے دو معتبر اور ثقہ اشخاص کی شہادت نہ ملے مجھ پر اس گروہ کی کسی بات کا اثر نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا: جملہ اعمال میں بہترین عمل وہ ہے جو خواہش نفس کی پامالی کی جانب میلان رکھتا ہو۔ آپ کی وفات ذی الحجہ میں ۲۱۸ھ کو ہوئی۔ ایک دوسری روایت سے سنہ وفات ۲۱۹ھ ثابت ہے۔

## حضرت شیخ فتح بن علی موصلیؒ

آپ موصل کے باشندے ہیں اور یہاں کے اولیائے کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ تیس بزرگان دین کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے وقت کا ابدال تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں پہلی بار عبداللہ بن ریحق سے ملا تو آپ نے فرمایا، اے خراسانی! چار چیزیں میرے سامنے ہیں۔ آنکھ، زبان، دل اور ہوا۔ آنکھ کسی ایسے مقام پر نہ پڑے جو مناسب نہیں۔ زبان سے ایسی بات نہ نکال کہ جو تیرے دل میں نہیں ہے اور خدا کو اس کا علم ہے۔ خیانت اور تکبر سے دل کی نگہداشت کر۔ نفس کی خواہش اور مانگ پر کڑی نظر رکھ اس سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کر۔ اگر یہ چاروں چیزیں اس شان کی نہ ہوں تو سر پر خاک ڈال کہ وہ پھر تیرے لئے حرام نصیبی کا موجب ہیں۔

آپ نے بروز عید اصحیٰ ۲۲۰ھ کو وفات پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عید کے دن جب آپ نے لوگوں کو قربانی کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا، اے خدا تو جانتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ میں تیری راہ میں اس کی قربانی دوں۔ میں یہ کر سکتا ہوں۔ انگلی اپنے حلقوم پر رکھی۔ اور گر پڑے لوگوں نے بڑھ کر اٹھایا تو دیکھا کہ آپ کی روح پرواز کر چکی تھی۔ ایک سبز رنگ کی لکیر آپ کے حلقوم پر تھی۔

## حضرت شیخ بشر حافیؒ

ابو نصر آپ کی کنیت ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم شریف حارث بن عبدالرحمن بن عطاء بن ہامان بن عبداللہ ہے۔ مرو کے قدیم باشندے ہیں مشایخ متقدمین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کا مقام بلند تھا اور بے شمار کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔ آپ کا قیام زیادہ تر بغداد میں رہا۔ عراق کے اوتاد میں سے تھے۔ آپ اپنے ماموں علی خیسوم کے مریدین میں سے تھے۔ امام احمد بن حنبل اور فضیل بن عیاض کی صحبت میں نشست و برخاست تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب تک آپ زندہ رہے بغداد کے راستے میں کسی چوہا پیہ نے گوبر اور کسی پرندہ نے بیٹ نہیں کی اور یہ اس لئے کہ آپ بالعموم برہنہ پارہتے تھے۔

ایک دن کسی چوپائے نے راستے میں گوبر کر دیا تو عام طور پر یہی سمجھا گیا کہ بشر حافی انتقال فرمائے ہیں جب اس معاملہ کی تحقیق کی گئی تو اندیشہ کی تصدیق ہو گئی۔

روایات میں آیا ہے کہ آپ نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ انہوں نے فرمایا، اے بشر! تجھے علم ہے کہ خدا نے تجھے اپنا محبوب کیوں بنا لیا ہے اور معاصرین میں تیرا مقام بلند کیوں ہے، عرض کیا مجھے علم نہیں۔ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ تم میری سنت پر عمل پیرا ہو۔ اور جو صالحین ہیں ان کا دل سے احترام کرتے ہو۔ اپنے بھائیوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہو۔ تمہیں مجھ سے اور میرے اہل بیت سے بھی محبت ہے۔

ابن کثیر شامی کی روایت کے بموجب آپ بغداد میں ۲۵۲ھ میں متولد ہوئے۔ آپ نے بروز چہار شنبہ ۱۰ محرم ۲۲۷ھ کو رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار بغداد کے بیرونی حصے میں واقع ہے جب آپ نے رحلت فرمائی تو آپ کے مکان سے لوگوں نے جنات کے رونے کی آواز سنی۔ وصال کے بعد لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا، آپ سے پوچھا گیا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا فرمایا، بخش دیا مجھے بھی اور انہیں بھی جو میرے جنازہ میں شریک تھے اور انہیں بھی جو قیامت تک مجھ سے تعلق خاطر اور دوستی رکھیں گے۔

## حضرت شیخ احمد بن الحواریؒ

کنیت ابو الحسن ہے اور وطن مالون دمشق۔ آپ حضرت ابو سلیمان دارانی کے مرید با صفا ہیں۔ آپ کے والد ماجد بھی بڑے عابد و زاہد تھے آپ کا خاندان ایں خانہ ہمہ آفتاب است کا مصداق تھا۔ آپ کا شمار شیخ کبار میں ہوتا ہے۔

روایت یہ ہے کہ آپ نے اپنے پیشوا سے یہ عہد کیا تھا کہ آپ کبھی ان کے احکام کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔ ایک دن اپنے شیخ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ تنور گرم ہے اس کے بائے میں کیا ارشاد ہے حضرت شیخ نے کوئی جواب نہیں دیا آپ نے تین بار کہا۔ حضرت ابو سلیمان نے بار بار کی گفتگو سے تنگ آ کر فرمایا، جاؤ اور وہاں بیٹھو۔ حضرت ابو سلیمان مقدوسی دیر اپنے کسی خیال میں محو ہے پھر یاد آیا کہ میں نے احمد سے کیا کہا تھا، فرمایا، احمد کو دیکھو وہ کہاں ہیں۔ تنور پر گئے تھے جب آپ کو تلاش کیا گیا تو آپ تنور کے اندر موجود ہوں گے ایک بال بھی آگ میں نہ جلا تھا۔

آپ کی وفات ۲۲۳ھ کو ہوئی۔

## حضرت حاتم بن عنوان اصم

ابو عبد الرحمن کنیت ہے۔ قدیم وطن بلخ ہے، حنفی المذہب تھے حضرت شیخ شیفیق بلخی کے مریدوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے ظاہری و باطنی علوم پر گہری نظر رکھتے تھے۔ آپ کو جو اصم (بہرا) کہتے ہیں اس کی حقیقت یہ ہے کہ آپ بہرے نہ تھے کسی حکمت سے آپ بہرے بن گئے تھے۔ ایک دفعہ ایک ضعیفہ آپ سے بات کر رہی تھی۔ باتیں کرتے کرتے آپ اس سے کچھ پرے ہٹ گئے۔ یہ احساس مٹانے کے لئے کہ آپ نے اس کی بات کیوں نہیں سنی، بولے کہ ذرا بلند آواز سے بولو۔ میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی۔ گویا آپ اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ آپ گراں گوش ہیں اس سے ضعیفہ کو بڑی خوشی ہوئی۔ شدہ شدہ آپ کا لقب اصم مشہور ہو گیا۔

ایک دفعہ آپ کہیں سفر پر تھے کسی نے اس اثنا میں آپ سے نصیحت کی درخواست کی، فرمایا اگر حامی و ناصر کی آرزو ہے تو خدا کافی ہے اگر ہمراہیوں کی جستجو ہے تو کراما کا تبین کفایت کرتے ہیں اگر عبرت کی ضرورت ہے تو اس کے لئے دنیا کافی ہے اگر مونس کی خواہش ہے تو قرآن حکیم سے زیادہ بہتر مونس کون ہوگا۔ اگر کام چاہئے تو عبادت الہی سے شغل رکھو کیونکہ اس سے بڑا اور کوئی کام نہیں اگر وعظ چاہتے ہو تو موت کافی ہے اگر جو کچھ میں نے کہا۔ یہ ناپسند ہے تو پھر دوزخ کافی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ شہوت کی تین قسمیں ہیں، ایک کھانے کی خواہش، دوسری بول چال کی خواہش اور تیسری دیکھنے کی خواہش، لہذا اپنی حفاظت کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ زبان سے سچ بولنے اور آنکھ سے عبرت کے ساتھ دیکھنے کی عادت ڈالو۔

آپ کی وفات ۳۷۰ھ کو بلخ کے لواح میں بمقام موضع ہجر واقع ہے۔

## حضرت شیخ احمد بن خضرویہ

کنیت ابو حامد ہے۔ آپ بلخ کے باشندے تھے۔ حضرت حاتم اصم کے مریدین میں آپ کا شمار تھا۔ خراسانی مشائخ میں سے ہیں سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی، حضرت شیخ بایزید بسطامی، البوتربا بن شبلی اور ابو حفص حداد سے آپ کو ملاقات کا شرف حاصل تھا آپ کا تعلق گروہ ملائیت سے تھا۔ شیخ احمد خضرویہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص درویشوں کی خدمت میں مہم تن منہماک رہے گا تین باتوں میں ممتاز ہوگا۔ تواضع، حسن ادب اور سخاوت، نیز آپ نے فرمایا، خواب نخلت سے زیادہ گراں کوئی خواب نہیں۔ آپ کی وفات ۳۷۰ھ میں ہوئی آپ نے ۹۵ سال کی عمر پائی۔ مزار بلخ میں ہے۔

## حضرت ابو العباس شیخ حمز بن محمد شامی محاسبی

ہرات کے متقدمین مشایخ میں سے ہیں۔ آپ بڑے مستجاب الدعوات تھے آپ نے فرمایا جس شخص کو اولیاء اللہ کی صحبت سے کوئی فیض اور کوئی منفعت حاصل نہ ہو اس پر کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔  
آپ کی وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی۔

## حضرت شیخ ذوالنون مصری

کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ بصرہ آپ کا قدیم وطن تھا متقدمین اولیاء اللہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے تھے۔

روایات میں آیا ہے کہ چالیس سال تک رات دن کے مشاغل کا یہ عالم رہا کہ آپ نے دیوار تک کا سہارا تک نہیں لیا۔ دوزانو بیٹھے رہے اس کے علاوہ کوئی اور شست بھی اختیار نہیں کی۔ آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ اتنی ریاضت اور محنت شاقہ کیوں کرتے ہیں فرمایا کہ مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں خدا کے حضور بندوں کی طرح نہ بیٹھوں۔ محاسبہ کا طریق آپ کی جانب منسوب ہے آپ کی تمام گفتگو توحید و تجرید کے موضوع پر ہوتی آپ کا مذہب و مشرب شیوہ تسلیم و رضا تھا۔  
آپ نے ۲۴۲ھ میں بمقام بغداد شریف رحلت فرمائی۔ ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ حضرت ذوالنون مصری کی کنیت ابو فیض تھی اور آپ کا اسم گرامی ثوبان بن ابراہیم آپ کا اصل وطن صمیم مصر ہے۔ امام مالک کے شاگردوں میں آپ کا شمار تھا اور حضرت اسرافیل کے مریدوں میں سے تھے۔ آپ بلند پایہ شیوخ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ سرگروہ اہل ملامت تھے۔ مجاہدہ و ریاضت آپ کا شیوہ اور کشف و کرامات آپ کا مقدس شغل تھا۔ توحید و تجرید میں بکیتائے روزگار اور وجد العصر تھے۔ عارف باکمال تھے۔ جب تک آپ زندہ رہے اپنے آپ کو کچھ اس انداز میں مخفی رکھا کہ کسی پر آپ کے مقام کا راز نہ کھل سکا۔ کشف و کرامات میں آپ کی شہرت تھی اتنی کرامات کا آپ سے ظہور ہوا کہ حیطہ بیان میں نہیں آسکتی۔

ایک دفعہ آپ ایک جماعت کے ہمراہ ایک کشتی میں سوار ہوئے اہل کشتی میں سے کسی کا موتی گم ہو گیا سب نے آپ پر شبہ کا اظہار کیا صرف یہی نہیں بلکہ آپ کو طرح طرح کی اذیتیں بھی دیں اور برا بھلا بھی کہا۔ جب معاملہ انتہا کو پہنچ گیا تو آپ نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا، بارالہ! تو جانتا ہے کہ میں نے اس کا موتی نہیں لیا، زبان سے یہ کہنا تھا کہ ہزاروں پھلیوں نے دیر سے باہر اپنے سرنکالے اور ان میں سے ہر ایک کے منہ میں ایک ایک موتی تھا۔ آپ نے ان میں سے ایک موتی اس شخص کے حوالے

کر دیا۔ اہل کشتی نے جیسا یہ نقشہ دیکھا تو آپ کے قدموں میں گر پڑے اور سب نے اپنی زیادتیوں کی معذرت چاہی یہ روایت صحابہ کشف المحجوب نے حضرت ذوالنون مصری کی زبانی نقل کی ہے۔

آپ نے فرمایا جب بھی میں نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا تو مجھ سے خدا کی نافرمانی کا جرم ضرور سرزد ہوا یا کم سے کم اس کی نافرمانی کا قصد میں نے ضرور کیا جب آپ نماز میں مشغول ہوتے تو عرض کرتے خدایا! کن پیروں سے تیری بارگاہ میں حاضری دوں، ایسی زبان کہاں سے لادوں جو تیرا زبان بیان کیے ایسی آنکھ کہاں سے حاصل کروں جو تیرے قبلہ کا نظارہ کر سکے۔ کس زبان سے تیرا نام لوں۔ خدایا! میں تہیستی اور بے سرو سامانی کے عالم میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا، راہ راست پر وہ سے جس کے دل میں خوفِ خدا ہے جب خدا کا ڈر ہی دل سے جاتا رہا تو پھر راستے سے قدم ہٹ جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ درویش کی شان یہ ہے کہ وہ کسی کے بدل جانے سے اپنے اندر تبدیلی نہیں آنے دیتا آپ نے فرمایا اس پیٹ میں معرفت ہرگز نہیں ٹھہرتی جو ہر وقت کھانے سے بھرا ہے نیز آپ نے فرمایا عوام گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور خواص غفلت سے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی محبت کی علامت اور اس کا نشان یہ ہے کہ تو خدا کے حبیب کی اتبع، اخلاق و افعال اور اوامر و نواہی میں کرتا رہے۔

حضرت شیخ سے کسی نے دریافت کیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار کون ہے فرمایا کہ جو اپنی زبان پر قابو رکھے کسی نے دریافت کیا کہ توکل کی شناخت کیا ہے فرمایا، مخلوقات سے طمع نہ رکھی جائے۔ دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ مہموم کون رہتا ہے، فرمایا وہ جس کی عادت میں نقص اور خلاق میں کوتاہی ہو۔ آپ دریافت کیا گیا کہ دنیا کسے کہتے ہیں، فرمایا کہ جو تجھے خدا سے غافل کر دے وہی تیری دنیا ہے۔ پوچھا گیا کہ کینہ کسے کہتے ہیں، فرمایا جو خدا کی راہ نہ سچانے اور نہ کسی دوسرے سے دریافت کرے۔ شیخ نے فرمایا، اے مریدو! علما سے ملو تو جاہل بنے رہو، یعنی اپنے اسرار ان پر ظاہر نہ ہونے دوزخا د سے ملو تو غربت و میلان کا اظہار کرو تا کہ تمہیں اپنی جانب راغب دیکھ کر اپنی عبادت سے تم کو بہرہ مند کریں، اہل معرفت کے حضور میں خاموشی بہتر ہے، عارف سے زیادہ بول چال درست نہیں ہے۔

آپ نے ۶ شعبان ۲۰۵ھ کو وفات پائی۔

روایت ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو سات اشخاص نے خواب میں آپ کی زیارت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کا دوست ذوالنون آ رہا ہے میں اس کے خیر مقدم کے لئے آیا ہوں جب آپ کا جنازہ لے جا رہے تھے، اتنی کثرت سے پرندے اپنے پر مار رہے تھے کہ ان کا سایہ سب کو گھیر لیتا۔ اس قسم کے پرندے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے تھے جیسے آپ کے جنازہ میں دیکھنے میں آئے۔ سیکڑوں اشخاص جو آپ سے عقیدت رکھتے تھے اپنے افعال قبور سے تائب ہو گئے۔



آپ کا مزار مصر میں ہے آپ کے مزار پر یہ عبارت ایسے خط میں مرقوم ہے جو کسی انسان کی تحریر نہیں معلوم ہوتی

ذوالنون حبیب اللہ من الشوق قتیل اللہ

بعض بدعتیہ اور بدعتیہ اشخاص نے یہ عبارت مٹا ڈالی لیکن پھر بھی اس کے نقوش اجاگر ہی رہے۔

## حضرت شیخ ابو تراب نخشبیؒ

آپ کا اسم گرامی عسکر بن الحصین ہے ایک دوسری روایت میں یہ نام عسکر بن محمد بن الحصین ہے آپ خراسان کے بلند پایہ مشائخ میں سے تھے آپ ابو حاتم عطار بصریؒ اور حاتم اصمؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ آپ نے کافی سیاحت کی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ توکل کی شان یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو عبودیت کے سمندر میں ڈال دے اور اپنا دل خدا سے لگائے رکھ کر ملے تو خدا کا شکر ادا کر اور اگر کچھ نہ ملے تو شیوہ صبر اختیار کر نیز آپ نے فرمایا کہ دل کی اصلاح کے لئے عبادت سے زیادہ مفید اور کوئی شے نہیں ہے۔

عبر خسلد گرد و دامن تو غباریکہ زد لہارفتہ باشی

آپ نے ۱۴ جمادی الاول ۲۴۵ھ کو رحلت فرمائی۔ بصرہ کے خبگل میں آپ کا وصال ہوا کچھ عرصہ کے بعد وہاں ایک جماعت پہنچی دیکھا کہ آپ قبلہ رو کھڑے ہوئے ہیں جسم سوکھ گیا ہے ہاتھ میں عصا لیا ہوا ہے پہاڑ کا درہ سامنے ہے اور کسی درندہ نے آپ کو نقصان نہیں پہنچایا ہے۔

## حضرت شیخ ابرہیم بن عسیؒ

اصفہان آپ کا وطن ہے۔ حضرت معروف کنفیؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ متقدمین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ صاحب کشف و شہود بزرگ تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اگر تم کسی ولی اللہ کو مہچا پنا چاہتے ہو تو صوم الاقل والآخر والظاهر والباطن وھو بکل شے علیم کا ورد کرو۔

آپ کی وفات ۲۴۲ھ میں ہوئی۔

## حضرت شیخ زکریا بن یحییٰ الہرمیؒ

متقدمین اولیائے کرام میں آپ مستجاب الدعوات تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ کا ارشاد ہے کہ زکریا ہروی ابدال میں سے

تھے۔ آپ نے ماہ رجب میں بمقام ہرات ۲۵۵ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو عبد اللہ السجری

خراسان کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ امام ابو حفص کی صحبت سے فیضیاب ہوئے کئی بار آپ نے پایادہ سفر کیا کسی نے آپ سے کہا کہ میرے پاس ایک سرخ دینار ہے۔ آپ کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اس سلسلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں فرمایا اگر دو گے تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر نہ دو گے تو میرے لئے اس میں بہتری ہے۔ آپ نے ۲۵۵ھ میں رحلت فرمائی۔

## حضرت شیخ محمد بن علی حکیم ترمذی

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ سلسلہ حکیمیہ آپ ہی سے نسبت رکھتا ہے آپ جو گفتگو فرماتے تھے اس سے ولایت کا اثبات ہوتا تھا۔ اولین و متقدمین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ اصحاب تصانیف میں سے تھے۔ فن حدیث میں آپ کا مقام بلند اور استنادی حیثیت رکھتا تھا۔ امام اعظم کے خاص النحاص اجاب کے زمرہ میں شامل تھے حضرت خضر علیہ السلام سے بھی آپ کی ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ ہر شبہ کو حضرت خضر علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوتی تھی اور ایک دوسرے میں تبادلہ خیالات بھی ہوتا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے اپنی جملہ تصانیف دربار برد کر دیں لیکن حضرت خضر علیہ السلام نے انہیں صحیح مسلم پھر دریا سے نکال کر ان کے پاس لا رکھا اور فرمایا کہ بہتر ہے، آپ ان سے مشغول رکھیں آپ کا ارشاد ہے کہ سو بھوکے شیر بکریوں کے ریوڑ میں گھس کر جتنا خون خرابہ کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ نقصان ایک ساعت میں شیطان کر دیتا ہے اور اس سے بھی زیادہ نقصان شیطان سے ایک ساعت میں پہنچتا ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ آپ جوانی میں بڑے حسین و جمیل تھے ایک حسینہ نے آپ کو اپنی طرف راغب کرنا چاہا لیکن آپ نے اس کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا۔ ایک مرتبہ اس عورت کو علم ہوا کہ آپ باغ میں تشریف رکھتے ہیں چنانچہ یہ عورت خوب بن سنور کر باغ میں پہنچی آپ نے اسے دیکھ کر وہاں سے راہ فرار اختیار کی۔ اس عورت نے بھی دوڑ کر آپ کا تعاقب کیا لیکن آپ نے اس کی طرف مطلق کوئی توجہ نہیں فرمائی۔ مدت کے بعد جب بڑھاپا آگیا تو آپ کو یہ واقعہ یاد آگیا اور دل میں خطرہ گزرا، اگر میں اس عورت کی خواہش پوری کر دیتا تو اس میں کیا قباحت تھی۔ بعد میں توبہ کر لیتا! اس خیال

پر آپ نے غمزہ ہو کر نفس سے خطاب کیا، ارے خبیث! عہد شہاب میں یہ خیال نہ آیا، اب اتنی ریاضت و مجاہدے کے بعد پشیمانی سے کیا حاصل؟ یہ خیال آتے پر آپ نے تین دن تک ماتم کیا اور اس صدر میں مبتلا رہے۔ تین دن کے بعد آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں زیارت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے محمد! تم ملول نہ ہو۔ یہ خطرہ اس بنا پر نہیں تھا کہ تم منزل سلوک پر گامزن ہو بلکہ اس لئے تھا کہ جوانی میں تم ہمارے عہد کے زیادہ قریب تھے اور اب اس پر چالیس بہاریں بیت چکی ہیں دنیلے سے دور ہمارا زمانہ ہوتا جا رہا ہے اور ہم دنیلے سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ تم سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی ہے اور آج کل تمہیں ان خطرات کی بنا پر تصور وار کیا جا سکتا ہے۔ جو کچھ تم نے دیکھا ہے ہمارا جدائی کی مدت دراز ہونے کے باعث ہے۔

اس بات سے یہ سمجھنا چاہئے کہ آج ۱۹۲۹ء ہے یہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے کتنی دوری ہو گئی ہے اس کا اثر ہے کہ ہمارے دلوں، نیتوں اور ارادوں میں کتنا فرق آ گیا ہے۔  
آپ نے ۱۹۲۵ء میں وفات پائی

## حضرت شیخ یحییٰ بن معرف الرازی

کینت ابو زکریا اور لقب واعظ ہے۔ آپ کے بارے میں بعض مشایخ کبار کا بیان ہے کہ یحییٰ خدا کے ایک پیغمبر بھی گزے ہیں اور ایک ولی بھی خلفائے راشدین کے بعد منبر کی زینت آپ ہی کی ذات بنی۔ آپ کسی نے کہا، کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اب ہم اس مقام تک آ پہنچے ہیں جہاں نماز کی ضرورت باقی نہیں رہتی آپ نے ان سے یہ فرمایا کہ جس مقام تک تم لوگ آ پہنچے ہو وہ دوسرا ہے۔

ایک دن کا آپ کا اپنے بھائی کی معیت میں ایک گاؤں سے گزر ہوا۔ آپ کے بھائی نے کہا، دیکھئے یہ گاؤں کیسا اچھا ہے! آپ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ بہتر وہ دل ہے جس میں اس گاؤں کی محبت کی چپک نہیں ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ لوگوں سے زیادہ باتیں نہ کیا کرو زیادہ باتیں خدا سے ہونی چاہئیں۔ یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ توبہ کے بعد جو گناہ بھی کیا جائے وہ اس گناہ سے ستر گنا زیادہ سنگین ہے جس کا ازسکاب توبہ سے پہلے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کی تین خصلتیں ہیں۔ ہر معاملے میں خدا پر بھروسہ، سب سے بے نیازی اور ہر معاملے میں اس کی جانب رجوع۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نشیں وہ ہیں جو اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے صدیق ہوں۔

کسی نے آپ سے دریافت کیا۔ محبت کی شناخت کیا ہے؟ فرمایا وہ کہ جس میں نیکی اور بھلائی سے اضافہ نہ ہو اور

جھا کے سبب کوئی کمی نہ آنے پائے۔ کسی نے آپ سے نصیحت کی درخواست کی فرمایا جب میرا نفس خود اس کی پروا نہ کرے تو دوسروں پر اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ اسے خدا مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اس کے باوجود کہ تو بے نیاز ہے۔ جب کہ میں محتاج ہوں، میں تجھے کیسے نہ چاہوں، فرمایا اگر میں گناہ سے باز نہ آسکوں تو اسے پروردگار تو گناہوں سے درگزر کرنے پر قدرت رکھتا ہے نیز فرمایا خدا یا میرے پاس کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو جنت میں جانے کا موجب ہو اور میرے اندر یہ طاقت نہیں ہے کہ میں دوزخ کا رخ کروں بس معاملہ اگر کچھ ہے تو تیرے رحم و کرم پر ہے۔  
 آپ کی وفات ۲۵۸ھ میں ہوئی۔ نیشاپور کے گورستان معمر میں آپ کا مزار ہے۔

## حضرت شیخ ابو حفص حداد

آپ کا اسم مبارک عمرو بن مسلم ہے۔ نیشاپور سے نسبت توطن رکھتے ہیں اپنے زمانے کے مشایخ کبار میں تھے سرگرم وہ اہل ملامت شیخ عبداللہ ماوروی کے مرید اور شیخ ابو عثمان حیرری کے استاد تھے۔

## حضرت شیخ علی بن موفق بغدادی

آپ سرزمین عراق کے مشایخ کبار میں سے ہیں حضرت ذوالنون مصری کا آپ کو شرف ملاقات حاصل تھا۔ آپ نے اکثر سیر و سیاحت کی ہے۔ ستر کے قریب حج کئے ہیں۔ ایک دفعہ حج بیت اللہ سے فراغت کے بعد اپنے نفس سے احساس ندامت کے ساتھ یہ فرمایا ہے تمھے۔ آمدورفت کا سلسلہ جاری ہے لیکن نہ دل کو اطمینان ہوتا ہے اور نہ وقت قاعدے سے صرف ہوتا ہے خدا معلوم میں کس گنتی اور کس شمار میں ہوں آپ کو اسی رات اللہ تعالیٰ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موفق! کیا تم کسی ایسے شخص کو اپنے گھر آنے کی دعوت دو گے جسے تم نہ بلانا چاہو اور نہ جس سے تم ملنا چاہو۔ اگر میں تمہیں پسند نہ کرتا تو کبھی تم کو اپنے گھر آنے کی دعوت نہ دیتا۔

لہذا یہ بات میں آیا ہے کہ آپ کو راستے میں ایک کاغذ کا پرزہ پڑا ہوا ملا آپ نے اسے اٹھا کر اپنی آستین میں رکھ لیا، تھوڑی دیر بعد آستین سے نکال کر دیکھا تو اس میں یہ تحریر تھا، اے ابن موفق! تجھے فخر سے اندیشہ ہے حالانکہ میں تیرا پروردگار ہوں، آپ نے ایک دفعہ فرمایا: اے خدا اگر میں تیری عبادت آتش دوزخ کے خوف سے کرتا ہوں تو تو مجھے دوزخ میں ڈال دے اور اگر جنت کی تمنا میں، میں تیری عبادت کی ہے تو مجھ پر جنت کے دروازے نہ کھول، ہاں البتہ اگر میں نے تیری محبت اور تیری خوشنودی کی خاطر تیری بندگی کی ہے تو دوسروں کے دل میں بھی اس کی تمنا پیدا کر اور پھر میرے ساتھ جو سلوک چاہے کر۔

آپ نے ۲۶۵ھ میں وفات پائی، باغ سفید کے قریب قریب آپ کا مزار ہرات میں واقع ہے کہا جاتا ہے کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ ہمیشہ وہاں حاضری دیتے اور سولہوی سے اتر کر مہرب دوزخو بیٹھتے اور پھر لوٹ آتے۔

## حضرت شیخ احمد بن حنبلؒ

ابو جعفر آپ کی کنیت ہے بصرہ سے ولٹی تعلق رکھتے ہیں آپ کا ارشاد ہے، جو شخص غذا کی طلب میں اٹھ کھڑا ہوتا ہے اسے صفت فقر چھین لی جاتی ہے۔ ۲۴۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔

## حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ

کنیت ابو الفوارس ہے آپ شاہی خاندان کے فرد تھے۔ حضرت ابو حفص حداد کے مریدین میں شامل تھے اکثر مشایخ کرام کی صحبت سے آپ نے کسب فیض کیا ہے۔ ابوتراب نخشبی، ابو ذراع مصری، اور ابو نعیم مصری جیسے اکابر مشایخ کی صحبت سے بہرہ یاب ہونے کے موقع آپ کو ملتے رہے۔

روایات میں آیا ہے کہ آپ چالیس سال مسلسل مجنوناں نہیں ہوئے۔ ایک بار آپ کو بغداد لگی تو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ آنکھ کھلنے کے بعد پھر فوراً سو گئے۔ بعد میں آپ پر کچھ ایسا عالم گزرا کہ سوتے رہتے یا سونے کی کوشش میں رہتے۔ آپ نے فرمایا، صبر کی تین علامتیں ہیں۔ ترک شکایت، صدق رضا، اور رضا بالقضا۔ آپ نے ۲۴۰ھ میں وفات پائی۔

## حضرت حمد بن قسارؒ

ابو صلح کنیت ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی عمارہ ہے۔ سلسلہ قساریہ کی آپ سے نسبت ہے اس سلسلہ میں اظہار و اعلان ہے۔ آپ سے متعدد کرامات کا ظہور ہوا، امام اہل علامت مشہور ہیں۔ حضرت ثوری کے سلک پر کار بند تھے۔ حضرت ابوتراب نخشبی، حضرت علی نصر آبادی اور حضرت ابو حفص ایسے مشایخ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ عراق میں آپ کے حالات و واقعات کا علم حضرت سہل بن عبداللہ تری کے ذریعہ سے لوگوں کو ہوا، حضرت جنید بغدادی نے ایک دفعہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی پیغمبر کی آمد کا امکان ہو سکتا تھا تو وہ حمد بن قسار ہو سکتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا راز کسی پر منکشف نہ ہو تو مجھے چاہیے کہ تو اسے کسی پر منکشف نہ کر، نیز آپ کا ارشاد ہے کہ میں تمہیں دو باتوں کی نصیحت کرتا ہوں، علماء کی صحبت اختیار کرو اور جہاں کی صحبت سے اجتناب کرو۔ آپ نے فرمایا، توکل صرف خدا کی ذات

پر اعتماد کا نام ہے، آپ نے فرمایا کہ بہتر ہے کہ تم اپنے معاملات میں خدا پر توکل کرو تو جیہ و تدبیر میں اپنا وقت کبھی ضائع نہیں کرتا چاہئے۔ سخاوت اور نیک مردی کے علاوہ اور کوئی نیک خصلت نہیں ہے۔ بخل اور کینجوسی سے زیادہ بری خصلت اور کوئی نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ تواضع کی تعریف یہ ہے کہ نوروں جہاں میں کسی کو اپنا محتاج نہ سمجھے۔  
آپ نے ۲۷ھ میں رحلت فرمائی۔ ہرات میں آپ کا مزار عالیہ ہے۔

## حضرت شیخ فتح بن شجر

کنیت ابو نصر ہے، مرو آپ کا وطن تھا۔ خراسانی مشایخ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ جان کنی کے عالم میں آپ چپکے سے کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔ لوگوں نے کان لگا کر سننے کی کوشش کی تو یہ سنا۔ اَللّٰهُ شَوَقِي اِيَّاكَ فَجَلَّ قَدْرُكَ عَلَيَّ اے خدا! میں تیرا بہت زیادہ مشتاق ہو گیا ہوں تو مجھے جلد از جلد اپنے پاس بلا لے۔ جب آپ کی میت کو فرما دیا جا رہا تھا تو دیکھا کہ آپ کے پاؤں کی پٹلی پر لکھا ہوا تھا الفتح لله۔

آپ کی رحلت ۵ شعبان ۲۷۳ھ کو ہوئی۔ آپ کے جنازہ میں تیس ہزار اشخاص نے شرکت کی اور نماز جنازہ بھی ادا کی۔

## حضرت شیخ ابو عبد اللہ مختار

محمد بن احمد آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی ہے۔ ہرات کے باشندے تھے۔ اور یہاں کے بلند پایہ مشایخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ شیخ ابویعلیٰ بن مختار علوی حسین کے پیرو مرشد ہیں آپ نے فرمایا، اتنا کھانا کھاؤ جیسے تم بچا سکو نہ کہ اس میں کہ وہ کھانا ہی نہیں ہڑپ کر جائے۔ ڈھنک سے کھاؤ گے نور ہی نور ہو جائے گا اور زیادہ کھایا تو دھواں ہی دھواں ہو جائے گا۔ آپ کا وصال ۲۷۷ھ میں ہوا۔ مزار مبارک ہرات میں ہے۔

## حضرت شیخ ابو عبد اللہ مغربی

اسم گرامی محمد اسمعیل ہے۔ آپ حضرت ابراہیم خواص اور ابراہیم شیبانی کرمان شاہی کے اصحاب میں ہیں۔ حضرت شیخ ابو الحسن زریں کے مریدوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ یہ مؤرخ الذکر شیخ حضرت خواجہ حسن بصری کے مرید حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید کے مرید با صفا تھے۔ ایک مرتبہ آپ کوہ سینا پر باتیں کرتے تھے اور یہ الفاظ کہہ پائے تھے کہ بند اپنے خدا سے اتنا قرب چاہتا ہے تو پیکر عجز و انکسار ہو جائے۔ پہاڑ کا پتھر بل رہا تھا پھر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا

جب کوئی کمینہ ترین انسان درویشی اختیار کر لیتا ہے تو دولت مندوں کی خوشامد پر اتر آتا ہے اور بڑے بڑے لوگوں کی تواضع اس کا مزاج بن جاتی ہے۔

آپ کی وفات ۲۷۹ھ میں ہوئی اور آپ نے ۲۰ سال کی عمر پائی۔ مزار مبارک کوہ سینا کی چوٹی پر واقع ہے۔

## حضرت شیخ ابو عبد اللہ الحاقانی الصوفیؒ

آپ کا شمار بغداد کے مشایخ کبار میں ہوتا ہے۔ آپ نے ۲۷۹ھ میں رحلت فرمائی۔

## حضرت سہل بن عبد اللہ تسریؒ

کنیت ابو محمد مست ہیں جنفی المذہب تھے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ کے مریدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ عراقی مشایخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے حقیقت اور شریعت کے اسرار کے محرم تھے۔ طریقہ سہلیہ آپ سے منسوب ہے۔ اس طریقہ کی بنیاد اجتہاد اور نفس کے مجاہدہ پر ہے۔ صاحب کشف المحجوب نے تحریر کیا ہے کہ حضرت سہل بن عبد اللہ تسریؒ جس روز متولد ہوئے روزہ دار تھے اور جس روز دنیا سے سدھالے اس روز بھی آپ کا روزہ تھا، آپ سے دریافت کیا گیا کہ بے سختی کی نشانی کیا ہے، فرمایا تجھے علم کی دولت ملے لیکن اس کے ساتھ عمل کی توفیق نہ ہو۔ عمل میں اخلاص نہ ہو۔ جو عمل بھی کرے رائگاں جائے۔ ابرار و انبیاء کی ملاقات اور صحبت میسر آئے لیکن ان کی باتوں پر کان دھرنے اور عمل کرنے کی توفیق نہ ہو۔ آپ نے فرمایا، رات دن میں ایک مرتبہ کھانا صد لقیوں کا شیوہ ہے، فرمایا جس کا پیٹ غذا سے نمالی رہتا ہے شیطان اس کے قریب تک نہیں پھٹکتا۔ ارشاد فرمایا تمام بیماریوں کی جڑ بسیار خوری ہے۔ فرمایا جس وجہ و حال کی شہادت کتاب و سنت سے نہ ہو وہ باطل سے۔

آپ نے فرمایا، جہالت سے زیادہ سنگین اور کوئی معصیت نہیں ہے۔ سب سے بڑی کراہت یہ ہے کہ اپنی بری عادتوں کو چھوڑ کر اچھی عادتیں اختیار کرو۔ خدا کی غفلت سے زیادہ اور کوئی معصیت نہیں ہے فرمایا کہ رات دن اور ہر لمحہ تیرے اوپر خدا کی عنایت ہوتی ہے۔ سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ خدا تجھے اپنے ذکر کی توفیق بخشے۔ فرمایا خداوند قدوس سے زیادہ کوئی حامی و ناصر نہیں ہے اور کوئی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے بہتر نہیں ہے۔ تقویٰ و طہارت سے بڑھ کر کوئی توشہ نہیں ہے۔ صبر بہترین عمل ہے فرمایا، کہ خداوند قدوس نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور اسے یہ پیغام دیا کہ مجھ پر اپنا بھید کھولو اگر تم مجھ سے اپنے راز کا انکشاف نہیں کرو گے تو پھر مجھ سے تمہیں سروکار نہیں اگر اس پر عمل نہیں کرو گے

تو اپنی حاجات کا مجھ سے ذکر نہ کرو۔

آپ نے فرمایا جب تک نفس پر موت وارد نہ ہوگی، دل ہرگز زندہ نہ ہوگا، فرمایا تقویٰ نام ہے کم کھانے، ذکر خدا سے حصول لذت اور مخلوق سے بے تعلقی کا۔ فرمایا کہ توکل کی شان یہ ہے کہ خواہ تیرے پاس کچھ ہو یا نہ ہو، وہ تو حال میں تیرا قلب مطمئن ہے اور کسی کے استنانے پر نہ جائے فرمایا عبودیت راضی برضا ہے کا نام ہے فرمایا نفس کی تین حالتیں ہیں۔ کفر، لفاق اور ریاکاری۔

آپ نے ماہ محرم ۸۳۳ھ میں وفات پائی۔ ۸۰ سال کی عمر پائی۔

نہایت میں ہے کہ جب آپ کا جنازہ اٹھا رہا تھا۔ کافی تعداد میں لوگ شریک تھے۔ ستر سال کا کھوسٹ کا فراور منکر اسلام یہ خبر سنا کر اپنے گھر سے نکل کھڑا ہوا جنازہ میں شریک تھا اور اس کی زبان پر یہ فقرہ تھا کہ جنازہ میں مجھے جو کچھ نظر آتا ہے اسے تم نہیں دیکھ سکتے کسی نے دریافت کیا، کیا دیکھ رہے ہو، اس نے کہا کہ آسمان سے فرشتے نازل ہو رہے ہیں اور جنازہ سے لپٹے پڑتے ہیں۔ اس کرامت سے وہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

## حضرت شیخ ابوسعید خرازی

محمد بن عیسیٰ آپ کا اسم گرامی ہے خراز لقب تھا۔ بغداد کے باشندے تھے طریقہ خرازیہ آپ کی جانب منسوب ہے۔ آپ کا شمار متقدمین میں تھا۔ علم توحید اور اشارات و کنایات میں وجید عصر تھے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا علم توحید سب آپ کے تابع فرمان تھے مشایخ میں سے کسی کو بھی میں آپ سے زیادہ بزرگ نہیں مانتا۔ اگر پیغمبری کا دروادہ بند نہ ہوتا تو خرازی پیغمبر ہوتے۔ آپ شیخ محمد بن منصور طوسی کے مرید باصفا تھے اپنے مریدوں کی تربیت آپ اس انداز سے کرتے تھے کہ منجانب اللہ مامور معلوم ہوتے تھے۔ حضرت ذوالنون مصری، سری سقطی اور بشیر حافی وغیرہم کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ عرفات میں تھے۔ حجاج دعا اور تضرع میں مصروف تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں ایسی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاؤں پھر سوچا کہ ایسی کوئی چیز باقی بھی ہے جو اس نے مجھے زنجبشی ہو دعا کر دی تو کیا کر دیں۔ پھر حیب میں آمادہ دعا ہوا تو ہاتھ غیبی نے کہا کہ وجود حق کے ماسوا جو چاہو، خدا سے طلب کرو۔ آپ نے فرمایا، کہ اپنے قیمتی وقت کو عزیز ترین چیز کے علاوہ اور کسی مصروف میں خرچ نہ کرو۔ آپ نے فرمایا کہ علم کی تعریف یہ ہے کہ تجھے علم کے ساتھ عمل کی توفیق نصیب ہو اور یقین یہ ہے کہ وہ تجھے اپنے قابو میں



لے۔ آپ کی وفات ۲۸۶ھ میں ہوئی۔ دوسری روایت میں ۲۸۵ھ یا ۲۸۴ھ میں یہ سانحہ پیش آیا۔ مزار مبارک مکہ مکرمہ میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ عباس بن حمزہ نیشاپوری

کنیت ابو الفضل ہے۔ حضرت ذوالنون مصریٰ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ حضرت بایزید بسطامی سے شرف ملاقات حاصل ہے۔ آپ نے ربیع الاول ۲۸۸ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو حمزہ بغدادی

محمد بن ابراہیم آپ کا اسم گرامی ہے۔ حضرت بشر حافی، حضرت سری سقطی اور حضرت ابو تراب نخشبی کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے۔ آپ شیخ حارث کاسبی کے مرید باصفا تھے۔ حضرت ابو الحسین نوری اور خیر نساج کے اقران و اائل میں تھے۔ ایک دفعہ بغداد میں قرب الہی سے متعلق کچھ غور و فکر کر رہے تھے اچانک کچھ دیر کے بعد گاہوں سے اوجھل ہو گئے چلتے چلتے ایک مقام پر پہنچے تو اپنے آپ کو ایک لوق و دوق صحرا میں پایا۔

## حضرت شیخ ابو حمزہ خراسانی

نیشاپور وطن تھا۔ آپ کا شمار مشایخ کبار میں ہوتا ہے آپ کا شیوہ و شمار توکل تھا حضرت ابو تراب نخشبی اور حضرت شیخ ابو سعید خراز کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے۔ سید اطائف حضرت جنید بغدادی کے معاصرین بلند پایہ شیخ قرار دیے جاتے تھے۔ صاحب کشف المحجوب نے تحریر کیا ہے کہ ایک دن آپ جنگل میں ایک کنوئیں کے اندر گر پڑے جب تین دن اسی عالم میں گزر گئے، ایک جماعت وہاں پہنچی ہول میں سوچا کہ انہیں آواز دوں پھر خیال آیا۔ کہ اس موقع پر آواز دینا کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ میری غیرت اس بات کا تقاضا نہیں کرتی کہ میں اس جماعت سے رجوع کروں۔ میں غیر سے مدد کیوں چاہوں اور یہ شکایت کیوں کروں کہ خدا نے مجھے کنوئیں میں ڈال دیا ہے اور تم مجھے یہاں سے نکال دو۔ کچھ دیر بعد وہ لوگ خود کنوئیں پر آئے اور کہنے لگے یہ کنواں رستے میں ہے کہیں ایسا نہ ہو یہاں کوئی بے خبری میں آئے اور گر پڑے۔ بہتر یہ ہوگا کہ اس کا اوپر سے پٹاؤ کر دیں۔ اس میں بڑا ثواب ہوگا۔ ابو حمزہ فرماتے ہیں یہ سن کر میرے دل میں بے چینی پیدا ہوئی اور میں اپنی زندگی مایوس ہو گیا۔ آخر کار ان لوگوں نے کنوئیں کو پاٹ دیا اور چلے گئے۔ میں نے خدا سے عرض کیا اب کوئی دوسری صورت نجات کی باقی نہیں جب رات ہوئی تو کنوئیں پر میں نے آواز سنی کیا دیکھتا ہوں کہ کنوئیں کا منہ کھلا ہوا ہے

اژدھے کی طرح کے ایک بڑے جانور نے اپنی دم کنوئیں میں ٹسکانی میں نے سمجھا کہ یہ میرے لئے رہائی کی صوت پیدا ہوئی ہے اور اس جانور کو خدا نے میری رہائی کے لئے مامور کیا ہے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور اس نے مجھے باہر نکال دیا ہاتھ غیبی نے آواز دی اسے ابو حمزہ! تو نے خوب نجات پائی ہلاکت کے ذریعہ تجھے قدرت نے ہلاکت سے نجات دی۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ جنید بغدادی نے شیطان کو خواب میں دیکھا کہ برہنہ لوگوں کی گردنوں میں پھل کود رہا ہے۔ آپ نے فرمایا، اے ملعون تجھے لوگوں سے عار نہیں آتی شیطان نے پوچھا، کون سے مرد ہو، یہ تو مرد نہیں ہیں۔ مرد وہ ہیں جو مسجد میں کلو نجی کی طرح سیاہ ہو گئے ہیں اور جن سے میرا دل جل بھن کر کباب ہو گیا ہے۔ جب آپ مسجد میں گئے تو ابو حمزہ خراسانی، ابو الحسن نوری اور ابو بکر دقاق کو ایک گوشے میں مراقب دیکھا شیخ ابو حمزہ خراسانی نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور فرمایا اس ملعون ابلیس نے جھوٹ کہا ہے۔ خدا کے اولیاء خدا کو اتنے زیادہ عزیز ہیں کہ ابلیس کو اس کا علم نہیں ہے۔  
آپ کی وفات ۲۹۲ھ میں ہوئی۔

## حضرت شیخ ابو بکر دقاق

محمد بن عبداللہ آپ کا اسم گرامی ہے ظاہری و باطنی علوم میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی سے آپ کو شرفِ ملاقات حاصل تھا۔ ابو الحسن نوری شیخ ابو حمزہ خراسانی کے اقران و اہل میں سے تھے۔  
آپ کی وفات ۲۹۰ھ میں ہوئی۔

## حضرت شیخ ابراہیم الخواص

کنیت ابو اسحاق ہے اور بغداد وطن۔ صاحبِ صحو تھے اور تجرید میں وجد العصر تھے۔ مقبولان بارگاہِ ایزدی میں شمار کیے جاتے تھے حضرت جنید بغدادی کے اقران و اہل میں آپ کا شمار تھا حضرت خضر علیہ السلام سے آپ کی صحبتیں رہی ہیں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ شیخ ابو الحسن خرقانی کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم خواص نے مجھ سے جو باتیں بیان کی ہیں، ان میں ایک بات یہ تھی کہ اگر حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت کا شرف نصیب ہونو بہتر ہے اور اگر ہر رات کو مکہ مکرمہ جاؤ تو اس سے توبہ کرو۔ حضرت مثنیٰ دینوری نے فرمایا کہ میں کچھ غنودگی کے عالم میں تھا تو میں نے اپنے آپ مسجد میں دیکھا کوئی کہنے والا مجھ سے یہ کہہ رہا تھا کہ اگر تو اولیاء اللہ میں سے کسی کی زیارت کا مشتاق ہے تو اٹھ اور توبہ کے لئے ٹیلہ پر جا۔ میں بیدار ہوا، برف باری ہو رہی تھی وہاں پہنچا اور حضرت ابراہیم خواص کو دیکھا، لتی پالتی ماسے ہوئے بیٹھے تھے صرف اتنی جگہ برف سے خالی تھی جہاں آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ چاروں طرف

برف کے ٹوڑے ہی توڑے تھے میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور اس سوچ میں ڈر گیا کہ انہیں یہ درجہ کیسے حاصل ہوا ہے آپ نے فرمایا، یہ مرتبہ فقرا کی خدمت کے صلے میں قدرت نے مجھے مرحمت کیا ہے۔

آپ نے ۲۹ھ میں وفات پائی۔ شیخ یوسف بن حسن نے آپ کی میت کو غسل دیا اور انہیں نے آپ کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا۔ آپ کا وصال مرض اسہال میں ہوا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ قلع ہوئے تو غسل فرماتے جس روز آپ نے رحلت فرمائی ہے آپ نے ستر بار غسل کیا تھا۔ کڑا کے کی سردی تھی۔ مزار ریز طبرک حصار بمقام اصفہان ہے۔

## حضرت شیخ زکریا بن یوسف

ابو یحییٰ آپ کی کنیت ہے۔ اصل وطن نیشاپور تھا اپنی روزی اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے حاصل کرتے تھے آپ کی وفات نیشاپور میں ۲۹۴ھ میں ہوئی۔

## حضرت شیخ ابوسعید لہوری

احمد بن محمد محمد بن محمد آپ کا اسم گرامی ہے۔ ابن لغوی کے لقب سے آپ نے شہرت پائی ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد غنجد کے باشندے تھے جو ہرات اور مرو کے مابین واقع ہے بغداد آپ کا مولد و منشا ہے۔ لہوری کی نسبت جو آپ کے نام نامی کے ساتھ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب آپ ننگ و تار یک کسی سے گفتگو کرتے تھے تو آپ کے باطنی نور سے سارا گھر لقبہ لہوری بن جاتا تھا آپ اس نور بصیرت کے آئینے سے اپنے مریدین کے احوال و کوائف سے آگاہ ہو جاتے تھے۔ آپ سری تفتلی کے مریدوں میں شمار کیے جاتے ہیں حضرت ذوالنون مصری سے آپ کی ملاقاتیں اور صحبتیں رہی ہیں۔ حضرت محمد علی قصاب اور حضرت احمد بن ابواری کی صحبتوں کا لطف اٹھایا ہے۔ سید الطائف حضرت جنید بغدادی کے معاصرین میں سے ہیں۔ طریقت میں مجتہد اور صاحب مشرب ہوئے ہیں۔ لوگوں میں آپ کی شہرت شیخ وقت اور امیر القلوب کی حیثیت سے تھی۔ صاحب کشف و شہود تھے۔ آپ کا طریقہ طریقہ لہوری مشہور ہے۔ آپ کی تعلیم کا سلسلہ جنیدی سلسلہ سے ملتا جلتا ہوا ہے۔ آپ تفصیل تصوف کے نقیب و ترجمان تھے۔ ایثار و قربانی آپ کا شیوہ رہا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے میرے نزدیک دنیا میں ایک نفس آخرت کے ہزار سال سے بہتر ہے اور وہ اس لئے کہ دنیا خدمت کی جگہ اور آخرت مقام قربت، قربت خدمت سے افضل ہوتی ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک دفعہ آپ غسل فرماتے تھے۔ چور آیا اور آپ کے کپڑے لے بھاگا۔ ابھی آپ نے

غسل سے فراغت بھی نہیں کی تھی کہ چور لوٹ آیا اور آپ سے معذرت طلب کی اس کے دونوں ہاتھ شل ہو گئے تھے، آپ نے اس کے حق میں دعا کی، بار اللہ! جب یہ شخص میرے کپڑے واپس لے آیا ہے تو، تو اس کے ہاتھوں کی کھوئی ہوئی قوت واپس کر دے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ تصوف نام ہے تمام نفسانی لذات سے دستکش ہونے کا۔ آپ نے فرمایا من لم يعرف الله في الدنيا لم يعرفه في الآخرة جس نے دنیا میں خدا کی معرفت حاصل نہیں کی وہ آخرت میں بھی اس کی پہچان نہ کر سکے گا۔

مشایخ کبار سے روایت ہے کہ ابو الحسن نوری کے زمانے میں کوئی بزرگ مرتبے اور منزلت میں آپ پر فوقیت نہیں رکھتا تھا۔ شیخ الاسلام کا بیان ہے کہ خراسان کا ایک نوجوان حضرت ابراہیم قصار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور یہ عرض کی کہ میرے دل میں حضرت ابو الحسن نوری کی زیارت کی تمنا ہے۔ فرمایا چند سال پیشتر وہ ہمارے پاس ہی رہتے تھے، اب کسی وجہ سے غائب ہیں۔ ایک سال آپ نے شہر میں چکر لگائے ہیں لیکن کسی سے بات چیت نہیں کی پھر ایک سال ویرانہ میں سکونت اختیار کر لی اور وہاں سے باہر نہیں آئے۔ بس نماز کی خاطر آپ کا نکال ہوتا تھا ایک سال آپ نے خاموشی اختیار کی ہے اور اس عرصہ میں کسی سے بات نہیں کی۔ جوان نے کہا، میں ہر قیمت پر آپ سے ملاقات کا خواہشمند ہوں۔ شیخ ابراہیم قصار نے شیخ نوری کا پتہ بتا دیا۔ جب وہ جوان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا کس کی صحبت میں وقت بسر کیا ہے، اس نے عرض کیا، ابو حمزہ خراسانی کی صحبت میں۔ شیخ نے فرمایا وہی ابو حمزہ نا جو قرب الہی کی نشاندہی اور مخلوق کی رہنمائی میں مصروف ہے۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ فرمایا جب ان کے پاس جاؤ تو ہماری طرف سے سلام عرض کرنا اور یہ کہنا کہ ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں بعد کا قرب بھی بعد ہی ہوتا ہے۔ یعنی اس قرب کے باوجود بھی دوری، دوری ہی ہے۔ شیخ ابن عربی فرماتے ہیں جب تک فاصلہ یا مسافت نہ ہو، قرب کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور جب فاصلہ دوگنا ہوتا ہے تو اسے بعد کا قرب کہتے ہیں۔

آپ کی وفات ۵۲۹ھ میں ہوئی۔ دوسری روایت کے بموجب ۵۲۶ھ میں یہ سانحہ پیش آیا پہلا قول صحت کے قریب ہے۔ جب حضرت شیخ ابو الحسن نوری کا وصال ہو گیا تو سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ شیخ نوری کے علاوہ کسی نے صدق و صفا کا تذکرہ نہیں کیا۔ نوری اپنے زمانے کے صدیق تھے۔

## حضرت شیخ عمرو بن عثمان مکی الصوفیؒ

ابو عبد اللہ آپ کی کنیت ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کے مرید با صفا ہیں۔ حضرت حسین بن منصور حلاجؒ

کے استاد آپ ہی تھے۔ حضرت ابو سعید فرزند سے شرف صحبت حاصل رہا۔ حقائق و معارف پر عمیق نظر رکھتے تھے۔ چونکہ آپ کا کلام لطیف و باریک ہوتا تھا اس لئے لوگوں نے اسے علم الکلام سے نسبت دی اور اس لئے آپ سے قطع تعلق کر لیا۔ مکہ مکرمہ سے بھی آپ کو دس نکالا دیا، جب آپ جہدہ پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے آپ کو اپنا قاضی مقرر کر لیا۔ آپ تمنی الاصل تھے اور اکابر سادات کے زمرہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حسین بن منصور حلاج پر جو کچھ افتاد پڑی وہ عمرو بن عثمان مکی الصوفی کی بددعا کا اثر تھا اور وہ اس لئے کہ آپ کو منصور حلاج سے تکلیف پہنچی تھی۔

آپ نے ۲۶۶ھ میں رحلت فرمائی۔ ایک روایت میں سنہ وفات ۲۹۱ھ ہے۔ ایک تیسری روایت سے سنہ وفات ۲۹۶ھ ثابت ہے۔ یہی سال وفات سید الطائف حضرت جنید بغدادی کا ہے۔ آخری قول کی صحت سے سب متفق ہیں۔

## حضرت شیخ ابو عثمان واعظ

آپ کا اسم گرامی سعید بن اسمعیل بن منصور ہے۔ آخر عمر میں آپ نے نیشاپور میں مستقل قیام اختیار کر لیا تھا۔ یہیں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کا وصال ۲۹۸ھ میں ہوا۔

## حضرت شیخ سمعون بن محبوب الکذاب

کنیت ابو الحسین ہے اور ایک روایت کے بموجب ابو القاسم۔ آپ نے اپنا لقب کذاب رکھا تھا۔ نفحات الانس میں تحریر ہے کہ جب تک لوگ آپ کو کذاب نہیں کہتے تھے، آپ کسی کو نظر نہیں آتے تھے۔ علم صحبت میں آپ بے مثال و بے نظیر تھے۔ حضرت سری سقطی، محمد بن علی قصاب اور ابو احمد فلاسٹی کی صحبتوں سے فیضیاب ہونے کا شرف آپ کو حاصل ہوا تھا۔ آپ شیخ جنید بغدادی اور شیخ ابو الحسین نوری کے رفقاء میں سے تھے، شبانہ روز میں پانچ سو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ حضرت شیخ ابو احمد فلاسٹی کا ارشاد ہے کہ ایک مرد خدا نے بغداد میں فقر پر چالیس ہزار درہم خیرات کئے تھے۔ سمعون الحب نے فرمایا، اے ابو احمد! ہم یہ استطاعت نہیں رکھتے۔ آؤ ایک ایک درہم کے بجائے ایک ایک رکعت نماز ادا کریں، لہذا دونوں عدل پہنچے وہاں چالیس ہزار رکعت نماز ادا کی۔ آپ نے ۲۹۴ھ میں وفات پائی۔

## شیخ ابو عثمان حیرمی

آپ کا اسم گرامی سعید بن اسمعیل نیشاپوری ہے۔ حیرہ نیشاپور کے مغلوں میں سے ایک محلہ کا نام ہے آپ اصل باشندے

لئے کہے ہیں شاہ شجاع، ابو حفص حداد اور یحییٰ بن معاذ الرازی کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے کشف المحجوب کے مصنف کا بیان ہے کہ ابو عثمان گوین مشایخ سے تین درجے ملے۔ مقام رجایحی بن معاذ الرازی سے، مقام عزت شاہ شجاع کی صحبت سے اور مقام شفقت ابو حفص کے فیض سے حاصل ہوا نیز صاحب کشف المحجوب نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ مرید کے لئے یہ جائز ہے کہ پانچ یا چھ یا اس سے زیادہ مشایخ کی صحبت میں رہ کر ہر ایک سے درجات و مقامات حاصل کرے۔ آپ کو سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی، شیخ رویم، شیخ یوسف بن حسین، اور شیخ محمد فضیل طحی کی صحبتوں سے پہرہ و رہونے کی سعادت نصیب تھی، ریاضات و مجاہدات میں یگانہ روزگار تھے۔ ابتدا میں آپ نے بیس سال تک صحرا نوردی کی اور ایسے ماحول میں سے جہاں نہ آدم تھا نہ آدم زاد۔ مجاہدہ و ریاضت کے سبب آپ کے جسم کی چربی تک پگھل گئی تھی۔ آنکھیں اندر کو گر گئی تھیں۔ شکل اتنی بدل گئی تھی کہ آپ پہچانتے نہیں آتے تھے۔ بیس سال کے مجاہدہ کے بعد پھر آپ کو کسی کی صحبت سے پہرہ یا سبوتے کی تلقین کی گئی۔ چنانچہ اس خیال سے آپ نے مکہ مکرمہ کا قصد کیا تاکہ اہل اللہ اور مجاہدین کعبہ کی صحبتوں کا لطف اٹھائیں۔ آپ کے وہاں پہنچنے سے پیشتر ہی مکہ مکرمہ کے اولیائے کرام کو یہ اطلاع ملی گئی تھی کہ آپ آ رہے ہیں۔ وہ آپ کے استقبال کے لئے آئے آپ کو دیکھا کہ صورت بدلی ہوئی ہے اور سوائے سانس کے آپ کے جسم میں اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اولیائے کرام نے پوچھا، ابو عثمان! بیس سال کی صحرا نوردی کے تاثرات کیا ہیں کن کن وادیوں کی سیر کی اور وہاں کیا کیا مشاہدات کئے۔ آپ نے فرمایا کہ بے نووی کے عالم میں حکم لگانا رہا، اس آفتاب میں خود فراموشی اور مدہوشی کا دور دورہ رہا، نومیدی اور فروتنی کی حالت میں لوٹ آیا ہوں۔ اولیائے کرام نے کہا، اے ابو عثمان! صمود سکر کی جو تعبیرات آپ نے کی ہیں ان کے بعد اب کسی مزید تعبیر کی گنجائش نہیں رہی۔ آپ نے تعبیر کا حق ادا کر دیا ہے۔ سکر کے معناب آپ نے جو برداشت کیے ہیں وہ کچھ کم نہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ظاہر میں سنت کے خلاف عمل ریائے باطن کی علامت ہے۔ آپ نے فرمایا خوف اس کے عدل و انصاف کا نتیجہ ہے اور رجاس کے فضیل و کرم کا حاصل۔ فرمایا جسے خدا سے دوستی ہے وہ دیدار خداوندی کا آرزو مند رہتا ہے نیز فرمایا کہ دانشمند وہ ہے جو اس پر تکیہ کرے جو کچھ اس کے پاس ہے خواہ اسے زیادہ میسر آسکتا ہو۔

آپ نے ربیع الاول ۲۹۸ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ احمد بن محمد بن مسروقؒ

ابو العباس کنیت ہے۔ طوس آپ کا وطن تھا۔ آپ کا شمار مشایخ متقدمین میں ہوتا ہے بغداد میں آپ کا مستقل قیام تھا۔ آپ حضرت شیخ علی رودباری کے استاد اور حضرت عارف مجاہدی کے شاگرد ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ سری سقطی اور حضرت

محمود منگولوی کے ہم صحبت تھے۔

سید الطائف حضرت شیخ جنید بغدادی سے روایت ہے کہ حضرت مسروق نے فرمایا، زندگی میں جو شخص بھی تدبیر ترک کرتا ہے اس کی وجہ تن آسانی ہوتی ہے یا آرام طلبی۔ آپ نے فرمایا کہ باطل کی جانب زیادہ مائل ہونے سے عرفان حق کی لذت جاتی رہتی ہے۔

آپ نے ۲۰۹ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ طلحہ بن محمد صیاح نسلی

آپ حضرت شیخ ابوالعثمان حیری کے باصفا مرید تھے اور اپنے زمانے میں بلند مرتبہ شیخ تھے۔ آپ نے ۳۰۲ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ یوسف بن حسین ازمی

کنیت ابویقوب ہے۔ مشایخ معتقدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت ذوالنون مصری سے شرف بیعت حاصل ہے امام احمد بن حنبل کے شاگردوں میں گنے جاتے ہیں۔ آپ نے کافی عمر پائی ہے اکثر مشایخ کی صحبتوں سے بہرہ یاب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے فرمایا، میں نے سنا تھا کہ حضرت ذوالنون مصری کو اسمِ عظیم کا علم ہے میں نے کافی عرصہ تک ان کی خدمت کی اور ان سے اسمِ عظیم سیکھنے کی درخواست بھی کی۔ آپ نے ایک دن مجھے ایک طباق دیا کہ اسے میں آپ کے فلاں فلاں دوست کے پاس پہنچا دوں طباق ڈھکا ہوا تھا۔ میں یہ طباق لے کر چل دیا۔ راستے میں خیال آیا کہ اس میں کیا چیز ہے؟ اسے دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے کھول کر دیکھا تو اس میں ایک چوہا نکل بھاگا۔ میں دل میں سوچا کہ شیخ نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے، ناراض ہو کر میں واپس شیخ کی خدمت میں پہنچا مجھے واپس آنا دیکھ کر فرمایا، ایک چوہے کی امانت کی نگہداشت نہ کر کے اسم کی امانت کا بار کیسے اٹھا سکو گے۔

آپ نے ۳۰۳ھ میں بروایت دیگر ۳۰۴ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابوالعباس کسینی

آپ کا اسم گرامی عبداللہ بن محمد بن نافع بن مکرم۔ آپ کا آبائی وطن کسنت ہے جو قندھار کے مضافات میں

ایک موضع کا نام ہے۔ تاریخ ابن کثیر میں ہے کہ شیخ العباس لہستی نے پورے تتر سال تک زمین پر اپنا پہلو نہیں رکھا کسی دیوار اور ستون سے سہارا نہیں لگایا نیشاپور سے حرین شریفین تک برہنہ پا تشریف لے گئے۔ آپ کا قیام برسوں بیت المقدس میں رہا۔

آپ کا وصال ماہ محرم میں ۳۰۴ھ میں ہوا۔

## حضرت شیخ ابو عبد اللہ بن جلال

احمد بن یحییٰ آپ کا اسم گرامی ہے بغداد کے باشندے تھے۔ آخر میں آپ نے ابلہ دشمن میں سکونت اختیار کی۔ شام کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ حضرت شیخ ابوتراب غنیمی کے مرید ہوتے ہیں۔ ریاض الطائفہ اور شیخ لوری کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ شیخ ابوالخیر نہانی نے آپ کو دیکھا کہ آپ ہوا میں پرواز کر رہے ہیں۔ آواز دی کہ پہچان لی، جواب میں کہا کہ تم نے نہیں پہچانا۔ شیخ الاسلام نے فرمایا، ابوالخیر نے نہیں پہچانا اور ابو عبد اللہ نے شرف و مقام کو پہچان لیا۔

آپ نے ۳۰۶ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ حسین بن حلاج

کنیت ابو الغیث ہے۔ وطن اصلی بصرہ فارس ہے۔ آپ پر سکر غالب رہتا تھا۔ حلاج آپ کو اس لئے کہتے ہیں کہ ایک دن آپ نے ایک دوست حلاج کی دوکان پر جا پہنچے ان کو کسی کام سے بھیجا اور خود انگلی کے اشارہ سے رونی ڈھنڈے رہے۔ آپ کے مرتبہ و مقام کے بارے میں مشایخ اختلاف رائے رکھتے ہیں آپ کے مرشد، شیخ عمرو بن عثمان مکی، ابو یعقوب، اور علی بن سہیل اصفہانی وغیرہم نے آپ کو بے حقیقت گردانا ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ آپ جادو گر تھے۔ البتہ مشایخ کی ایک جماعت جس میں شیخ ابوبکر شبلی، ابوالعباس بن عطار، شیخ عبد اللہ خفیف، شیخ ابوالقاسم نصر آبادی، شیخ ابوسعید ابوالخیر، شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری، شیخ ابوالقاسم گرگانی اور شیخ علی بجوری صاحب کشف المحجوب وغیرہم آپ کے بارے میں حسن امتقاد رکھتے تھے۔ ان کا خیال ہے کہ معاملات میں مجبوری، اصل مجبوری نہیں ہوتی۔ صاحب کشف المحجوب نے تحریر کیا ہے کہ میں آپ کا معتقد ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی جانتا ہوں کہ ان کی باتیں ان کی شان کے لائق نہیں ہیں۔



حضرت خواجہ محمد پارسانے فضلی الخطاب میں تحریر کیا ہے کہ بعض کتابوں میں جو یہ مرقوم ہے کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی نے حسین بن منصور حلاج کے قتل کے متعلق فتوے صادر کیا تھا یہ محض افترا پر دازی ہے کیونکہ سید الطائفہ حسین بن منصور حلاج کے واقف سے گیارہ بارہ سال قبل سے سدھار چکے تھے جیسا کہ تاریخ سینن سے پتہ چلتا ہے۔ جو کچھ آپ پر گزری یہ جذبہ شوق کی فراوانی اور عدم ضبط کی وجہ سے تھا۔ جذبہ عشق ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جس کی آگ میں عاشق جل بھنتا ہے اور اُسے خود اپنی خبر نہیں ہوتی۔ اس کی نظر میں محبوب کے سوائے اور کوئی نہیں سما سکتا۔ جو کچھ دیکھتا ہے اس کی نسبت محبوب کی جانب سمجھتا ہے۔ اس کی ظاہری دباطنی نگاہوں میں سب اس کو محبوب نظر آتے ہیں دونوں میں صرف محبوب کی جلوہ آرائی کا نقشہ نظر آتا ہے۔ جب ایک عاشق اس مقام پر فائز ہوتا ہے تو اسے محبوب کے جلووں کی کثرت کا حاصل سمجھتا ہے۔ مولانا جامی نے اس کیفیت کے بارے میں تحریر کیا ہے

بس کہ در جان نگار و سینہ زارم توئی

ہر چہ پیدا می شود از درد پندارم توئی

بعض عارفوں نے بھی اس مقام کی جانب اشارہ کیا ہے

چو در خانہ دل بغیر از تو کس نیست

بہر شکل آئی تو باشی بدانم ۴

لہذا حسین بن منصور اس مقام و حال سے گزر رہے تھے کہ بے خودی کے عالم میں آپ کی زبان سے انا الحق نکل گیا۔ درحقیقت ان کی نظر میں محبوب کے سوائے اور کوئی نہیں سما سکتا تھا جب عالم مثال میں اپنی صورت دیکھی تو اسے بھی محبوب کی صورت سمجھا جیسا کہ عشق مجازی کی انتہا کو پہنچ کر مجنوں کی قوت تیز مفقود ہو گئی تھی وہ لیلیٰ کو نہیں پہچان سکا۔ پوچھا یہ کون ہے؟ جواب میں کہا گیا کہ لیلیٰ یہی ہے جو تیری آرزو کا منبع ہے۔ اس پر مجنوں نے کہا لیلیٰ تو میں خود ہوں

گر آں لیلیٰ از خمیہ بیرون شود

ہم کوہ و صحرا چو مجنوں شود

اگرچہ حقیقت میں مجنوں، لیلیٰ نہیں ہو سکتا لیکن منہائے عشق نے فنائیت کے عالم میں دوئی کے پردے چاک کر دیے

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

کہ ادراک عاجز است از درک ادراک

آپ کا حادثہ قتل بغداد کے باب الطاق میں ۲۵ شنبہ ۲۰۹ھ کو ہوا۔

## حضرت شیخ ابوالعباس بن عطار

آپ کا اسم گرامی محمد بن احمد ہے۔ آپ بغدادی الاصل ہیں۔ علمائے مشایخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے شیخ ابراہیم مارستانی کے شاگرد تھے سید الطائفہ اور شیخ ابوسعید خراز کے ہم صحبت تھے ایک مشہور تفسیر بھی آپ کی یادگاہ ہے۔

آپ کا وصال ذی قعدہ ۳۰۹ھ یا ۳۱۳ھ میں ہوا۔ پہلا قول صحیح ہے۔ قاہرہ باللہ کے وزیر نے جب حسین بن منصور حلاج کو سولی دلوادی تو آپ سے پوچھا کہ حلاج کی بابت آپ کا کیا خیال ہے۔ فرمایا تم اپنا حق اور فرض ادا کرو اور لوگوں کی چاندی پس کر دو۔ وزیر نے کہا کہ تم مجھ سے صحبت کرتے ہو اور تمہیں میرے فعل پر اعتراض ہے یہ کہہ کر وزیر نے حکم دیا کہ آپ کے تمام دانت اکھیر دیئے جائیں اور ایک ایک کو سر پر چڑھ دیا جائے۔ اسی حالت میں آپ کا وصال ہوا۔

## حضرت شیخ ابوبکر رازی

آپ کا اسم گرامی محمد بن زکریا ہے آپ کا شمار مشایخ و اولیائے کرام میں ہوتا ہے مشایخ میں آپ سے زیادہ کوئی رقیق القلب نہ تھا ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نے ۳۱۳ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابوالخیر حمصی

آپ نے اکثر اوقات توکل و تجریدیکی وادیاں قطع کی ہیں۔ آپ نے ۳۱۳ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو محمد حریمی

آپ کا اسم گرامی احمد بن محمد بن حسین ہے ایک دوسرے قول کے بموجب حسین بن محمد اور عبداللہ بن کھمی۔ آپ سید الطائفہ کے مریدین باصفا میں شمار کیے جاتے ہیں جب سید الطائفہ کا وصال ہوا تو لوگوں نے آپ کو سید الطائفہ کی مسند پر بٹھایا آپ فقہ اور اصول فقہ پر اچھی خاصی نظر رکھتے تھے اور اس فن میں آپ کو منصب امامت حاصل تھا۔ سہل بن عبداللہ تستری کئی صحبت میں آپ کا وقت گزارا ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک سال آپ نے مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اس عرصے میں نہ تو سوئے اور نہ کسی سے بات چیت کی نہ زمین کا سہارا لیا اور نہ اپنے پاؤں پھیلانے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اخلاص، یقین کا ثمرہ ہے اور ریاضت کا

نیز فرمایا کہ عارفین باللہ کا مرجع ہدایت ہے اور عوام کا مرجع یاس و حراماں۔  
آپ نے ۳۱۲ھ یا ۳۱۳ھ میں وفات پائی۔ قراسطہ کی جنگ میں شدت تشنگی سے آپ کا وصال ہوا۔

## حضرت شیخ بنان محمد الحمال

آپ کا وطن واسطہ ہے، مصر میں آپ کی مستقل سکونت تھی، صاحب کشف و شہو شیخ تھے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کی صحبت میں رہتے تھے۔ شیخ ابراہیم خواص سے آپ کو شرف ملاقات حاصل تھا۔ حضرت نوری کے استاد و میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

آپ سے روایت ہے کہ میں مکہ معظمہ میں بیٹھا ہوا تھا میرے پاس ہی ایک جوان تھا ایک شخص نے اس نوجوان کے سامنے کچھ درم ڈاکر رکھے اور کہا مجھے ان کی حاجت نہیں ہے اس نوجوان نے کہا کہ مساکین و فقرا میں اسے تقسیم کر دو۔ اس نے اس پر عمل کیا۔ رات کو میں نے اسے دیکھا کہ ایک وادی میں اپنے لئے کسی چیز کی جستجو کر رہا ہے میں نے اس سے کہا، کاش تو ان درموں میں سے کچھ بچا کر رکھ لیتا، کہا مجھے نہیں معلوم کہ میں اس وقت تک زندہ بھی رہوں گا۔  
آپ نے ۳۱۶ھ میں وفات پائی۔ مصر میں مزار ہے۔

## حضرت شیخ محمد بن فضل

ابو عبد اللہ کنیت ہے۔ بلخ کے باشندے تھے۔ حضرت شیخ احمد خضر وید سے نسبت ارادت رکھتے ہیں۔ چند اشخاص نے حسد و بغض کی بنا پر کسی خطا و جرم کے بغیر آپ کو بلخ سے واپس نکال دیا۔ آپ نے شہر کی طرف منہ کر کے اس پر لعنت بھیجی شیخ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد سے اس شہر میں کوئی ولی پیدا نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا، جس درویش کو دنیا کی طلب ہو یہ اس کے ادا بار و تنزل کی علامت ہے نیز فرمایا، زہد نام سے ترک دنیا کا۔ اگر تیرا بس چل سکے تو ایشیا کر اور اگر نہ ہو سکے اس میں تیری کمزوری ہے۔  
آپ نے ۳۱۹ھ میں وفات پائی۔ مہر قند میں آپ کا مزار ہے۔

## حضرت شیخ ابو الحسن راق

شیخ محمد بن سعد آپ کا اسم مبارک ہے۔ نیشاپور کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہے آپ شیخ ابو عثمان حیرتی کے مرید با صفا تھے۔ بڑے جید عالم تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ عفو و درگزر میں کرم یہ ہے کہ قصو معاف کرنے کے بعد پھر دوست کے گناہ اور قصور

کا ذکر کرے۔ ۳۱۹ھ میں آپ نے وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو الحسن ویراجؒ

آپ کا وطن مالوف بغداد ہے۔ حضرت ابراہیم خواصؒ کے خاص الخاص مریدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ نے حالت سماع میں رحلت فرمائی آپ کا سنہ وفات ۳۲۰ھ ہے۔

## حضرت شیخ ابو عمرو دمشقیؒ

شام کے اولیائے کرام میں آپ گنے جاتے ہیں۔ آپ حضرت ابو عبد اللہ جلاً اور نقائے حضرت ذوالنون مصریؒ کے ہم صحبت رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ خدا کے ماسواہر شے لایعنی نظر آئے بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ ماسواہر سے آنکھیں بند رکھے کیونکہ شاہدہ ذات کے وقت یہ مناسب ہی نہیں کہ ماسواہر کی جانب نظر اٹھائی جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے منزہ ہے۔

## حضرت خیر النجاجؒ

کنیت ابو الحسن ہے اور اسم گرامی محمد بن اسمعیل۔ سامرہ کے باشندے تھے آپ نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی سری سقطی کے مریدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کے معاصرین میں سے ہیں۔ حضرت نورؒ، حضرت ابن عطاءؒ، حضرت حریریؒ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ حضرت ابراہیم خواصؒ اور حضرت ابو بکر شبلیؒ دونوں نے آپ کے سامنے توبہ کی۔ آپ نے حضرت شبلیؒ کو حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں بھیج دیا آپ کو نجاج اس لئے نہیں کہتے کہ آپ کا پیشہ نجاجی تھا۔ کتاب نفحات الالاس میں تحریر ہے کہ شام کی نماز کا وقت تھا کہ ملک الموت نے قدم رنج فرمایا آپ نے سر ہانے سے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا صفاک اللہ! تھوڑی دیر توقف کیجئے کہ میں بھی خدا کا بندہ ہوں اور آپ بھی۔ آپ کو خدا نے قبض روح کا حکم دیا ہے اور مجھے یہ حکم ملا ہے کہ جب نماز کا وقت آجائے تو تمام کام چھوڑ کر اسکی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ آپ کو جو حکم ملا ہے وہ قضا نہیں ہوگا۔ ہاں البتہ مجھے جو حکم ملا ہے میں اس کی تعمیل نہ کر سکوں گا۔ پھر آپ نے وضو کیا، نماز پڑھی اور اپنی جان، جان آفریں کو سونپ دی۔

آپ نے ۳۲۲ھ میں وفات پائی۔ آپ نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی۔



## حضرت شیخ ابوبکر الواسطیؒ

آپ کا اسم گرامی محمد بن موسیٰ ہے۔ حضرت ابن فرغانی کے نام نامی سے مشہور ہیں۔ سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ اور شیخ ابوالحسن نوریؒ کے قدیم رفقاء میں سے تھے علمائے مشایخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے ظاہری و باطنی علوم میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ توحید و تجرید میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ صاحب کشف و شہود بزرگ تھے شیخ الاسلام کا بیان ہے کہ خراسان میں توحید و معرفت کا درس جس شان سے واسطیؒ نے دیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ نیز شیخ الاسلام نے فرمایا ہے کہ واسطیؒ نے فرمایا ہے جو کچھ وہ کہتا ہے میرے نزدیک اُسے بعد سے تعبیر کرنا چاہئے اور جسے بعد سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کے وجود و عدم میں کوئی خط فیصل نہیں ہے۔

آپ نے مرویہ وفات پائی۔ صاحب طبقات سلمیٰ کے ارشاد کے بموجب آپ نے ۳۲۰ھ میں وفات پائی۔ محاسن الاخبار کے قول کے مطابق سنہ وفات ۳۲۰ھ ہے۔ دوسرا قول زیادہ صحیح ہے۔ مزار شریف مرویہ ہے۔

## حضرت شیخ ابوبکر کتانیؒ

آپ کا اسم گرامی محمد بن علی جعفر ہے بغداد کے باشندے تھے۔ سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ کے مرید با صفا ہوتے ہیں ساہا سال آپ نے مکہ مکرمہ میں مجاورت کے فرائض سرانجام دیے آپ کو حریح حرم کہتے تھے، آپ نے طواف کے دوران بارہ ہزار بار قرآن حکیم کی تلاوت کی، کمال تیس سال حرم میں گوشہ نشین رہے اور اس تیس سال میں لات دن میں ایک بار وضو فرماتے تھے، اس عرصے میں آپ مطلقاً نہیں سوئے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے مصاحبین میں سے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر خواب میں زیارت ہوتی تھی صرف یہی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرتے اور جوابات پاتے چنانچہ ایک رات میں ۱۵ بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزانہ ۴۱ مرتبہ یا حی یا قیوم یا لا الہ الا انت کا ورد کیا کرو۔ مردہ دل اس کے ذکر سے زندگی پاتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ مخلوق سے انس و عقوبت ہے۔ اہل دنیا سے قرب و محبت ہے۔ اس سے تعلق میں ذلت و خواری ہے۔ تصوف بہترین اخلاق کی تعریف میں آتا ہے جس کے اخلاق و اطوار جتنے اچھے اچھے ہوتے ہیں اتنا ہی وہ تصوف کا محرم اور رازداں ہے نیز فرمایا، محبت محبوب کے لئے ایثار کا نام ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جسم کے سہلے دنیا میں رہو اور دل کے سہلے آخرت میں نیز آپ نے فرمایا کہ استغفار کے مقام پر اظہار شکر گاہ

گناہ ہے اور اس شکر کے مقام پر استغفار بھی گناہ ہے۔  
آپ نے ۳۲۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مکہ مکرمہ میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ ابراہیم بن اور

کینت ابواسحاق ہے شام کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت ذوالنون مصری، سید الطائفہ اور حضرت ابو عبد اللہ جلال سے شرف ملاقات حاصل تھا آپ نے بڑی عمر پائی آپ نے فرمایا تمام مخلوق میں ضعیف و عاجز مخلوق وہ ہے جو ترک شہوت پر قادر نہ ہو۔ قوی تر مخلوق وہ ہے جو اس کے ترک پر قدرت رکھتی ہو، آپ نے فرمایا جو کچھ تجھے ضرورت کے مطابق رنج و محنت کے بغیر حاصل ہو جائے اس پر اکتفا کر، زیادہ طلب کرے گا تو یہ تیرے لئے درد سر اور اذیاب کا موجب ہوگا۔ اور یہ شیوہ تناعت کے خلاف ہے۔ آپ نے فرمایا، درویشوں کا کسی چیز پر اکتفا کرنا توکل ہے اور لوگوں کو دل کی کفایت اسباب و املاک پر غماز کے مترادف ہے۔ نیز آپ نے فرمایا، دنیا میں بھی کچھ دو چیزیں کفایت کرتی ہیں ایک تو درویش کی ہم نشینی اور دوسرے ولی اللہ کا احترام۔  
آپ نے ۳۲۶ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابوالحسن بن محمد مزین

آپ کا اسم گرامی علی ہے بغداد کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی اور سہیل بن عبد اللہ تستری کی صحبت سے فیضیاب ہونے کی سعادت آپ کو حاصل تھی عرصہ دراز تک مکہ مکرمہ میں مجاورت کی خدمات سرانجام دیں مزین نام کے دو اشخاص ہوئے ہیں ایک مزین صغیر اور دوسرے مزین کبیر، آپ مزین صغیر ہیں۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ مزین ایک دفعہ ایک شیر کے نزدیک گئے اور فرمایا..... ثم اصابته فاقبوا شیرا اس جلد مر گیا جب آپ پہاڑ کی چوٹی پہنچے تو آپ نے فرمایا ثم اذا شاء الله شیر زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔  
آپ نے ۳۲۸ھ میں وفات پائی اور دوسرے قول کے مطابق ۳۲۷ھ میں۔ آپ کا مزار مکہ مکرمہ میں ہے۔

## حضرت شیخ ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی محمد بن عبد الوہاب ہے حضرت ابو حفص حداد اور حضرت حمدون قصار کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے۔

آپ کی وفات ۳۲۸ھ میں ہوئی۔

## حضرت شیخ ابو محمد مرش

عبداللہ بن محمد نیشاپوری آپ کا اسم گرامی ہے۔ آپ نے بغداد میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی، شیخ ابو حفص عداد کے مریدین میں سے تھے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی سے آپ کی ملاقاتیں تھیں۔ حضرت ابو حفص آپ کے پاس خود تشریف فرما ہوئے تھے آپ روزانہ ہزار فرسنگ کی مسافت طے کرتے تھے۔ آپ کا سفر برہنہ سرا اور برہنہ پاہ ہوتا تھا۔ کسی شہر میں دس روز سے زیادہ قیام نہیں فرماتے تھے، کبھی کبھی آپ کا قیام تین روز تک ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو صفائے باطن کے مقام پر فائز نہیں پایا جب تک کہ میں نے ظاہر کی آراستگی کی اس درجے میں متکر نہیں کی۔ آپ سے کسی نے کہا کہ غلام شخص پانی کی سطح پر چلتا ہے آپ نے جواب میں فرمایا کہ میرے پاس ایک شخص ہے جو نفس کی مخالفت کرتا ہے اور وہ اس سے زیادہ بزرگ ہے۔ آپ نے ۳۲۸ھ میں رحلت فرمائی۔

## حضرت شیخ ابو یعقوب نہر جوئی

اسم گرامی اسحاق بن محمد ہے آپ کا شمار علمائے مشایخ میں ہوتا ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی اور حضرت عمر بن عثمان مکی کی صحبتوں میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ ساہل سال مکہ مکرمہ کی مجاورت کی خدمت سرانجام دی۔ آپ حضرت ابو یعقوب صوفی سے نسبت ارادت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا دنیا ایک دریا ہے اس کا کنارہ آخرت ہے تقویٰ اس کی کشتی ہے۔ جتنے لوگ ہیں سب مسافروں کا حکم رکھتے ہیں نیز آپ نے فرمایا جس نعمت کا تم شکر یہ ادا کرو وہ نعمت زائل ہو جاتی ہے۔ اگر نعمت کا انکار کرو اور کفران نعمت پر اتر آؤ تو وہ نعمت باقی نہ رہے گی۔ آپ نے فرمایا جو شخص خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھاتا ہے وہ ہمیشہ بھوکا رہتا ہے جو شخص مال کے سبب دولت مند ہے وہ ہمیشہ محتاج مند ہے گا۔ جو شخص یہ چاہے گا کہ مخلوق اس کی ضرورت رفع کرے وہ ہمیشہ محروم رہے گا۔ جو خدا استعانت نہ کرے گا وہ ہمیشہ ذلت اور محرومی کا شکار رہے گا۔

آپ نے ۳۳۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مکہ مکرمہ میں ہے۔

## حضرت شیخ ابو الحسن صالح دینوی

علی بن محمد بن سہیل آپ کا اسم مبارک ہے۔ دینور کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کا قیام مصر میں رہا۔ شیخ ابو جعفر

صید لائی کے مرید با صفا اور شیخ ابوالحسن فرقانی اور ابو عثمان مغربی کے شیخ تھے آپ نے شنبہ کی شب میں ۱۵ رجب ۳۳۱ھ یا ۳۳۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک مصر میں ہے۔

## حضرت شیخ ابوبکر بن طاہر نویریؒ

عبداللہ بن حارث طائی، نام نامی اور اسم گرامی ہے۔ جبل کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر شبلی کے رفقاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ شیخ ابویوسف بن حسین کی صحبت کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے ۳۳۳ھ میں وفات پائی۔

## حضرت عبداللہ متنازلؒ

وحد العصر شیخ اور محرم اسرار و رموز صوفی تھے۔ ظاہری و باطنی علوم پر عمیق نگاہ رکھتے تھے علم حدیث میں کمال کی بالغ نظری رکھتے تھے۔ حضرت شیخ حمدون قصار کے مریدوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ جو سنتوں سے بے رخی برتا ہے وہ فرائض سے بھی رفتہ رفتہ ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ دراصل ترک سنن، ترک فرائض کا پیش خمیہ ہے جو سنن ترک کر دیتا ہے، بدعات کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ کثرت علم کی نسبت ہم ادب کے زیادہ محتاج ہیں۔ فرمایا کہ فقر کی حقیقت دنیا و آخرت سے انقطاع اور خداوندین و دنیا سے استغناء ہے۔ فرمایا عارف وہ ہے جسے کوئی چیز بھی غرور میں مبتلا نہ کرے۔ آپ نے ۳۳۱ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابراہیم بن شیبان لکرمان شہابیؒ

کنیت ابواسحاق ہے مشایخ جبل میں سے ہیں۔ شیخ ابو عبداللہ مغربی اور شیخ ابراہیم خواص کے احباب میں سے ہیں آپ نے فرمایا، جو شخص مشایخ کی حرمت و تکریم نہیں کرتا وہ جھوٹے وعدوں اور لغو باتوں کے چکر میں پھنسا رہتا ہے اور ہمیشہ ذلت و خواری اس کے مقدر میں ہوتی ہے۔ آپ نے ۳۳۳ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو علی مشتولیؒ

آپ اسم گرامی حسن بن علی بن موسیٰ ہے۔ آپ مشتول کے باشندے تھے یہ مشتول ایک قصبہ کا نام ہے جو مصر



سے دس فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ ابوعلی کا تب اور ابو یعقوب سوہمی کے شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ نے ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔ مزار مشمول میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ ابو سعید اعرابیؒ

آپ فارسی الاصل ہیں: نیشاپور میں آپ نے مستقل سکونت اختیار کر لی تھی آپ کو شیخ کبار اپنا مقتدا اور پیشوا تسلیم کرتے تھے۔ حضرت شیخ ابو بکر شبلیؒ کے شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت شبلیؒ بھی آپ کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ آپ نے نیشاپور میں ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ جعفر الحذاریؒ

اسم گرامی احمد بن محمد ہے بصرہ کے باشندے تھے مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ اپنے زمانے میں شیخ حرم کہلاتے تھے آپ نے متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادیؒ کی صحبت کا شرف آپ کو حاصل تھا۔ آپ نے ۳۴۰ھ یا ۳۴۱ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابراہیم بن احمد مولد الصوفیؒ

کنیت ابو محمد ہے آپ کو سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کی صحبت حاصل تھی۔ آپ نے ۳۴۰ھ میں وفات پائی آپ کا مزار شیراز میں ہے۔

## حضرت شیخ ابو القاسم حکیم السمرقندیؒ

ابو اسحاق کنیت ہے۔ امام طریقت تھے۔ شیخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ شیخ ابو عبد اللہ جلا اور ابراہیم قصار کی صحبت حاصل تھی۔ آپ نے ۳۴۲ھ میں رحلت فرمائی۔

## حضرت شیخ ابو القاسم بن عیسیٰ البغدادیؒ

اسحاق بن محمد بن اسمعیل اسم گرامی ہے آپ حضرت ابو بکر وراقؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے بعض آیات قرآنیہ کی تفسیر

آپ نے اشارت و کنایات میں کی ہے۔ ایک دن آپ کی مجلس گرم تھی آپ بعض امور کے فیصلے فرما رہے تھے اس اثنا میں کوئی بزرگ آپ سے ملنے کے لئے حاضر ہوئے چونکہ آپ مشغول تھے اس لئے انہوں نے حوض کے کنارے مصلیٰ بچھایا اور نماز پڑھنے لگے۔ جب نماز سے فراغت پائی تو آپ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا بھائی! یہ تو بازیچہ اطفال ہے۔ صاحب حوصلہ مرد تو وہ ہے کہ بڑے سے بڑے شغل میں رہتے ہوئے خدا سے لڑ لگائے رہے۔ آپ نے یوم عاشورا کو ۳۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار سمرقند میں بمقام موضع جاگردین واقع ہے۔

## حضرت شیخ

آپ کا اسم گرامی فارس ہے۔ حضرت حسین بن منصور حلاج کے خلفائے آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت شیخ ابو منصور ماتریدی کے ہم عصر شیخ تھے۔ آپ نے بروز عاشورا ۳۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار سمرقند میں بمقام موضع جاگردین ہے۔

## حضرت شیخ ابوالعباس سیاری

حضرت شیخ احمد بن سیار کے بھانجے ہوتے ہیں۔ قاسم بن قاسم بن مہدی آپ کا اسم گرامی تھا۔ مرو آپ کا اصل وطن تھا۔ حضرت شیخ ابوبکر واسطی کے مریدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے طریقہ سیارہ آپ کی جانب منسوب ہے اس طریقہ کی بنیاد جمع و تفریق پر ہے ظاہری و باطنی علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ آپ نے ۳۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مرو میں ہے۔

## حضرت شیخ ابوالخیر تہنیاتی الاقطع

آپ کا اسم گرامی حماد ہے قصبہ تہنیات کے ساکن تھے جو مصر کے مضافات میں شامل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تہنیات مغرب سے علاوہ رکھتا ہے۔ آپ زنبیل تیار کرتے تھے شیر جیسے درندے آپ کے تابع تھے۔ آپ بڑے باکمال و روش تھے۔ سید الطائف حضرت جنید بغدادی اور ابو عبد اللہ جلاکی صحبتوں سے بہرہ یاب تھے۔ طریقہ توکل میں آپ کا جواب نہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے کسی کو دیکھا کہ پانی پر چلتا ہے فرمایا یہ کیا بدعت ہے خشکی پر آ اور ساتھ ساتھ چل ایک شخص کو ہوا میں اڑتے دیکھا فرمایا یہ کیا بدعت ہے کہاں جاتا ہے اس نے جواب دیا، ارادہ جو ہے۔ فرمایا چلے آ۔ اور زمین پر چل نعمات اللہ میں آپ کے قطع بیکی تفیصل ملتی ہے۔

آپ نے ۳۲ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو بکر مصری

محمد بن ابراہیم آپ کا اسم گرامی ہے۔ شیخ ابو بکر داتی و قزانی کے استاد اور شیخ وفاق کبیر کے شاگرد ہوتے ہیں۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی اور شیخ نوری کے ہم صحبت تھے۔ آپ نے ۳۲۵ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو مزاحم شیرازی

ابراہیم بن ابراہیم آپ کا اسم گرامی ہے نیشاپور کے رہنے والے ہیں۔ سید الطائفہ، رویم، ابو عثمان حیرتی اور ابراہیم خواص کے صحبت رہے ہیں آپ نے پورے چالیس سال مکہ مکرمہ کی مجاورت کے فرائض سرانجام دیے ہیں اس عرصے میں آپ نے تعظیماً و کرمیاً حرم پاک کی حدود میں پشیاہ تک نہ کیا۔ متواتر ساٹھ حج ادا کئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تیس سال تک سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کا پاخانہ اپنے ہاتھوں سے صاف کیا ہے اور مجھے اس سعادت پر فخر ہے مشایخ وقت جب حلقہ کرتے تھے تو صدر نشینی آپ کے حصے میں آتی تھی کہتے ہیں کہ ایام حج میں ایک عجیب آیا اور کہنے لگائیں نے حج ادا کیا ہے آپ میری ضمانت دیں کہ میں دوزخ میں نہیں جاؤں گا۔ آپ کے دوستوں نے مجھے آپ کے پاس روانہ کیا ہے تاکہ میں آپ سے ضمانت حاصل کروں۔ شیخ نے اس شخص پر ایک اچھتی ہوئی نظر ڈالی اور یہ سمجھا کہ میرے دوستوں نے اس سے مزاحیہ بات کہہ دی ہے چنانچہ آپ نے ایک مستجاب الدعوات درویش کا پتہ بتا دیا اور یہ کہا کہ وہاں جا کر یہ کہنا یا رب اعطی براءة اے رب دوزخ سے مجھے نجات دے۔ تھوڑی دیر بعد وہ عجیب واپس آیا اور اس کے ہاتھ میں سبز رنگ کا ایک کاغذ تھا جس پر یہ مرقوم تھا! بسم الله الرحمن الرحيم هذه براءة فلان بن فلان من الناس۔ یہ پروانہ نجات ہے فلاں بن فلاں کا دوزخ سے۔

آپ نے ۳۲۸ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو مسر حاجی

ابو محمد کنیت ہے۔ بغداد کے محلہ خضر کے ساکن تھے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی اور حضرت ابراہیم خواص کے شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت شیخ ابوالعباس ہنادی کے مرشد ہیں۔ حضرت نوری، حضرت رویم، حضرت سمعون اور حضرت حریری کے ہم صحبت رہے ہیں۔ آپ نے ریابنا کرتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ دو ہزار دوسرے

مشایخ سے میں نے فیض حاصل کیا ہے۔ آپ نے ۵۶ حج کئے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بیمار تھے میں نے آپ سے التجا کی کہ حضرت الاستاذ! اللہ تعالیٰ سے دعائے صحت کیجئے فرمایا کہ میں نے دعا کی تھی جو اب ملا کہ جسم ہماری ملکیت ہے ہم چاہیں تو اسے تندرست رکھیں اور چاہیں تو بیمار کر دیں۔ تجھے یہ حق کہاں پہنچا ہے کہ ہماری ملک میں تصرف کرے۔ تو ہمارا بندہ ہے تیرا کام صرف بندگی ہے اور بس۔

آپ نے ۳۴ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار بغداد کے مقام شونیزیہ میں ہے حضرت سری سقطیؒ اور حضرت شیخ جنید بغدادیؒ کے مزارات کے قریب آرام فرماتے ہیں۔ آپ کی عمر ۹۵ سال کی ہے۔

## حضرت شیخ جعفر بن نصیر الخلدی الخواصؒ

آپ کا اسم گرامی علی بن احمد بن سہیل ہے آپ صلاً پو شنگ کے باشندے ہیں جو ہرات کے مضافات میں موضع ہے خراسان کے حوصلہ مند مشایخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے، حضرت ابو عثمان حریریؒ کے ہم صحبت تھے۔ ابو العباس عطا حریریؒ، طاہر مقدسیؒ اور ابو عمرو دمشقیؒ کی صحبتوں کا لطف اٹھایا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ لوگ تین قسم کے ہیں ایک ویلاً بن کا باطن ظاہر سے بہتر ہوتا ہے دوسرے علماء کہ وہ ظاہر و باطن میں ایک جیسے ہوتے ہیں تیسرے جہال کہ ان کا ظاہر، باطن سے بہتر ہوتا ہے آخر الذکر جماعت جو جہال پر مشتمل ہے وہ اپنے باطن کے ساتھ انصاف نہیں کرتی اور دوسروں سے انصاف کا مطالبہ کرتی ہے کسی نے آپ سے دعا کی درخواست کی خدا تعالیٰ تجھے تیرے نقصان سے محفوظ رکھے۔

آپ نے ۳۴ھ میں وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد ایک درویش آپ کے مزار پر آیا اور خدا سے دنیا طلب کرنے کی درخواست کی۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں، اے درویش! جب تو ہمارے پاس آئے تو دنیا مت طلب کر دنیا چاہتا ہے تو دنیا داروں کی قبر پر جا، ہمارے مزار پر آؤ تو دنیا اور اس کی زینت سے قطع تعلق کر لے۔

## حضرت شیخ ابو الحسن الصوفی القوی شہیدؒ

شام میں آپ کی سکونت مستقل حضرت عبداللہ جلاؒ کی صحبت میں ہے۔ آپ نے ۳۵ھ میں رحلت کی۔

## حضرت شیخ ابو بکر بن اودینوریؒ

ابو محمد کنیت ہے۔ آپ کے والد محترم کا نام محمد بن عبداللہ ہے۔ رسی خاندان کا وطن ہے۔ آپ کا مقام ولادت نیشاپور

ہے۔ آپ کا شمار مشایخ کبار میں ہوتا ہے۔ ظاہری و باطنی علوم پر گہری نظر رکھتے تھے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی، محمد بن فضیل بلخی، رویم، سمون، ابو علی جرجانی اور محمد حاتم و غیر ہم کے ہم صحبت رہے۔ ابو عثمان حیرتی کے رفقا اور احباب میں سے ہے۔

## حضرت شیخ بندر ابن حسین بن محمد بن مہلبت شیرازی

کنیت ابو الحسن ہے آبانی وطن شیراز تھا۔ شیخ شبلی کے مرید تھے اور ابو عبد اللہ خفیف کے استاد ہیں جعفر حداد کے ہم صحبت تھے۔ آپ سے دیانت کیا گیا کہ تصوف کی تعریف کیا ہے فرمایا، ایفائے عہد۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ایفائے عہد یہ ہے کہ جس کی خاطر تو کام کرتا ہے اس کی خاطر کام کو انجام دے۔

آپ کی وفات بہ مقام ارجان ۳۵۳ھ میں ہوئی۔ شیخ ابو ذر عمیر نے غسل میت کا اہتمام کیا۔

## حضرت شیخ عبد الملک بن علی بن عبد اللہ بن عمر گازی

کنیت ابو عمرو ہے۔ گادرون بمقام فارس آبانی وطن ہے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ ابدالوں میں آپ کا شمار تھا۔ صاحب کشف و شہود بزرگ تھے۔ آپ کی وفات ۳۵۸ھ کو ہوئی۔

## حضرت شیخ علی بن بندر ابن حسین الصوفی البصری

کنیت ابو الحسن ہے نیشاپور کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی، رویم، سمون، ابن عطاء اور شیخ حیرتی کے ہم صحبت رہے ہیں۔ اکثر و بیشتر مشایخ سے سرف ملاقات حاصل رہا ہے۔ حدیث کے فن میں سند کا درجہ رکھتے تھے آپ کا ارشاد ہے کہ لوگوں سے زیادہ میل جول ڈبڑھاؤ ان سے علیحدگی میں فائدہ ہے۔ ایک دن شیخ عبد اللہ خفیف کے ہمراہ تہلی پہنچے۔ شیخ ابو عبد اللہ نے آپ سے فرمایا کہ آگے قدم بڑھاؤ۔ ابو الحسن نے فرمایا، آگے کیوں قدم بڑھاؤں۔ حضرت شیخ ابو عبد اللہ نے فرمایا، آپ نے جنید کو دیکھا ہے اور میں نے نہیں دیکھا۔ یہ بات میں نے اس لئے کہی ہے کہ مشایخ کا دیدار بڑی نسبت اور بڑی سعادت ہے۔ اس گروہ مشایخ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا منصب عطا کیا ہے کیونکہ یہ بات، روایت در روایت منتقل ہوتی چلی آئی ہے کما کہ میں نے فلاں بزرگ کو دیکھا ہے اور فلاں شیخ کی صحبت سے لطف اندوز ہوا ہے۔

آپ نے ۳۵۹ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو بکر الدقنی

آپ کا اسم گرامی محمد بن داؤد مشقی ہے روایات میں آیا ہے کہ دینوری الاصل ہیں لیکن آپ کا بیشتر وقت شام میں گزرا ہے آپ شیخ دقاق کبیر کے مرید باصفا تھے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی سے آپ کو ملاقات کا شرف حاصل تھا۔ ایک بار آپ غنجل میں رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ خداوند! تو نے مجھے جو جان بخشی ہے اس میں سے کچھ میرے دل پر ظاہر فرمانا تاکہ مجھے سکون حاصل ہو۔ دعا قبول ہوئی۔ اور کچھ حال آپ پر نکتشف ہو گیا قریب تھا کہ آپ ہلاک ہو جائیں۔ عرض کیا، خدایا! اس راز کو مخفی رکھ کہ مجھ میں اس کی تاب نہیں ہے۔ چنانچہ راز پوشیدہ رکھا گیا۔ آپ نے شام میں ۳۵۵ھ میں وفات پائی آپ کی عمر ۱۲۰ سال کی ہوئی ہے۔

## حضرت شیخ ابو الحسن بن سالم بصری

آپ شیخ ابوطالب مکی کے استاد اور سہل بن عبداللہ تری کے مرید باصفا ہیں حضرت سہل کے مریدوں میں سے سب سے آخر میں آپ نے وفات پائی۔ سنہ وفات ۳۶۵ھ ہے۔

## حضرت شیخ ابو بکر مقبذ

آپ کا اسم گرامی محمد بن احمد بن ایبرہیم ہے جرہ آباد کے باشندے ہیں۔ مشایخ کبار میں سے شمار ہوتے ہیں۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی اور یوسف بن حسین کی زیارت کے شرف سے مشرف ہوئے ہیں۔ حضرت ابو عثمان حیری کی صحبت میں رہے۔ آپ کی وفات ۳۶۵ھ میں ہوئی۔

## حضرت شیخ اسمعیل نیشاپوری

اسمعیل بن نجند بن احمد سلمی اسم مبارک ہے۔ مادری نسبت سے آپ شیخ عبدالرحمن سلمی کے جد امجد ہیں۔ حضرت ابو عثمان حیری کے دستوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے سید الطائفہ کی زیارت کی ہے۔ فن حدیث میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ مستند اور ثقہ محدثین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کی وفات ۳۶۵ھ یا ۳۶۶ھ میں ہوئی۔

## حضرت شیخ ابو عمرو بن نخبہؒ

آپ کا اسم گرامی محمد بن احمد المقرئ ہے۔ یوسف بن حسین بغدادی خراز رازی، مظفر کرمان شاہی، رویم، حریری اور ابن عطاء کے ہم صحبت رہے ہیں روایت ہے کہ چھپاس ہزار دینار آپ کو میراث میں ملے آپ نے یہ تمام رقم فقرا و مساکین پر تقسیم کرادی تو حید و تجرید کے عالم میں آپ نے حج کا احرام باندھا تھا۔ آپ نے ۳۶۶ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو عبد اللہ مقرئؒ

آپ بغداد میں حافظ اور امام تھے۔ حدیث میں عبد اللہ بن احمد بن حنبل کے شاگرد تھے آپ نے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کی زیارت کی ہے۔ ذی الحجہ ۳۶۰ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کا مزار بغداد میں ہے۔

## حضرت شیخ ابو بکر قطبیؒ

آپ کے والد ماجد اسم گرامی محمد بن عیسیٰ نیشاپوری ہے ظاہری و باطنی علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے حاکم ابو عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں تقریباً بیس بیس سال آپ کے ہمراہ رہا مجھے یقین اور اعتماد ہے کہ فرشتے نے اس مدت میں ایک گناہ بھی آپ کے نامہ اعمال میں درج نہیں کیا ہوگا۔ آپ نے ۳۶۷ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو احمدؒ

احمد بن عطاء آپ کا اسم گرامی ہے۔ بشار کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ کتابت حدیث سے جہالت کافر ہوتی ہے آپ نے ۳۶۹ھ میں وفات پائی۔ مقام صور لوبد میں آپ کا مزار ہے۔ جہاں آج کل پانی آنے کے سبب نشان تک گم ہو گیا ہے۔

## حضرت شیخ ابو عبد اللہ ووبائیؒ

محمد بن سلیمان معلوکی القیصر آپ کا اسم گرامی ہے۔ نیشاپور کے باشندے تھے شریعت و طریقت دونوں میں امام وقت تھے۔ حضرت شبلیؒ، حضرت ترکشؒ اور ابو علی ثقفیؒ کی صحبتوں سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ صاحب بن عباد کا بیان ہے کہ

ابو سہیل نے اپنا ثانی نہیں دیکھا اور ہم نے بھی نہیں دیکھا۔ آپ ۲۹ھ میں متولد ہوئے تھے اور آپ نے ۹۷ سال کی عمر میں ۳۶۹ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو سہیل مغلوی رحمہ اللہ علیہ

کنیت ابو اسحاق ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کے ہم صحبت رہے ہیں۔ شیخ ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان سے نصیحت کی درخواست کی فرمایا ایسا کام نہ کرو جس سے پشیمانی اٹھانی پڑے۔ آپ نے ۳۶۹ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابراہیم بن ثابت

آپ کا اسم گرامی محمد بن عمر حکیم ہے۔ آپ ترمذ کے باشندے تھے لیکن زیادہ تر آپ کا وقت بلخ میں گزرا ہے۔ آپ محمد بن علی حکیم ترمذی کے مرید با صفا ہیں۔ شیخ احمد خنزویہ کی صحبت کا لطف اٹھایا ہے۔ آپ صاحب تصانیف بھی ہیں۔ تواریخ، انجیل، زبور وغیرہ صحت سماویہ پر آپ کی اچھی خاصی نظر تھی۔ آپ کو شعر و سخن کا ذوق بھی تھا۔ ایک دیوان بھی آپ سے یادگار ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اگر طمع سے پوچھا جائے کہ تیرا باپ کون ہے تو جواب میں یہ کہا جائے گا کہ قسمت میں شک و شبہ اگر یہ پوچھا جائے کہ تیرا پیشہ کیا ہے تو کہے گی ذلت و خواری میں پڑنا اگر دریافت کیا جائے کہ تیری انتہا کیا ہے تو جواب ملے گا نا اُمیدی۔

آپ نے ۳۷۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار ترمذ میں ہے۔

## حضرت شیخ ابوبکر فراز

اسم گرامی محمد بن ممدون القرظی ہے نیشاپور کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ شیخ ابو علی تقفی، عبد اللہ تنال، ابوبکر شبلی، ابوطاہر الہری اور شیخ مرعش کے ہم صحبت رہے ہیں۔ شیخ عمروسے روایت ہے کہ اگر میری ملاقات شیخ ابوبکر فراز سے نہ ہوتی تو میں کبھی صوفی نہ ہوتا۔ آپ نے ۳۷۰ھ میں وفات پائی۔





## حضرت شیخ ابو الحسن مصریؒ

آپ کا اسم گرامی علی بن ابراہیم ہے۔ بصرہ کے باشندے تھے۔ آپ نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی مذہباً حنبلی تھے۔ شیخ شبلیؒ کے مریدوں میں سے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ سوچ میری اجازت اور میرے اذن کے بغیر طلوع نہیں ہوتا۔ نیز فرمایا کہ میں نے صبح سویرے خداوند قدوس سے درخواست کی کہ خدایا! تو مجھ سے راضی ہے میں تجھ سے راضی ہوں۔ ندا آئی اے کذاب! اگر تو مجھ سے راضی ہوتا تو کبھی ہماری طلب نہ کرتا۔ آپ نے بروز جمعہ ماہ ذی الحجہ ۳۳۷ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو القاسم نصر آبادیؒ

آپ کا اسم گرامی ابراہیم بن محمد بن عمویہ ہے آپ کا مولد اور منشا نیشاپور ہے۔ شیخ شبلیؒ کے مرید تھے ظاہری و باطنی علوم پر نظر رکھتے تھے۔ حدیث و فقہ میں آپ کو مستند سمجھا جاتا ہے۔ آپ نے حضرت واسطیؒ کو دیکھا ہے۔ ابو علی رودباریؒ مرتضیٰ اور ابو بکر طاہر امریؒ کے ہم صحبت ہے ہیں۔ آخر عمر میں آپ نے مکہ مکرمہ کی مجاورت اختیار کر لی تھی جیسا کہ نفحات الانس میں مولانا عبدالرحمن جامیؒ نے تحریر کیا ہے آپ کی وفات ۳۷۲ھ میں ہوئی۔ امام یاقعیؒ کی کتاب محاسن الاخبار اور امام قشیریؒ کے رسالہ کے مطابق ماہ ربیع الاول ۳۷۶ھ میں۔ یہ آخر الذکر قول اقرب الصحت معلوم ہوتا ہے۔

## حضرت شیخ ابو بکر طرسوسی الحرمیؒ

آپ کا اسم گرامی علی بن احمد بن محمد طرسوسیؒ ہے سالہا سال مکہ مکرمہ کی مجاورت کی خدمت سرانجام دی۔ آپ کو طاہر الحرمی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ ابو الحسن مالکی کے شاگرد تھے۔ ابراہیم شبلیان کرمان شاہی کی صحبت آپ کو نصیب ہوئی۔ آپ اپنی نسبت ابراہیم کرمان شاہی سے ظاہر کرتے تھے آپ کی وفات ۳۷۳ھ میں ہوئی آپ کا مزار مکہ مکرمہ میں ہے۔

## حضرت شیخ عبدالواحد بن علی الساریؒ

آپ اپنے ابن عم حضرت ابو العباس سیاریؒ کے شاگرد رشید ہوتے ہیں ایک دن آپ نے صوفیا کی مہمان داری کے

فرائض سرانجام دیے۔ سماع کا اہتمام بھی کیا۔ حرب محفل سماع گرم ہوئی تو کسی ایک پر حال طاری ہو گیا اور وہ ہوا میں ایسا اڑا کر پھر واپس نہیں آیا۔ آپ نے اپنا دولت خانہ صوفیا کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اور خود بھی تصوف کے لئے وقف ہو گئے تھے۔ آپ نے ۱۳۷۵ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ عبداللہ برقی

آپ برقی الاصل ہیں۔ برق خوارزم کے مضافات میں سے ہے بخارا میں سکونت اختیار کر لی تھی علم فقہ، شعر و سخن، نعمتِ نوح اور علم معرفت میں آپ کو منصب امامت حاصل تھا۔ آپ نے ۱۳۷۵ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابونصر سراج

آپ کا اسم گرامی عبداللہ بن علی طوسی ہے اور طاؤس الفقرا کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ نے بہت سی تصانیف یادگار چھوٹی ہیں۔ علم تصوف میں آپ کی ایک تصنیف 'لمحی بہت مشہور ہے۔ آپ کو حضرت شیخ ابو محمد عرش سے ارادت تھی، حضرت سری سقطی اور حضرت سہیل تستری کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ موسم سرما میں آگ سلگنا رہے تھے اور اس دوران میں تعالیٰ و معارف کی گفتگو بھی جاری تھی۔ اس اثنا میں آپ پر کیفیت طاری ہو گئی، دیکھی ہوئی آگ میں سر بسجود ہو گئے۔ لیکن آپ کے جسم پر آگ نے مطلق کوئی اثر نہیں کیا، کسی نے سبب دریافت کیا تو فرمایا جو شخص خدا کی بارگاہ میں اپنی عزت و آبرو کی پروا نہیں کرتا آگ میں اس کا چہرہ کیسے ٹھلس سکتا ہے۔

آپ نے ۱۳۷۵ھ میں وفات پائی۔ طوس میں آپ کا مزار مرجع خلافت ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ جو جنازہ میرے مزار کے سامنے رکھا جائے گا۔ انشاء اللہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ آپ کی وصیت کے مطابق اہل طوس اپنے جنازے آپ کے مزار عالیہ کے قریب رکھ دیتے ہیں۔

## حضرت شیخ ابوالقاسم المقرئ

آپ کا اسم شریف جعفر بن احمد بن محمد المقرئ ہے۔ آپ ابو عبداللہ مقرئ کے بھائی ہیں خراسان کے مشایخ میں شمار کیے جاتے تھے۔ ابن عطاء، حریری، ابوبکر بن ابی سعدان، ابوعلی رودباری اور ابوبکر مشاد دینوری کی صحبتوں میں رہے ہیں۔ آپ کی وفات نیشاپور میں ۱۳۷۵ھ میں ہوئی ہے۔

## حضرت شیخ ابوبکر کلاباویؒ

آپ کا اسم گرامی محمد بن ابراہیم بن یعقوب الکلاباوی البخاری ہے۔ تعلق آپ کی مشہور تصنیف ہے بعض بزرگوں کا بیان ہے کہ اگر کتاب تعرف نہ ہوتی تو تصوف سے کوئی آشنا نہ ہو سکتا۔ آپ کی وفات بخارا میں بروز جمعہ ۱۹ جمادی الاول ۳۸۳ھ کو ہوئی۔ دوسرے قول کے مطابق ۳۸۲ھ سنہ وفات ہے۔

## حضرت شیخ ابو الحسن حسینیؒ

آپ کا اسم گرامی اقبال ہے اور لقب طاووس الحرمین۔ روایات میں آیا ہے کہ جب کبھی آپ روضہ مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوتے اور سلام علیک یا رسول اللہین عرض کرتے جو اب میں وعلیک السلام یا طاووس الحرمین کی ندا آتی۔ آپ ہمیشہ نثر اد غلام تھے۔ اپنی غلامی کے ایام میں بھی آپ کا شغل یاد الہی تھا۔ ان کا مالک ہمیشہ ان سے یہ کہتا کہ مجھ سے کچھ طلب کرو لیکن آپ کبھی دست سوال دراز نہیں کرتے تھے۔ ایک دن مالک نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا، اگر تو مجھ پر کوئی احسان کرنا چاہتا ہے تو مجھے خدا کے لئے آزادی دے دے، مالک نے کہا میں کئی سال قبل تجھے آزاد کر چکا ہوں، حقیقت میں تو میرا مالک ہے اور میں تیرا غلام ہوں پھر آپ مالک سے رخصت ہو کر بغداد پہنچے۔ ساٹھ سال کامل ترین شریفین کی مجاورت کی اور کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ جب کبھی کسی سے کچھ مانگتے گا داعیہ پیدا ہوتا تو ہاتھ غیبی آواز دیتا، تم کو شرم نہیں آتی جس منہ سے یہیں سجدہ کرتے ہو ہلکے غیر کے آگے اسے خوار کرتے ہو۔ شیخ عمود اور شیخ ابوالعباس آپ کی ملاقات پر فخر فرماتے تھے۔ آپ کی وفات مکہ معظمہ میں ہوئی سنہ وفات ۳۸۳ھ ہے۔

## حضرت شیخ احمد بن ابراہیم المسبوحیؒ

ابوعلی کنیت تھی۔ بغداد کے مشایخ متقدمین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ شیخ سری سقطیؒ کی صحبت کی سعادت نصیب ہوئی۔ روایات میں آیا ہے کہ آپ نے صرف ایک قمیص، ایک چپل اور ایک چادر سامان سفر لے کر حج ادا کیا بغداد سے مکہ معظمہ تک کا تمام راستہ صرف ایک سیب سونگہ کر کے کیا۔ آپ کی وفات شعبان کے مہینے میں ۳۶۶ھ میں ہوئی۔ عمر ۸۳ سال پائی۔

## حضرت شیخ ابوالحسن بن سمعون

آپ کا اسم گرامی محمد ہے۔ ناطق لقب تھا، ناطق بالحکمۃ مشہور تھے ابن سمعون کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ بغداد کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ شیخ شبلی کے معاصرین میں سے تھے۔ ابن سمعون کا ارشاد ہے، جس بات میں یاد الہی کا پہلو نہ ہو وہ مہمل اور لغو ہے۔ جس سکوت میں فکرت نہیں ہے وہ غفلت ہی غفلت ہے۔ جس کی نظر، عبرت میں نہیں ہے وہ لہو و لعب ہے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا ہے کہ ابن سمعون کے برابر نیک ہونا آسان نہیں ہے۔

آپ کی ولادت ۳۳۵ھ میں ہوئی اور وفات بروز جمعہ ۵ اذی قعدہ یا ذی جو ۳۸۶ھ میں ہوئی۔ جس کمرہ میں آپ رہتے تھے وہیں مدفون ہوئے ۳۹ سال کے بعد جب لوگوں نے آپ کو قبرستان میں منتقل کرنا چاہا تو دیکھا کہ آپ کا کفن بالکل بے داغ تھا۔

## حضرت شیخ ابوطالب مکی

محمد بن علی بن عطیہ الحارثی اسم سامی و نام نامی ہے۔ جائے پیدائش مکہ معظمہ ہے، آپ کو حضرت شیخ ابوالحسن محمد بن ابی عبداللہ احمد بن سالم البصری سے نسبت ارادت تھی۔ آپ نے جمادی الآخر ۳۸۶ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابوبکر السوسی

آپ کا اسم گرامی محمد بن ابراہیم الصوفی السوسی ہے۔ شام میں آپ کا مستقل قیام تھا۔ صاحب کشف و شہود بزرگ تھے آپ نے دمشق میں ماہ ذی الحجہ ۳۸۶ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابوالقاسم دینوری واعظ

عبد الصمد بن عمرو بن اسحاق آپ کا اسم گرامی ہے، فقہ و حدیث، زہد و تقویٰ، مجاہدہ نفس اور صدق معاملہ میں اپنے وقت کے امام تھے آپ کی وجہ معاش یہی کہ عطارد کی دوائیں کوٹ چھان کر روزی کاتے تھے۔ آپ نے ہندوستان ۲۴ ذی الحجہ ۳۹۶ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار امام محمد بن حنفیہ کے مزار کے قریب ہے۔

## حضرت خواجہ کبیری بن عماد الشیبانی

آپ سمنان کے باشندے تھے۔ آپ نے شیخ عبداللہ حقیف کی زیارت کی ہے۔ شیخ الاسلام حضرت خواجہ عبداللہ

انصاری نے آیام طفولیت میں آپ کو دیکھا تھا۔ خواجہ یحییٰ نے ارشاد فرمایا، ہمارے بعد ہمارے قائم مقام عبداللہ ہوں گے۔ آپ نے ملحدین اور متبعین کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔ شیخ الاسلام نے فرمایا علم کے نشانات ہرات میں حضرت خواجہ یحییٰ نے کرائے تھے۔ آپ نے ۱۲۴۰ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ عثمان بن ابو عمر باقلائیؒ

آپ اپنے دور کے مشایخ میں شمار کیے جاتے تھے کبھی اپنے مکان سے باہر نہیں تشریف لاتے تھے صرف نماز جمعہ کے لئے باہر آتے۔ کچھ کے چند درخت گھر میں تھے اور ان سے جو کچھ میسر حاصل ہوتی تھیں، انہی پر آپ کی روزی کا دار و مدار تھا۔ آپ نے ماہ رجب ۱۲۴۰ھ میں وفات پائی۔ ۸۴ سال کی عمر پائی ہے۔

## حضرت شیخ ابو الحسن جہضم ہوانیؒ

آپ کا اسم گرامی علی ہے۔ کوکنی اور جعفر غلدی کے تلامذہ میں سے تھے۔ بلند پایہ مشایخ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ کی ایک مشہور تصنیف ہجرتِ اسرا ہے۔ اس کتاب میں غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے خوارق و کرامات اور احوال و آراء کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔ آپ نے ۱۲۴۰ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو عبد اللہ دستانیؒ

آپ کا نام نامی محمد بن علی دستانی ہے۔ شیخ المشایخ لقب تھا۔ آپ کا سلسلہ ارادت تین واسطوں سے حضرت شیخ عمر بسطامیؒ تک منتهی ہوتا ہے۔ مؤخر الذکر سلطان العارفين حضرت بایزید بسطامیؒ کے مرید اور بھتیجے تھے۔ حضرت شیخ ابو عبد اللہ دستانیؒ حضرت خواجہ ابوالحسن فرقانیؒ کے معاصر اور رفیق تھے۔ آپ نے ماہ رجب میں ۱۲۴۰ھ کو عمر ۷۵ سال وفات پائی۔

## حضرت شیخ عبد اللہ طاقیؒ

آپ کا اسم گرامی محمد بن فضل بن الطاقی سجستانی البروی ہے۔ حضرت موسیٰ بن عمران حیرنیؒ کے مرید ہوتے ہیں۔ شیخ الاسلام کے متبعین اور اساتذہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

آپ نے ۱۲۴۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار ہرات میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ ابو منصور صوفیؒ

اپنے زمانے کے مشیخ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ بڑے بلند پایہ صوفی صافی تھے۔ آپ نے ماہ رمضان المبارک ۴۱۶ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ سالار مسعود غازیؒ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رقمطراز ہیں۔ کہ آپ سلطان محمود غزنویؒ کی فوج کے مجاہدین میں تھے۔ اوائل اسلام میں آپ نے ہندوستان میں متعدد فتوحات کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ نے اسی سلسلہ میں شہادت پائی۔ خوارق و کرامات کا ظہور وفات کے بعد ہوا۔ آپ کے معتقدین کا حلقہ بڑا وسیع ہے شہادت کا سال ۴۶۹ھ ہے۔ مزار مبارک بہرائچ میں ہے۔ آپ کے عرس کی تقریب میں ہر سال ہزاروں زائرین دور دور سے حاضر ہوتے ہیں اور نذر و نیاز پیش کرتے ہیں۔

## حضرت شیخ ابو علی سیاہ

مرو کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ابو العباس قصاب اور احمد نصر کے معاصرین میں سے تھے۔ استاد ابو علی دقاق کی صحبت سے استفادہ کیا۔ شروع میں آپ کا پیشہ زراعت تھا۔ تیس سال کامل روزہ سے رہے اور کسی کو پتہ تک نہیں چلا۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کوئی ایسا بھی ہے جسے مخلوق کے محبوب سے آگاہی ہو۔ آپ نے فرمایا، ہاں ضرور ہے اس نے کہا تو پھر اللہ تعالیٰ ستار العیوب نہ ہوا، شیخ نے فرمایا، اپنے آپ کو محض رکھ۔ یہ فرمایا تھا اور وہ اس وقت سے سوجتا اور پھولتا چلا گیا، جو کپڑے اس نے پہنے ہوئے تھے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جسم سے گر پڑے اور وہ برہنہ رہ گیا۔ لگا کر یہ وزاری کرنے آپ نے دعا فرمائی اور وہ پھر اپنی اصل حالت پر لوٹ آیا۔ آپ نے شعبان کے مہینے میں ۲۴ھ کو مرو میں انتقال فرمایا۔

## حضرت ابو اسحاق بن شہریار کا زونیؒ

آپ کا اسم گرامی ابراہیم ہے۔ فارس وطن مالوت ہے۔ آپ کی نسبت ارادت حضرت شیخ ابو علی حسین بن محمد فیروز آبادی سے ہے۔ آپ نے ابو حنین جہنم کی صحبت سے کسب فیض کیا ہے۔ حدیث میں آپ کو درجہ استنا

حاصل ہے۔ صاحب کشف المحجوب کے معاصرین میں سے تھے لیکن آپ سے ان کی ملاقات نہیں ہو سکی۔  
 روایات میں آیا ہے کہ کسی وزیر کو شیخ سے عقیدت تھی، اس نے ہر چند چاہا کہ آپ کی خدمت میں کوئی نذر  
 عقیدت پیش کرے لیکن آپ نے اس سے کوئی چیز قبول نہیں فرمائی۔ کچھ دنوں کے بعد اس نے آپ کے پاس پیغام  
 بھیجا، چونکہ آپ تو کوئی چیز قبول نہیں فرماتے تھے اس لئے میں نے یہ کیا کہ آپ کی خاطر اور یہ نیت ثواب میں نے چند  
 غلام آزاد کر دیے ہیں۔ شیخ نے پیغام کے جواب میں یہ کہلا بھیجا، تمہارے احسان کا شکر یہ ادا کرتا ہوں لیکن غلاموں کو  
 آزاد کرانا میرا طریق نہیں ہے میرا مشرب تو یہ ہے کہ جو آزاد ہیں انہیں مہر و مروت اور احسان سے غلام بناؤں۔  
 آپ نے ذی قعدہ ۲۶ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو منصور محمد الانصاری

آپ کے والد محترم کا اسم گرامی حضرت خواجہ عبداللہ الانصاری ہے۔ حضرت شریف حمزہ عقیل کے مریدوں میں آپ کا  
 شمار ہوتا ہے۔ آپ نے حضرت ابوالمظفر ترمذی سے کسب فیض کیا۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ شیخ احمد کو فانی نے مجھ سے  
 ایک بار کہا، تم نے تمام دنیا کی سیر کی لیکن اپنے باپ جیسا کسی کو بھی نہ پایا نیز آپ نے فرمایا کہ میں نے کچھ اوپر تر سال  
 حصول علم پر صرف کیے، اصلاح امتقاد اور کسب علم کے سلسلے میں بڑی بڑی صعوبتیں برداشت کیں لیکن یہ سب کچھ میں نے  
 اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔

آپ نے ماہ شعبان ۳۳۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک حضرت شریف حمزہ عقیل کے مزار کے قریب بلخ  
 میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ ابو سعید ابو الحسن علیہ السلام

آپ کا اسم مبارک فضل اللہ ہے۔ خراسان کے ایک مقام مہتہ کے باشندے تھے، اپنے وقت کے شیخ کامل اور  
 سرگروہ اہل طریقت تھے۔ ظاہری و باطنی علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ آپ کو حضرت شیخ ابو الفضل بن حسن سرفسی  
 سے نسبت ارادت رکھتے تھے۔ آخر الذکر حضرت ابو نصر سراج کے مرید اور وہ حضرت ابو محمد مرعش کے اور وہ سید الطائف  
 حضرت جنید بغدادی کے مرید تھے۔ شیخ ابو الفضل کے وصال کے بعد آپ نے شیخ عبدالرحمن سلمیٰ سے خرقہ ولایت پہنا۔  
 بعض مشکل مسائل کے حل کے لئے ایک سال کامل حضرت شیخ ابو العباس قصاب مکی کی خدمت میں رہے۔ ایک سزا

شیخ ابوالعباس خاقانہ سے باہر شریف لائے۔ چونکہ آپ نے قصد کرائی تھی اس لئے رگ کھلی ہوئی تھی۔ شیخ ابوسعید کو پتہ چلا تو گوشتہ عاقبت سے باہر آئے اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہو دی۔ ہاتھ دھلا کر رگ باندھی پھر لباس اتار کر اپنے کپڑے پیش کئے۔ شیخ نے یہ کپڑے زیب تن کئے۔ شیخ ابوسعید نے آپ کے کپڑے دھوئے اور سکھا کر شیخ کے پاس لائے شیخ نے حکم دیا کہ تم یہ کپڑے پہن لو۔ شیخ ابوسعید نے کپڑے پہنے اور گوشہ میں جا کر بیٹھ گئے۔ صبح سویرے جب دوسرے اصحاب آئے تو یہ دیکھ کر شیخ ابوسعید نے شیخ ابوالعباس کے اور شیخ ابوالعباس نے شیخ ابوسعید کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں تو انہیں تعجب ہوا۔ شیخ ابوسعید نے تصوف کے موضوع پر نہایت سلجھے ہوئے اشعار کہے ہیں ان میں یہ رباعیاں نمونہ کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔

جم ہمہ اشک گشت و چشم بگریست  
از من اثر سے نماذای عشق از چہیت

در عشق تو بے چشم ہمہ باید رست  
چو من ہمہ معشوق شدم عاشق کیت

دراہنگانگی نہ کفر است نہ دین  
ایک گام ز خود بروں نہ در راہ ہیں

اے جانِ جہاں تو راہِ اسلام گزریں  
باماریہیں و بانود منشیں

تا سوائے ترا بدیم اے شمع طراز  
نے کارکنم نہ روزہ دارم نہ نماز

چو باتو بوم محبتا من جملہ نماز  
چوں بے تو بدم نمنا من جملہ مجاز

مندرجہ ذیل رباعی بھی آپ کا نتیجہ فکر ہے اور فتح بخار کے لئے آزمودہ ہے اسے کاغذ پر لکھ کر باندھ لیا جائے۔

اے درصفت ذات تو حیراں کہ مر  
وز جملہ جہاں خدمت در کار تو بہ

علت تو ستانی و شفا ہم تو دہی  
یارب تو بفضل خویش بستان بدہ

شیخ سے دریافت کیا گیا کہ تصوف کی تعریف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جو راز ہے مخفی ہے اور جو کچھ ہاتھ میں ہے اسے دوسروں پر خرچ کر ڈالنا چاہئے۔ جو کچھ تیرے اوپر وارد ہوا اسے بخوشی برداشت کر۔ آپ سے کہا گیا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے آپ نے فرمایا یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے بعض پرندے پانی کے نیچے بھی چلے جاتے ہیں۔ کسی نے آپ سے کہا، حضرت فلاں شخص ہو میں پر داز کرتا ہے، آپ نے فرمایا، کو سے اور مرغایاں بھی ہوا میں اڑتی ہیں۔ کسی نے کہا، فلاں شخص ایک لمحہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچ سکتا ہے۔ فرمایا، شیطان ایک لمحہ میں مشرق سے مغرب پہنچ جاتا ہے ان خوارق کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ مرد وہ ہے جو مخلوق خدا کے درمیان ہے اور لین دین کا معاملہ رکھے، اہل و عیال میں زندگی بسر کرے لوگوں سے بھی تعلق رکھے اور پھر ایک لمحہ کے



لئے بھی خدا سے عظمت نہ برتے۔

آپ یکشنبہ ماہ محرم ۱۳۵۷ھ میں متولد ہوئے شب جمعہ ۱۳ شعبان ۱۳۴۰ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ نے تراسی سال چار ماہ کی عمر پائی۔ حضرت شیخ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ مندرجہ ذیل ابیات ہمارے جنازہ کے سامنے پڑھے جائیں۔

خوب تر اندر جہاں ازین چہ بود کار دوست بردوستت یا بہ یا

آل ہمہ اندوہ بودایں ہمہ شادی وال ہمہ گفتار بودو ایں ہمہ کردا

آپ کا مزار بہنہ میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ محمود <sup>علیہ</sup>

ابو اسمعیل کنیت ہے۔ آپ کا اسم گرامی احمد بن محمد بن حمزہ صوفی تھا۔ شیخ ابو العباس نہادندی نے آپ کو عمکو کا لقب عطا فرمایا تھا۔ آپ نے متعدد مشایخ سے کسب فیض کیا ہے۔ شیخ الاسلام کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ آپس میں کمال درجے کا اتحاد و اتفاق تھا۔ آپ نے ماہ رجب ۱۳۴۱ھ میں وفات پائی۔ کل ۹۲ سال کی عمر پائی۔ آپ کا مزار گاؤں گاہ ہرات میں جامع مسجد کے قریب ہے۔

## حضرت شیخ ابو عبد اللہ ماکوریہ

علی محمد بن عبد اللہ اسم گرامی ہے ابن ماکوریہ کے لقب سے شہرت پائی ہے۔ ایام جوانی میں شیخ ابو عبد اللہ خنیف کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں استاد ابو القاسم قشیری، شیخ ابو سعید اور شیخ ابو العباس نہادندی سے ملاقات کا شرف حاصل تھا۔ آپ نے ۱۳۴۲ھ میں بمقام شیراز وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو الحسن روزی

علی بن محمود بن ابراہیم اسم گرامی ہے اپنے دور کے مشائخ کبار میں سے تھے۔ حضرت شیخ ابو الحسن حضری سے نسبت ارادت تھی۔ شیخ عبد الرحمن سلمی سے کسب فیض کیا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ میں نے ایک ہزار مشایخ سے ملاقاتیں کی ہیں۔ اور ہر ایک کی بابت مجھے کچھ نہ کچھ معلوم ہے۔ رباط روزی آپ کی جانب منسوب ہے جو آپ نے اپنے پیرومرشد شیخ ابو الحسن کے لئے تعمیر کرائی تھی۔ آپ نے ماہ رمضان المبارک میں ہجرت ۸۵ سال وفات پائی۔

## حضرت شیخ علی بھجوری

کنیت ابو الحسن ہے، والد ماجد عثمان بن ابی علی الجلبابی الغزنوی تھے۔ حضرت شیخ علی بھجوری صاحب صحو تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ سلسلہ جنید پیر سے تعلق رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ سکر بازیچہ اطفال ہے اور صحو کار مردان خدا۔ میں علی بن عثمان الجلبابی اپنے شیخ کا متبع ہوں۔ صاحب سکر کا کمال صحو ہوتا ہے اور صحو کا ادنیٰ درجہ دیدار سے محرومی ہے کیونکہ اس حالت میں بشریت کا حجاب غالب رہتا ہے پس وہ صحو جو آفت معلوم ہو وہ عین سکر سے بدرجہا بہتر اور اعلیٰ ہے۔ آپ حضرت شیخ ابو الفضل النخعی کے مریدین میں سے تھے جو شیخ حضری کے واسطے سے حضرت ابو بکر شبلی سے منسوب تھے۔ آپ نے شیخ ابوالقاسم گرگانی، شیخ ابوسعید ابوالخیر اور شیخ ابوالقاسم قشیری سے کسب فیض کیا ہے۔ آپ حنفی المذہب تھے، غزنی الاصل تھے۔ جلباب اور بھجور غزنیوں کے دو محلوں کے نام ہیں پہلے ایک محلے میں پھر دوسرے محلے میں منتقل ہو گئے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کی قبر غزنیوں میں واقع ہے۔ آپ نے ایک مسجد بھی تعمیر کرائی تھی جس کی محراب دوسری مسجد کی نسبت جنوب کی طرف مائل تھی۔ اس وقت کے علماء نے اس محراب کی سمت سے متعلق اعتراض کیا تھا چنانچہ ایک دن آپ نے سب کو جمع کیا، خود امامت کے فرائض سرانجام دیے اور نماز کے بعد حاضرین سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا کہ دیکھئے کعبہ کس جہت میں ہے دیکھا تو تمام درمیانی محرابات مرتفع ہو گئے تھے اور کعبہ مجازی نظر آ رہا تھا۔ آپ کا مزار مسجد کے موافق سمت میں ہے۔ آپ کے والد ماجد کی قبر بھی آپ کے ماموں تاج الاولیاء کے مزار سے متصل غزنیوں میں ہے۔ آپ کا تمام خاندان زہد و ورع اور صلح و فلاح میں سربراہ اور وہ تھا۔ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔ ان میں کشف المحجوب زیادہ مشہور ہے اور اسی کتاب کی جامعیت میں کسی کو بھی کلام نہیں ہے۔ یہ تصنیف درحقیقت ایک رہنمائے کامل کا درجہ رکھتی ہے کتب تصوف میں اسے ایک مرشد کامل کی حیثیت حاصل ہے۔ فارسی زبان میں ایسی جامع و مانع کتاب آج تک تصنیف نہیں کی گئی۔

متعدد خوارق و کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔ بارہا آپ نے تجرید و توکل کی بنیاد پر سیر سیاحت کی ہے۔ بڑی سیر سیاحت کے بعد دارالسلطنت لاہور میں سکونت اختیار کرنی۔ ان اطراف کے تمام باشندے آپ کے مریدین اور معتقدین ہیں۔ لاہور ایک نہایت ممتاز اور معزز شہر ہے اس جیسا شہر روٹے زمین پر اور کوئی نہیں ہے۔ آج وہاں اولیائے صالحین اور علماء و فضلا کا مرکز بنا ہوا ہے۔ یہاں بہت سے مشایخ اور اولیاء اللہ کے مزارات ہیں۔ ایک مشہور روایت ہے کہ شہر لاہور کے محلہ طلایں اس وبا سے قبل جو لاہور میں پھیلی ہوئی تھی مردوزن اور صنیر و کبیر ان گنت تعداد میں حفاظ موجود تھے۔

آپ نے ۴۵۶ھ یا ۴۵۷ھ میں وفات پائی۔ مزار مبارک لاہور کے مغربی قلعہ میں واقع ہے۔ ہر جمعرات کو آپ کے

روضہ انور پر ہزاروں آدمی حاضر ہوتے ہیں اور یہ مشہور ہے کہ جو شخص چالیس جمعراتیں یا چالیس دن کامل روضہ کا طواف کرے اس کی ہر حاجت پوری ہوتی ہے یہ عاجز و فقیر بھی آپ کے روضہ اور آپ کے والدین نیز ماموں تاج الاولیاء کے مزارات پر حاضر ہوا ہے۔

## حضرت شیخ ابو القاسم قشیری

آپ کا اسم گرامی عبدالکریم بن ہوازن قشیری ہے خراسان کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ رسالہ قشیریہ اور تفسیر لطائف الاشارات آپ کی مہتمم باک ان تصانیف ہیں۔ حضرت شیخ ابو علی دقاق کے داماد بھی ہیں اور مرید بھی۔ شیخ ابو علی فارسی آپ کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہے ہیں صاحب کشف المحجوب کا بیان ہے کہ امام قشیری سے میں نے آپ کے ابتدائی حالات سے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ ایک نوجو مجھے اپنے مکان کا سوراخ بند کرنے کی ضرورت پیش آئی جو پتھر میں اس غرض سے اٹھاتا تھا۔ وہ میں خود ہو جاتا تھا۔ آپ کی وفات بیس الآخری ۶۶۵ھ میں ہوئی۔

## شیخ الاسلام حضرت خواجہ عبدالنصاری

کنیت ابوالسعید ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابو منصور محمد الانصاری ہوتے ہیں۔ لقب شیخ الاسلام ہے۔ نفحات الانس اور اس کتاب میں جہاں کہیں بھی صرف شیخ الاسلام مذکور ہے اس سے آپ ہی شخصیت مراد ہے۔ اپنے والد ماجد کے ہاتھ سے خرقہ طریقت پہنا تھا۔ ہرات کے باشندے تھے۔ آپ حضرت ابو ایوب انصاری کی اولاد میں سے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور میزبان تھے۔ آپ کے مورث اعلیٰ عہد عثمانی میں اصحاب بن قیس کے ہمراہ خراسان آئے اور ہرات میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ شیخ الاسلام کا شمار مشایخ کبار میں ہوتا ہے۔ آپ سے متعدد خوارق و کرامات کا ظہور ہوا۔ اپنے زمانے میں بے مثل و بے مثال شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ جب میری عمر ۹۰ سال کی تھی تو قاضی مجھے دہلا بولتے تھے جب میں چودہ سال کا ہوا تو مجھے درس گاہ ادب میں داخل کر دیا گیا اس درس گاہ میں سب سے کم عمر میری تھی۔ میں عربی میں شعر کہتا تھا لوگ مجھے حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ کے کلام کا مجھ کو چند ہزار بیت سے زیادہ پر مشتمل ہے۔ آپ کے بیان کے مطابق آپ کو ایک لاکھ اشعار حفظ تھے۔ تین لاکھ حدیثیں نوک زباں تھیں جو آپ نے ہزاروں اساتذہ فن سے حاصل تھیں۔ آپ فرماتے ہیں کسی نے بھی میرے زمانے میں وہ کچھ نہیں کیا جس کا ظہور مجھ سے ہوا ہے۔ اگر کوئی اپنے جسم پر ہاتھ رکھ دیتا اور مجھ سے یہ دریافت کرتا کہ یہ کیا ہے؟ تو میں اس کے جواب میں حدیث سے استشہاد کر سکتا

ہوں۔ فرمایا میں نے تین سو اشخاص سے حدیث کی سماعت و کتابت کی ہے اور یہ سب علم حدیث میں اصحاب فن تھے، فرمایا کہ قاضی ابراہیم نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی خواب میں زیارت کی ہے۔ میں نے عرض کیا، اے خدا! بندہ تجھ تک کیسے رسائی حاصل کر سکتا ہے، فرمایا کہ اس وقت کہ کوئی مانع نہ ہو یعنی کوئی ایسی بات نہ ہو جو میرے اور بندے کے درمیان حجاب نہ بن جائے۔

آپ بروز جمعہ غروب آفتاب کے وقت ماہ شعبان میں حیب کہ موسم بہار تھا اور سنہ ۳۹۶ھ متولد ہوئے۔ آپ نے ربیع الآخر کے وسط میں ۴۸۱ھ میں وفات پائی۔ ۸۵ سال کی عمر پائی۔ آپ کا مزار عالیہ گاؤں گاہ ہرات میں مرجع خاص عام ہے۔

## حضرت شیخ ابوالحسن نجف

آپ مشائخ کبار میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ کا پیشہ نجاری تھا۔ قہندزی میں اس انداز سے زندگی بسر کرتے تھے کہ کوئی یہ نہیں جان سکتا تھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے بروز جمعہ ۲ ذی الحجہ ۸۱۸ھ کو وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۴ سال کی تھی۔

## حضرت شیخ ابوالصہرہ شری خان بادی

آپ کا اسم گرامی محمد بن احمد بن ابی جعفر ہے۔ کرمان آپ کا وطن ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ آپ نے تقریباً تین سو مشائخ کی خدمت کی ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے فیض صحبت سے بہرہ یاب تھے۔ حرمین اور بیت المقدس میں آپ نے مجاہدات ریاضت کی زندگی بسر کی۔

آپ کی وفات ۵۸۰ھ میں ہوئی مزار خانجہ آباد میں واقع ہے۔ آپ نے ۲۴ سال کی عمر پائی۔

## حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد الغزالی الطوسی

ابو حامد کنیت ہے اور لقب زین العابدین۔ آپ طوسی الاصل تھے طریقت میں آپ کو شیخ ابو علی فارمدی سے نسبت ارادت حاصل ہے علوم ظاہری و باطنی پر آپ کی گہری نظر تھی اپنے زمانے کے جید عالم اور مجتہد تھے۔ آپ شافعی المذہب تھے۔ تصانیف شیخ تھے تفسیر یا قوت التاویل چالیس جلدوں میں، احیاء العلوم، جواہر القرآن، کیمیائے سعادت وغیرہا۔ آپ کی بیسیوں مثال تصانیف ہیں۔ آپ امام احمد غزالی کے برادر بزرگ ہوتے ہیں۔ روایت ہے کہ حیب آپ نے کتاب منحول تصنیف فرمائی تھی

اپنے استاد حضرت امام الحرمین کی خدمت میں اسے لے کر حاضر ہوئے امام الحرمین نے فرمایا تم نے مجھے زندہ درگور کر دیا یعنی تمہاری اس تصنیف نے میری تمام تصانیف پر پانی پھیر دیا ہے۔

آپ ۱۲۵۴ھ میں متولد ہوئے اور وفات آپ نے ۱۴ جمادی الآخر ۱۲۵۴ھ میں پائی۔ آپ کی عمر ۵۳ سال کی ہوئی ہے مزار بغداد میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ ابو العباس خرمی

احمد بن جعفر اسم گرامی ہے۔ آپ بہت سے مشائخ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ صاحب کشف و شہود درویش تھے جس سال آپ حج بیت اللہ کے لئے نہیں جا سکتے تھے لوگوں کو عرفات میں چلتے پھرتے نظر آتے تھے۔ آپ نے ۱۲۵۴ھ میں وفات پائی۔

## حضرت حکیم سنائی غزنوی

کنیت ابوالمجد اور اسم گرامی مجد بن آدم ہے۔ صوفی شعرا میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ آپ حضرت تواجہ یوسف ہمدانی کے حلقہ مریدین میں شامل تھے۔ آپ کے عم محترم شیخ رضی الدین علی لالا ابنائی تھے حدیث حکیم سنائی میں جو لایعنی ایسا شامل ہیں وہ الحاقی ہیں۔ ان کے پڑھتے اور سنتے ہی اس عاجز کے دل میں شبہ پیدا ہوا تھا۔ بعد میں جب میں غزنین پہنچا تو میرا ارادہ یہ تھا کہ حکیم سنائی کے مزار کے علاوہ دوسرے تمام مزارات کی زیارت کروں۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں غزنین کے مشائخ کی زیارت کے لئے حاضر ہوں اور ایک شخص مجھے یہ بتا رہا ہے کہ یہ حکیم سنائی کا مزار ہے، میں وہاں پہنچا تو میں نے سنگ مرمر کی ایک قبر دیکھی جس پر کندہ تھا ہذا قبر حکیم سنائی (اس میں شبہ ہے کہ سنائی بھی لکھا ہوا تھا یا نہیں) جب میں نے یہ خواب دیکھا تو یہ سمجھا کہ مجھے حکیم سنائی کے مزار کی زیارت کی جانب مائل کیا گیا ہے۔ علی الصباح میں حکیم سنائی کی قبر پر حاضر ہوا تو وہی سنگ مرمر کی قبر تھی جس کا نقشہ میں نے خواب میں دیکھا تھا اس سے مجھے یقین ہوا کہ وہ چند ایسا الحاقی ہیں جو مبتدعین کے مذہب کے موافق اس میں شامل کر لی گئی ہیں۔ آپ نے ۱۲۵۴ھ میں وفات پائی۔ یہی سنہ و قمار پر کندہ ہے۔

## حضرت شیخ ابو عبد اللہ حویلی حجت علیہ

آپ کا اسم گرامی محمد بن حمویہ ہے۔ خراسان کے مشائخ کہا میں آپ کا شمار ہوتا ہے آپ شیخ ابو الحسن بستی کے

اجاب اصحاب میں سے ہیں۔ ظاہری و باطنی علوم پر گہری نظر رکھتے تھے۔  
آپ نے عمر ۹۰ سال ۵۳۰ھ میں وفات پائی۔

## حضرت عین القضاة ہمدانیؒ

ابوالفضائل عبداللہ بن محمد المیانجی نام اور کنیت ہے۔ آپ کا لقب عین القضاة ہے۔ ہمدان کے باشندے تھے۔  
شیخ محمد بن حمویہ اور امام احمد غزالی کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ ایسے موتی وغیرہ کی کرامات کا آپ سے ظہور ہوا ہے۔  
عربی فارسی میں آپ کی جو تصانیف ہیں ان سے آپ کے فضل و کمال کا اندازہ ہوتا ہے۔  
آپ نے ۵۳۰ھ میں وفات پائی۔

## حجۃ الاسلام شیخ الاسلام حضرت احمد جامؒ

ابونصر کنیت ہے، والد ماجد کا اسم گرامی ابوالحسن تھا۔ آپ کا اصل وطن موضع نامق ہے جو مصنفات جام میں سے  
ہے اپنے وقت کے قطب الاقطاب اور غوث تھے۔ امام اہل طریقت، سالیکن راہ حقیقت کے فائد اور وجد الحصر  
شیخ تھے۔ حضرت چریب بن عبداللہ الجلیؒ کی اولاد میں سے ہیں جنہیں فاروق اعظمؓ یوسف امت کہا کرتے تھے۔ آپ اُمی  
شخص تھے۔ ۲۲ سال کے ہوئے توبہ توفیق الہی پہاڑوں پر ریاضات و مجاہدات کا صبر آزا سلسلہ شروع کیا چالیس  
سال کی عمر میں آپ کو غیب سے یلقین کی گئی کہ مخلوق خدا کے ساتھ ملے جلے رہو اور ان سے ربط و ضبط رکھو۔ اس  
عرصے میں آپ پر علم لدنی کے حقائق منکشف ہو گئے۔ حقائق و معارف کے موضوعات پر آپ کی تصانیف کی تعداد تین  
سو سے زیادہ ہے۔ آج کسی عالم و حکیم کو آپ پر اعتراض کی جرأت نہ ہو سکی۔ آپ کی حمد تصانیف کتاب و سنت کی تعلیمات  
کے عین مطابق ہیں۔ تصوف میں آپ نے نہایت اعلیٰ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۳۹ لڑکے اور  
تین لڑکیاں عطا فرمائیں۔ اکبر بادشاہ جو اس فیر کے جد ماجد ہوتے ہیں ان کی والدہ ماجدہ بھی شیخ الاسلام کی اولاد میں سے  
تھیں۔ آپ کے وصال کے بعد چودہ لڑکے اور تین لڑکیاں باقی تھیں۔ آپ کے تمام صاحبزادے بڑے عالم و فاضل  
اور اصحاب تصنیف تھے۔ آپ نے ۶۲ سال کی عمر میں فرمایا کہ اس وقت تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ اتنی ہزار اشخاص  
نے بیعت کی ہے۔ شیخ فہیر الدین عیسیٰ نے یہ آپ کے فرزند تھے، اپنی کتاب رموز الحقائق میں تحریر کیا ہے کہ آخر عمر تک  
میرے والد ماجد کے دست حق پرست پرچھ لاکھ اشخاص نے توبہ کی۔

.. شیخ ابوسعید ابوالخیر کے پاس ایک خرقہ تھا جو آپ کو حضرت صدیق اکبر سے نسلًا بعد نسل منتقل ہوا ملا تھا وہ اسے زیب تن فرما کر عبادت کیا کرتے تھے۔ انہیں یہ غیبی اشارہ ہوا کہ یہ خرقہ حضرت شیخ احمد جام کو عطا کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بیٹے شیخ ابوطاہر کو یہ وصیت فرمائی کہ میری وفات کے چند سال بعد ایک فراخ چشم اور بلند قامت نوجوان تمہارے پاس آئے گا تم اس وقت اپنے احباب کی معیت میں بیٹھے ہو گے، یہ خرقہ اس نوجوان کو دینا۔ چنانچہ شیخ ابوسعید ابوالخیر کی وفات کے بعد شیخ ابوطاہر نے خواب میں دیکھا کہ ان کے والد ماجد احباب مخلصین کی جماعت کے ہمراہ تیز قدمی کے ساتھ کہیں جا رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا، اس عجلت کے ساتھ کہاں کا قصد ہے، فرمایا تم بھی دیر نہ کرو، قطب الاولیاء تشریف لائے ہیں۔ دوسرے دن جب شیخ ابوطاہر اپنی خالقاہ میں رونق افروز تھے تو ایک نوجوان اس صلیبے اور اسی قد و قامت کا آیا، شیخ ابوطاہر نے اس کا پر تپاک خیر مقدم کیا لیکن یہ تقاضائے بشری آپ اس حصص میں میں پڑ گئے کہ یہ خرقہ میں انہیں دوں یا نہ دوں۔ شیخ جام نے بزور کشف اس خطرہ پر آگاہی پائی اور فرمایا، اے شیخ امانت میں خیانت مناسب نہیں ہے شیخ ابوطاہر اس بات سے بہت محفوظ ہوئے اور وہ خرقہ انہوں نے آپ کو پہنایا۔

روایات میں آیا ہے کہ اس خرقہ کو بائیس مشایخ نے زیب تن کیا تھا۔ آخر میں نعمت حضرت شیخ جام کے حصے میں آئی پھر نہیں معلوم کہ وہ دولت کہاں پہنچی۔ آپ کو شیخ ابوطاہر سے شرف صحبت حاصل رہا ہے۔ خواجہ مودود حشمتی کو آپ ہی سے نسبت ارادت تھی۔ حضرت شیخ سے کسی نے دریافت کیا کہ مشایخ کے بارے میں ہم نے سنا ہے اور آپ کی تصانیف میں بھی ان کے حالات کا مطالعہ کیا ہے لیکن جو انداز آپ کے ہیں ایسے ہم نے کہیں نہیں دیکھے، آپ نے فرمایا کہ جب ہم ریاضات و مجاہدات میں مشغول تھے تو جس ریاضت کا حال بھی نہیں معلوم ہوا ہم نے اس سے منہ نہیں موڑا بلکہ ہماری کوشش یہ ہوتی تھی کہ اس ریاضت میں دوسروں سے سبقت لے جائیں۔ حق تعالیٰ نے جو کچھ دوسرے اولیاء اللہ کو عطا کیا ہے اس کا کھٹا لیا گیا۔

آپ ۱۲۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۶۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ نے ۵۵ سال کی عمر پائی۔ آپ کا مزار موضع خرجہ جام میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ ابوالعباس بن علیؒ

آپ کا اسم گرامی احمد بن محمد الصاحبی اندلسی ہے۔ ظاہری و باطنی علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے جب آ کے مریدین کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہوا تو سلطان وقت کو تشویش ہوئی اور اس نے آپ کو طلب کیا جب آپ بادشاہ کے پاس جا رہے تھے تو اٹھائے سفر میں بمقام مرکش آپ کا انتقال ہو گیا۔ سنہ وفات ۵۳۶ھ ہے۔

## حضرت شیخ عبدالسلام ابن عبدالرحمن بن ابی الرجال تخمی الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ

کنیت ابو الحکیم ہے۔ ظاہری و باطنی علوم پر عمیق نظر رکھتے تھے، شرح اسماء حسنیٰ آپ کی گراند قدر تصنیف ہے۔ آپ نے ۵۳۶ھ میں وفات پائی۔ حضرت شیخ ابو العباس کے مزار کے پاس ہی آپ کی ابدی آرام گاہ ہے۔ یعنی مراکش میں۔

## حضرت شیخ ابوالسیان بن محفوظ القرشی

ابن الحواری کے لقب سے مشہور ہیں۔ صاحب کشف و شہود بزرگ تھے۔ ظاہری و باطنی علوم میں کمال رکھتے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد بہت کافی ہے۔ آپ نے ۵۷۰ھ میں وفات پائی۔

## شیخ اشبوخ حضرت عبدالاول بن شعیب بن لہری

ابو الوقت کنیت ہے۔ مرجع خاص و عام بزرگ تھے ظاہری و باطنی علوم پر گہری نظر رکھتے تھے۔ فن حدیث میں آپ حضرت شیخ جمال الاسلام داؤدی کے تلمیذ شدید ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت عبداللہ انصاری کی صحبت سے بھی فیض یاب ہوئے ہیں۔ خراسان سے منتقل ہو کر آپ نے بغداد میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ نے کافی عمر پائی ہے۔ ولادت ذی قعدہ ۵۵۳ھ میں اور وفات ذی قعدہ ۵۵۳ھ میں ہوئی۔ بغداد کی رباط فقیر میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار شیخ ردیم کے مزار سے متصل شونیز میں بغداد سے تھوڑی سی مسافت پر واقع ہے۔ غوث الثقلین حضرت عبدالقادر جیلانی نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

## تاج العارفين حضرت شیخ ابو الوفا

آپ کا اسم گرامی کاکیش ہے۔ شیوخ باکمالی میں آپ کا شمار ہوتا ہے حضرت شیخ محمد بن سنی سے نسبت ارادت حاصل تھی، طالبان راہ حقیقت کے لئے آپ کی ذات مستودعہ صفات قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔ آپ سے بہت سے اشخاص نے کسب فیض کیا۔ شیخ علی ہستی، شیخ تقابن بطور، شیخ عبدالرحمن طنونجی، شیخ مطربا البارزانی، شیخ ماجد کردی، شیخ جاگیر، شیخ محمد بن تقی وغیرہم آپ کے مریدین میں شامل ہیں۔

شیخ علی ہستی اور شیخ ماجد کردی سے روایت ہے کہ ایک دن تاج العارفين شیخ ابو الوفا منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قشرفیہ لے آئے انہی ایام میں آپ بغداد آئے تھے، جوانی کا عالم تھا۔ ان کا مجلس وعظ میں پہنچا تھا کہ



تاج العارفین نے حکم دیا کہ اس نوجوان کو مجلس سے باہر کر دو، لوگوں نے حکم کی تعمیل کی، اس کے بعد آپ نے پھر وعظ شروع کر دیا، غوث الثقلین پھر شریف لے آئے، تاج العارفین نے انہیں پھر مجلس سے نکلوا دیا۔ تیسری بار پھر غوث الثقلین مجلس میں آئے اس مرتبہ تاج العارفین منبر سے اترے اور آپ کو سینے سے لگایا، پیشانی پر پوسہ دیا نیز حاضرین مجلس سے کہا، ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ یہ خدا کے محبوب ہیں پھر فرمایا اے اہل نجد! میں نے انہیں اپنی مجلس سے اس لئے ہنیں نکلوا یا تھا کہ مجھے ان کی توہین مقصود تھی بلکہ میں تم پر ان کے مقام کی عظمت کا نقش بٹھانا چاہتا تھا۔ بخدائے لایزال میں ان کے سر پر ایسا چمکتا ہوا نور دیکھتا ہوں جس کی شعاعیں مشرق و مغرب سے بھی آگے پہنچ رہی ہیں۔ پھر فرمایا، اے شیخ عبدالقادر! آج ہمارا وقت ہے اور وہ زمانہ قریب ہے کہ آپ کی تپیر اس دنیا میں نہ ہوگی۔ ہر ایک کا مرغ اذان دینا اور پھر خاموش ہو جانا ہے مگر تیرا مرغ قیامت تک مصروف اذان ہے گا۔ پھر آپ نے غوث الثقلین کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا، اے عبدالقادر جب آپ کا مقام بلند ہو تو مجھے یاد رکھنا۔ پھر اپنا سجادہ، قمیص، تسبیح، کاسہ درویش اور عصا، غوث الثقلین کو مرحمت فرمائے۔ شیخ عمر بن زاذکابیان ہے کہ جو تسبیح حضرت تاج العارفین نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو عطا کی تھی اسے جب زمین پر ڈالا جاتا تو اس کا ایک دانہ دانہ بکھر جاتا اور گردش کرنے لگتا تھا کاسہ درویش کو کوئی ہاتھ لگانا اور لینا چاہتا تو یہ کاس از خود اس کے ہاتھ میں پہنچ جاتا تھا۔

آپ نے نہ صرف بعد وفات پائی۔ آپ کا مزار موضع قلمینا میں واقع ہے۔ یہ موضع بغداد کے مضافات میں سے ہے۔ آپ کی عمر اسی سال سے متجاوز ہوئی ہے۔

## حضرت شیخ عدی بن سافر الشامی الہنکاری

آپ غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، غوث الثقلین کے پیر و مرشد حضرت شیخ حماد دباس اور حضرت شیخ عقل سنجی کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ آپ سب سے شمار کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ شام میں جب آپ کی شخصیت مرجع خاص دعام ہو گئی تو آپ بڑی خوب صورتی کے ساتھ موصل میں ایک اعکاف خانہ تعمیر کر کے گوشہ نشین ہو گئے۔ یہاں کے لوگ بھی آپ کے حلقہ ارادت میں جوق در جوق شامل ہو گئے۔

غوث الاعظم سے روایت ہے کہ جب میں نے پہلی بار بغداد سے عزم حج کیا تو اس وقت میری عمر نو سال کی تھی لیکن میں تنہا حج کے لئے جا رہا تھا، اثنائے راہ میں حضرت شیخ عدی بن سافر سے ملاقات ہوئی وہ بھی نوجوان تھے۔ مجھ سے انہوں نے دریافت کیا کہاں کا قصد ہے؟ میں نے جواب دیا کہ مکہ مکرمہ جا رہا ہوں۔ انہوں نے پوچھا، کسی کی رفاقت چاہتے ہو، میں نے کہا میں تجرید و توکل کی بنیاد پر سفر کر رہا ہوں انہوں نے کہا، میرا حال بھی یہی ہے۔ غرض ہم دونوں روانہ ہوئے۔

ایک روز ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک حبشی لونڈی سامنے آئی اس سر پر برف تو تھا وہ ہمارے آگے کھڑی ہو گئی میری طرف بغور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگی مجھ سے اس نے پوچھا، اے جوان کہاں سے آہے ہو، میں نے کہا عجم سے کہنے لگی تم نے مجھے تشریش میں مبتلا کر دیا میں نے پوچھا یہ کیوں؟ کہا ابھی میں حبشہ میں تھی مجھے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلب پر اپنی تحبلی کا پرتو ڈالا ہے اور تمہیں وہ مرتبہ عطا کیا ہے جو کسی اور کے حصے میں نہیں آیا اس لئے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ آپ کی زیارت کر لو پھر لوبلی کہ آج میں آپ کی صحبت و خدمت میں رہوں گی رات کو آپ کے ہمراہ افطار کروں گی۔ یہ کہہ کر واپس چلی گئی ہم نے دیکھا کہ اس کا رخ وادی کی جانب ہے، جب رات ہوئی، ہو امیں سے ایک طباق اترتا ہوا نظر آیا اور ہمارے سامنے رکھا گیا اس میں چھ روٹیاں، سرکہ اور پنیر تھا اس حبشی لونڈی نے کہا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے ہمانوں کی ضیافت کی روزانہ دو روٹیاں آتی تھیں۔ آج ہر ایک کے لئے دو دو روٹیاں آئی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد تین لوٹوں میں پانی آیا شربینی اور لذت میں دنیا کے عام پانی سے بڑھ چڑھ کر تھا، کھانے سے فراغت کے بعد اس رات کو وہ حبشی لونڈی ہم سے رخصت ہو گئی جب ہم کو پہنچے تو شیخ عدی پر طواف کرتے وقت تحبلی کا پرتو پڑا وہ بے خود و خود فراموش ہو کر زمین پر گر پڑے جیسا کہ کہا جاتا ہے، اس حبشی لونڈی کو حضرت عدی کے سر ہانے کھرا ہوا دیکھا گیا وہ کہتی تھی کہ جس نے مجھے بندہ بنایا اس نے تمہیں آزادی بخشی۔ کچھ دیر کے بعد میرے اوپر تجلی کا نزول ہوا۔ میں نے اپنے اندر سے یہ غیبی آواز سنی اے عبدالقادر! اس ظاہری تجرید سے دست بردار ہو کر تفریق و تجرید اختیار کرو اور تمہارے لئے یہ مناسب ہے کہ خلق خدا کی رہنمائی کے لئے کسی جگہ متعام کرو۔ ہمارے پاس ایسے بندگان خدا ہیں جنہیں ہم چاہتے ہیں کہ وہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کریں اور اس شرف سے ہم ان کو اپنا مقرب بنائیں۔ اس حبشی جاریہ نے کہا اے جوان معلوم نہیں آج تمہارے سر پر میں ایک نشان دیکھ رہی ہوں ایک نورانی خیمہ تمہارے اوپر نصب ہے آسمان تمہارے گرد مصروف طواف ہیں تمام اولیاء اللہ کی آنکھیں آج تمہاری طرف لگی ہوئی ہیں اور یہ سب تمہاری طرح خدا کے نیک و صالح بندے ہیں۔ اس کے بعد وہ حبشی لونڈی رخصت ہوئی اور پھر نظر نہیں آئی۔

شیخ عدی نے ۵۵۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کی ابدی آرام گاہ جبل نہنگاریہ میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ ماجد کرمی

آپ تاج العارین حضرت ابوالوفاء کے مریدین میں سے ہیں۔ صاحب کشف و شہو بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ سے ان گنت بزرگان دین نے کسب فیض کیا ہے بغوث الثقلین سے آپ کو بڑی عقیدت تھی۔ ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یہ گزارش کی کہ میرا ارادہ سفر مکہ کا ہے لیکن تجرید تو کل کے عالم میں حضرت شیخ ماجد نے اسے اپنا کوزہ عطا

فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ جب پیاس لگے تو اس سے صاف اور شیریں پانی پوچھو مجھ کو لگے تو میٹھی روٹیاں اس کوزہ میں سے دستیاب ہوں گی۔

آپ نے ۱۵۰۰ میں وفات پائی۔ قبر جبل حمری میں ہے۔

## حضرت شیخ سید کی احمد بن ابوالحسن الرضاعی<sup>رح</sup>

آپ امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے خرقہ ولایت کی نسبت پانچ واسطوں سے حضرت شیخ شبلیؒ تک پہنچتی ہے۔ آپ نے غوث اشقلین کی زیارت کی ہے حضرت عبیدہ کے زمانے میں آپ بطرح قیام پذیر تھے صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے۔ آپ مذہب اشاعی تھے۔ آپ کے ابن عم شیخ ابوالحسن علیؒ سے روایت ہے کہ میں ایک دن اپنے ماموں کے خلوت کدہ کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے کانوں میں کسی آواز کی بھنک آئی میں نے غصے سے دیکھا تو مجھے اپنے ماموں کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا نظر آیا اس شخص کو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا تھوڑی دیر آپس میں باتیں ہوتی رہیں پھر وہ شیخ کی دیوار کے روزن سے باہر آیا اور بجلی کی طرح اس نے ہوا میں پرواز کی میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا یہ کون شخص تھا، دریافت فرمایا، کیا تم نے اسے دیکھ لیا، میں نے اثبات میں جواب دیا، اس پر آپ نے فرمایا، یہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کی حفاظت پر اسے مامور کیا ہے۔ یہ شخص چار میں سے ایک ہے یہ ان سے ہجور ہو گیا ہے و جب یہ ہوئی کہ یہ شخص جزائر محیط میں سے ایک جزیرہ میں مقیم تھا وہاں تین رات دن لگاتار بارش ہوئی اس کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ کاش! یہ بارش آبادی میں ہوتی۔ فوراً ہی اس شخص نے اپنے خیال سے توبہ کی لیکن یہ توبہ قبول نہیں ہوئی اور اسے ہجور کر دیا گیا شیخ ابوالحسن علیؒ نے اپنے ماموں سے دریافت کیا اس شخص کی اپنی ہجوری کا علم ہے، آپ نے اسے اس بات سے مطلع کیا، فرمایا، نہیں مجھے شرم سی محسوس ہوئی۔ میں نے عرض کیا، اجازت ہو تو یہ بات میں گوش گزار کروں فرمایا ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ پھر فرمایا اپنا سر گریبان میں کر و اور یہ آواز آئی کہ اے علی تخت لاؤ میں تخت لایا میں نے دفعہ اپنے آپ کو بحر محیط کے جزیرہ میں پایا۔ اس سے بڑی حیرت ہوئی۔ اس شخص کو میں نے وہاں دیکھا، سلام کے بعد پورا واقعہ من و عن بیان کیا، اس نے کہا کہ اچھا یہ کام کرو میرے خرقہ کو میری گردن میں ڈال کر مجھے زمین پر کھینچو اور زبان سے یہ کہتے جاؤ کہ یہ سزا ہے اس شخص کی جو خدا تعالیٰ کی مشیت پر اعتراض کی جرأت کرے۔

حسب الحکم میں نے خرقہ گردن میں ڈال کر کھینچنا چاہا تو ہاتھ غیبی کی آواز آئی اے علی، اسے چھوڑ دو تمام فرشتے اس کی وجہ سے طول میں اور مصروف آہ و زاری ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کی خطا سے درگزر کیا ہے وہ اس سے راضی ہو گیا ہے۔ یہ آواز میں نے سنی تو مجھ پر بے خودی کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ جب میں اپنے آپ میں آیا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ ہی

کہیں نے اپنے آپ کو اپنے ماموں کے پاس پایا۔ بخدائے لایزال میں یہ سمجھ ہی نہ سکا کہ کس طرح میں وہاں پہنچا اور کس طرح وہاں سے میری واپسی ہوئی۔

ایک دن کی بات ہے کہ شیخ احمد رفاعی کی مجلس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے محامد و مناقب کا بیان ہو رہا تھا، ایک شخص نے گستاخی اور بدعتقادی سے کہا، بس کیجئے اے سید، آپ نے اس کی جانب غضب لودنگاہ سے دیکھا وہ وہ شخص اسی وقت مر گیا۔ پھر فرمایا کہ یہ طاقت کس میں ہے کہ وہ شیخ عبدالقادر کے مناقب کے بیان پر تادروہ سکے، ان کے مرتبہ و مقام تک کون پہنچ سکتا ہے وہ ایسے انسان ہیں کہ ہماری نسبت ان کی حیثیت ایک طرف تو دریائے شریعت کی ہے اور دوسری طرف وہ ایک دریائے حقیقت ہیں۔ جہاں چاہیں، غوطہ لگائیں۔ اپنے برادران طریقت اور اپنے مریدین کو آپ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ جب تم بغداد جاؤ تو کسی کو بھی شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس جانے سے نہ روکو ان کی خدمت میں حاضری جتنی زندگی میں ضروری ہے اتنی ہی موت کے بعد بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ نختہ عہد کیا ہے کہ جو بغداد آئے اور ان کی خدمت میں حاضری نہ دے اس کے تمام باطنی کمالات چھین لئے جائیں گے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ شخص کتنا بد قسمت ہے کہ جو بغداد پہنچا اور اس نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت کی سعادت حاصل نہ کی۔

آپ نے بروز پنج شنبہ ۱۰۵۸ھ میں بمباہ جمادی الاول وفات پائی۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ نے حالت سلع میں دعوت اجل پر لبیک کہا۔ آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔ قریہ ام عبدہ بمقام بطارح میں آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔

## حضرت شیخ حیوۃ بن قیس الحمرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شمار مشایخ کبار میں ہوتا ہے۔ آپ غوث الثقلین کی صحبت سے بھی فیضیاب ہوئے ہیں۔ شیخ ابوالحسن قسری سے روایت ہے کہ میں مشایخ کبار میں سے چار کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ اپنی پردہ پوشی کے بعد بھی اپنے مزارات میں تصرف کرتے ہیں اور مخلوق کو ان سے فیض پہنچاتا ہے۔ شیخ معروف کرخی، سید محی الدین جیلانی، شیخ عقیل مطہری اور شیخ حیوۃ حمرانی۔

آپ نے جمادی الآخر کے اواخر میں ۱۰۵۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار موضع قران میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ شہاب الدین سھوردی المتقول

آپ کا اسم گرامی یحییٰ بن حبش ہے مشائخ اور شراقین کی حکمت پر گہری نظر رکھتے تھے بعض مشایخ نے آپ کی بابت فرمایا۔

ہے کہ آپ علم کیمیا میں کمال رکھتے تھے، بعض کا خیال ہے کہ آپ کے عقیدہ میں کچھ خلل آگیا تھا فلاسفہ کے عقائد پر بھی خاصی نظر رکھتے تھے۔ جب آپ حلب پہنچے تو علمائے آپ کے قتل کا فتویٰ صادر کر دیا بعض کی روایت ہے کہ آپ قید کر دیے گئے۔ کچھ روایات اس قسم کی بھی ہیں کہ آپ سولی دے دیے گئے۔ بعض کا بیان ہے کہ آپ کو یہ اختیار دے دیا گیا تھا کہ آپ اپنی موت یا قتل کے لئے جو طریقہ چاہیں پسند کر لیں۔ آپ کو ریاضت میں کمال تھا اس لئے آپ نے فرمایا، مجھے بھوک سے ہلاک کیا جائے۔ حلب کے رہنے والے آپ کے بارے میں مختلف نظریات رکھتے تھے بعض آپ کو ملحد اور زندیق کہتے اور بعض انہیں صاحب کشف و کرامات بزرگ تسلیم کرتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی فرماتے ہیں کہ آپ کی عقل پر علم غالب تھا حالانکہ علم پر عقل کا غلبہ ہونا چاہیے۔ آپ نے ۷۷۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کی عمر ۲۶ یا ۲۷ سال کی ہوئی ہے۔

## حضرت شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کردستان کے رہنے والے تھے اور سامرہ کے نواحی میں آپ کی بود و باش تھی۔ تاج العارفین شیخ ابوالوفاء نے شیخ علی ہستی کے ذریعہ اپنا حلقہ (کلاہ فقر) آپ کے پاس بھیجا تھا خود شریف نہیں لائے۔ تاج العارفین کا بیان ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ جاگیر کو میرے مریدین کے حلقہ میں داخل کر دے حق تعالیٰ نے میری یہ آرزو پوری کر دی۔ آپ نے غوث الثقلین کی صحبت سے بھی کسب فیض کیا ہے۔ آپ صاحب کشف و شہوت تھے۔ آپ نے ۷۹۰ھ میں وفات پائی۔ مزار نواحی سامرہ میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ عبد الرحیم مغربی

کنیت ابو محمد ہے۔ آباءنی وطن سدرین مغرب ہے حسنی سادات میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ مشایخ مصر میں بلند پایہ شیخ تھے۔ ایک دن آپ وضو فرما رہے تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور اس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ میں آپ کے وضو کا مشتمل پانی پینا چاہتا ہوں آپ نے اجازت دے دی۔ اس پانی کا پینا تھا کہ اس کے وہ کمالات جو سلب کر لئے گئے تھے واپس مل گئے۔ آپ فرماتے تھے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کا شمار ایمان و امان میں ہوتا ہے۔ آپ نے ۹۲۰ھ میں وفات پائی۔ ۷۷۰ سال کی عمر پائی ہے۔ آپ کا مزار موضع قن میں واقع ہے جو مضافات مصر میں ہے۔

## حضرت شیخ ابوسلمہ

عراق کے مشائخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ صاحب تالیخ یا فعی رقمطراز ہے کہ آپ ابدال تھے اور ترک و تجرید میں آپ کا درجہ بہت بلند تھا ہر وقت مراقبہ میں سر گزارتے اور یاد الہی میں غلبہ عشق سے آپ پر رقت طاری رہتی تھی۔ آپ نے ۵۹۴ھ میں وفات پائی۔ آپ کی عمر ۹۰ سال ہوئی۔

## حضرت شیخ نطامی گنجوی

آپ کا مولد و منشا گنجہ ہے۔ ظاہری و باطنی علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ آپ اخی فرخ ریجانی سے نسبت رکھتے تھے۔ آپ کی تمام عمر تجرید و توکل کے عالم میں بسر ہوئی۔ گوشہ تنہائی میں پڑے رہتے تھے۔ صاحب کرامات بزرگ تھے آپ حکام و سلاطین کی صحبت و ملاقات سے طبعاً محترز مجتنب رہے ہیں۔ سلاطین وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا قادر الکلام بنایا تھا۔ گفتگو اور پیرایہ بیان کا خاص سلیقہ آتا تھا۔ آپ کے اشعار سے معرفت و حقیقت کے مضامین کی آئینہ داری ہوتی ہے۔ چند اشعار یہ ہیں:-

چوں بچہ جوانی از بر تو      بہ در کس زرقم از در تو  
ہمہ را بردم سر ستادی      من نمی خواستم تو میدادی  
چوں کہ بردم کہ تو گشتم پیر      ز آنچه ترسید نیستم گیر

آپ نے ۵۹۶ھ میں وفات پائی۔ مزار موضع گنجہ میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ عبداللہ القرشی الہاشمی

آپ کا اسم گرامی محمد براہیم ہے۔ صاحب کرامات بزرگ تھے۔ ظاہری و باطنی علوم پر عمیق نظر رکھتے تھے اپنے زمانے میں بڑے صاحب تصرف اور بااختیار بزرگ تھے۔ شیخ صباغ کی صحبت میں آپ کو حاضری کی سعادت حاصل تھی۔ آپ نے ۵۹۹ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو محمد بن ابی نصر

کنیت اور اسم گرامی ابو محمد بن ابی نصر ہے۔ آپ کو سراج الدین بن محمد بن خلیفہ سے نسبت ارادت حاصل ہے شیخ ابو نجیب سہروردی کے ساتھ صحیح بخاری کے درس میں شریک رہے ہیں کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ تصانیف کے علاوہ تفسیر خزائن بھی آپ کے قلم سے ہے اس میں لطیف و دقیق نکات بیان کیے گئے ہیں۔ صاحب وجد و ذوق تھے۔ نحویت و استغراق کا عالم آپ پر طاری رہتا تھا۔ ۵۰ سال تک شیراز کی جامع مسجد عتیق میں وعظ و ارشاد کی خدمت سرانجام دی خود مجالس وعظ و سماع کے انعقاد کا اہتمام کرتے تھے۔ روایات میں آیا ہے کہ آخر عمر میں وجد و سماع سے توبہ کر لی تھی۔

شیخ ابوالحسن کر دو یہ کا بیان ہے کہ صوفیہ کی کسی مجلس میں شیخ روز بہان اور میں دونوں ایک جگہ بیٹھے تھے میں ان کے مقام سے آشنا نہ تھا میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ علم و حال میں میرا مقام ان سے اعلیٰ ہے میرے خطرہ پر حضرت شیخ ابو محمد نے آگاہی پائی اور فرمایا اے ابوالحسن! یہ خیال دل سے نکال دو کیونکہ آج روز بہان کا ہم پلہ کوئی..... بھی نہیں ہے۔ وہ اپنے وقت کے شیخ کامل ہیں۔

آپ نے ۶۶ھ میں بمابہ محرم الحرام وفات پائی۔

## حضرت شیخ روز بہان لقی

حضرت خضر علیہ السلام کے ہم نشینوں میں سے تھے، پورے ساٹھ سال تک یا تو ضیافت مہمان کے لئے گھر سے یا ہر نکلے ہیں یا نماز جمعہ کے لئے۔ آپ کا مکان شیراز میں تھا علم و تقویٰ میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ آپ نے اواخر محرم میں ۶۶ھ کو وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابواسحاق اعربی

آپ کا اسم گرامی ابراہیم بن علی تھا۔ بلایح کے مشایخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ بلند رتبہ شیخ تھے، ظاہری و باطنی علوم سے آگاہی رکھتے تھے۔ مذہبات فنی تھے۔ آپ پر استغراقی کیفیت کا غلبہ رہتا تھا، اکثر آپ کو مراقبہ میں سر بزا نو پا یا گیا ایک سال تک آپ نے نظر اٹھا کر آسمان کی طرف نہیں دیکھا، شیر آتا تو اپنا سر آپ کے پاؤں کے تلووں سے ملتا تھا، آپ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی، ہمارے امام، صدیقین کے پیشوا، محب العارفین اور سرگروہ ساکنان راہ طریقت ہیں۔

آپ نے ۶۰۹ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار بطائح میں واقع ہے

## حضرت شیخ ابوالحسن کروریہ

کنیت ابوالحسن ہے۔ اسم گرامی علی بن حمید السعیدی۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ آپ کے والد ماجد صباغ زرگری تھے۔ ان کی تمنا تھی کہ اپنے لڑکے کو بھی یہی فن سکھائیں مگر آپ کی طبیعت اسے پسند نہ کرتی تھی آپ صوفیہ سے تعلق خاطر رکھتے تھے اور آپ کا بیشتر وقت انہی کی صحبت میں بسر ہوتا تھا۔ ایک دن باپ نے آکر یہ رنگ دیکھا کہ لوگوں کے کپڑے جو رنگائی کے لئے آتے تھے یونہی کھے ہوئے ہیں انہیں رنگا نہیں گیا۔ اس بے توجہی پر وہ اپنے بیٹے سے ناراض ہو گئے۔ دوکان میں رنگ رنگ کے گڑھے بنے ہوئے تھے، آپ نے باپ کو ناراض پایا تو سارے کے سارے کپڑے کسی ایک گڑھے میں ڈال دیے اس سے باپ کی خفگی اور برصی اور وہ اس لئے کہ ان کپڑوں کو الگ الگ رنگ دینے کے لئے جداگانہ گڑھوں میں ڈالنا تھا۔ باپ نے ازراہ خفگی کہا، تم نے تمام کپڑے ضائع کر دیے اس پر آپ نے گڑھے میں ہاتھ ڈال کر کپڑے باہر نکالے تو دیکھا گیا کہ ہر کپڑا اسی رنگ میں رنگا ہوا تھا جس میں رنگنے کی اس کے مالک کی طرف سے فرمائش تھی۔ باپ نے جب یہ رنگ دیکھا تو آپ کو فخر و سلوک کے لئے وقف کر دیا اور رنگ ریزی سے معذور قرار دیا۔

آپ نے ۱۵ شعبان ۶۱۲ھ میں وفات پائی۔ قبر مضافات مصر کے ایک گاؤں میں ہے۔

## حضرت شیخ ابن صباغ

ابو محمد کنیت تھی۔ صاحب اسرار و رموز و رویش تھے اپنے زمانے کے مشیخ کبار میں شمار کیے جاتے ہیں۔ غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی صحبت سے فیض یاب ہو چکے تھے۔ اکثر مشیخ سے آپ نے کسب فیض کیا تھا۔ شیخ علی ہبتی سے آپ کو نسبت ارادت حاصل تھی۔ مؤخر الذکر کو تاج العارین ابو الوفا سے اور تاج العارین کو شیخ ابو محمد شنبلی سے اور شیخ ابو محمد شنبلی کو شیخ ابوبکر بطائحی سے نسبت ارادت تھی۔ جو فرقہ حضرت صدیق اکبر نے دراصل شیخ ابوبکر بطائحی کو بخشا تھا وہ شیخ علی ہبتی کے ذریعے آپ تک پہنچا اور پھر آپ سے غائب ہو گیا۔

آپ نے ۶۱۹ھ میں بمباہ ذی تعدہ وفات پائی۔ مزار مبارک رباط لعقوبی میں ہے۔





## حضرت شیخ یونس بن یوسف شیبانیؒ

طائفہ یوسید کی نسبت آپ ہی سے ہے۔ صاحب کشف و شہود تھے۔ آپ نے ۶۱۹ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ علی بن ادریس لعقوبیؒ

کنیت ابو الحسن ہے اور اسم گرامی علی۔ بڑے صاحب مقام بزرگ تھے۔ شیخ کا ملین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایسے چار شیوخ سے واقف ہوں جو موت کے بعد اپنے مزارات میں بھی تصرفات باطنی سے کام لیتے ہیں، شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی، شیخ معروف کرخی، شیخ عقیل مطنجی اور شیخ حیوۃ بن قیس خراسانی۔ آپ نے ۶۲۱ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ

نیشاپور کے مضافات میں کوکن ایک قریب ہے وہی آپ کا وطن تھا۔ آپ نے نیشاپور میں اپنی زندگی کے ۵۸ سال گزائے آپ کو حضرت شیخ مجد الدین بغدادیؒ سے نسبت ارادت تھی۔ شروع میں آپ نے شیخ رکن الدین آکافؒ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ اکثر شیوخ سے آپ نے کسب فیض کیا ہے بعض روایات کے مطابق آپ کو اویسی کہا جاتا ہے۔ صاحب وجد و حال صوفیاء میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ مولانا جلال الدین رومیؒ کا بیان ہے کہ منصور حلاجؒ کے نور نے ۱۵۰ سال کے بعد خواجہ فرید الدین عطارؒ کے قلب پر تجلی کی ہے۔ مولانا عبدالرحمن جامیؒ کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ کے کلام، آپ کی مثنویات و غزلیات میں جو اسرار معرفت بے نقاب کیے گئے ہیں ان کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ تذکرۃ الاولیاء، الہی نامہ، دبیرنا، اور منطق الطیر آپ کی تصانیف میں سے ہیں ۱۳۵ھ میں بمباہ شہوان آپ کی ولادت اور وفات آپ نے ۶۷۱ھ میں پائی۔ ۱۲۱ سال کی عمر میں کفار مشرکین کے ہاتھوں آپ نے جام شہادت نوش کیا۔

## حضرت شیخ فارض المصریؒ

کنیت ابو حفص ہے اور لقب شرف الدین۔ اسم گرامی شیخ عمر بن فارض المصریؒ ہے۔ آپ نے مصر میں آنکھیں کھولیں اور یہیں آپ کی مستقل سکونت رہی قبیلہ بنی سعد سے آپ کا تعلق ہے، قصیدہ ناصیہ فارضیہ آپ ہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔

آپ نے جب اس قصیدہ کی تکمیل کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے دریافت کیا، تم نے اپنے قصیدہ کا کیا نام تجویز کیا ہے۔ آپ نے عرض کیا لوائح الجنان وروائح الجنان، ارشاد فرمایا یہ نہیں بلکہ نظم السلوک نام رکھو۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہی نام رکھا۔  
آپ نے ۲ جمادی الاول کو ۶۳۶ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ روح الدین کرمانی

آپ شیخ رکن الدین سنجاسی کے مرید با صفا تھے اور وہ شیخ قطب الدین بہری، اور شیخ ابو النجیب سہروردی کے سلسلہ طریقت کی ایک کڑی ہیں۔ آپ شیخ محی الدین ابن عربی کی صحبت سے بھی فیضیاب ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ حسن و جمال ظاہری پر زیادہ نائل تھے۔ شیخ شمس الدین تبریزی نے آپ سے باز پرس کی، یہ کیا شیوہ ہے؟ آپ نے جواب میں عرض کیا، چاند کی صورت پانی کے طشت میں دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا اگر تمہارے پاس چراغ نہیں ہے تو آسمان کی طرف کیوں نہیں دیکھتے۔ مولانا جلال الدین رومی سے حضرت شیخ شمس الدین تبریزی نے فرمایا تھا کہ روح الدین عاشق مزاج ہے لیکن اس کے باوجود اس کے دامن پر کوئی داغ نہیں ہے۔

آپ نے ۶۳۵ھ میں وفات پائی۔

## حضرت مولانا شمس الدین تبریزی

اسم گرامی محمد بن علی بن ملک داد ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ بالغ ہونے سے قبل میں نے بھی مکتبی تعلیم سے فراغت نہیں پائی تھی کہ سیرت محمدی کے شوق اور اس کے شعف میں چالیس چالیس دن مجھے بھوک نہیں لگتی تھی۔ اگر کوئی کھانے کے لئے کہتا بھی تو میں سر اور ہاتھ کے اشارہ سے منع کر دیتا تھا۔ آپ شیخ ابو بکر سلمہ بان تبریزی سے نسبت ارادت رکھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ آپ بابا کمال خجندی کے مرید تھے۔ بعض کے نزدیک آپ کے پیرو مرشد کا اسم شریف شیخ رکن الدین سنجاسی تھا۔ مولانا عبد الرحمن جامی نے فرمایا ہے کہ ممکن ہے آپ کو سب کی صحبت اور ان سب سے نسبت حاصل رہی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے سب سے کسب فیض کیا ہو۔ مولانا جلال الدین رومی کو آپ کے ساتھ بے پناہ تعلق خاطر تھا، ہمیشہ آپ کی صحبت میں حاضر رہتے ان کے اشعار میں ہر جگہ تعریف و توصیف موجود ہے۔ رات دن خلوت ہو کہ جلوت اکثر وہ آپ کی خدمت میں حاضر باش رہتے تھے۔  
آپ نے ۶۴۵ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو العیث حمیل یمنیؒ

آپ مشایخ کبار کے سلسلے کی ایک لڑھی سمجھے جاتے ہیں۔ آپ سے بے شمار کرامات ظہور میں آئیں ابتدائی ایام میں آپ کا میل جول ڈاکوؤں سے تھا اور خود بھی ان کے ہمراہ ڈکیتی میں حصہ لیتے تھے۔ ایک دن کہیں گاہ میں بیٹھے ہوئے ایک قافلہ کا انتظام کر رہے تھے۔ ہاتف نے آواز دی، اے شخص! تیری نظر قافلہ پر ہے لیکن کسی کی نظر تجھ پر بھی ہے۔ یہ سن کر اس پیشے سے توبہ کی۔ شیخ ابن لافح یمنی کی خدمت میں حاضری دی اور ولایت کا منصب حاصل کیا بعد ازاں شیخ کبیر علی ابدال کی صحبت سے فیضیاب ہوئے پہلے شیخ سے اجازت طلب کی تھی اور شیخ نے اجازت دے دی تھی۔ ایک دن لکڑیاں کاٹنے کے لئے جنگل جا رہے تھے، گدھا اپنے ہمراہ لے گئے جس اٹنایں کہ آپ لکڑیاں جمع کرنے میں مصروف تھے ایک شیر آیا اور اس نے گدھے کو پھاڑ ڈالا جب آپ لکڑیاں لے کر گدھے پر لادنے کے لئے آئے تو آپ نے دیکھا کہ شیر نے گدھے کو چیر پھاڑ ڈالا ہے۔ آپ نے شیر سے مخاطب ہو کر فرمایا، بتائیں اب اپنی لکڑیاں کس پر لادوں خدا کی قسم میں یہ لکڑیاں تیری کمر پر لادوں گا چنانچہ آپ نے لکڑیاں شیر کی پشت پر لادیں اور شیر کو ہاتھتے ہوئے شہر تک لے آئے، پھر آپ نے شیر سے کہا اب تیرا دل جہاں چاہے چلا جا۔ آپ نے ۶۵ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ ابو الحسن شاذلیؒ

آپ کا اسم گرامی علی بن عبداللہ ہے۔ مغرب کے باشندے تھے حسینی سادات سے آپ کا تعلق ہے اسکندریہ میں مستقل سکونت اختیار کی تھی وہاں سیکڑوں اشخاص آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے تھے آپ اولیائے عظام اور مشائخ کبار میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ایک مرتبہ اتنی دن بھوکا رہا میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ مجھے اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوا دفعۃً ایک عورت نظر آئی جو ایک غار سے باہر نکلی اتنی خوب صورت تھی جیسے کہ آفتاب۔ کہنے لگی ایک منحوس صرف اتنی دن بھوکا رہا اور اپنے گل پر خدا کے سامنے فخر کرنے لگا مجھے چھ ماہ گزر گئے ہیں اور میں نے کچھ بھی نہیں کچھا ہے کہتے ہیں کہ سب سے پہلا وہ شخص جس نے قبوہ کا استعمال کیا وہ آپ تھے۔

۶۵۶ یا ۶۵۷ھ میں براہ متکمل اس جنگل میں جہاں شور ملا ہوا پانی ہوتا ہے آپ نے وفات پائی۔ جب آپ وہاں دفن ہوئے تو آپ کی برکت سے پانی کا شور، شیرینی میں تبدیل ہو گیا۔

## حضرت شیخ علی الخنبر

عراق کے مشائخ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے صاحب کشف و شہود بزرگ تھے۔ آپ نے ۶۵۶ھ میں شہادت پائی۔

## حضرت شیخ عبداللہ بلبانی

روح الدین آپ کا لقب تھا۔ آپ اپنے زمانے میں سرگروہ صوفیہ اور رئیس المشائخ شمار کیے جاتے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی ضیاء الدین مسعود بن محمد بن علی بن احمد بن عمر بن اسمعیل بن شیخ ابو علی دقاق ہے۔ شیخ عبداللہ بلبانی کو خرقہ ولایت اپنے والد ماجد کی جانب سے ملا جو چار واسطوں سے شیخ ابو الخنبر سہروردی سے جا ملتا ہے۔ زاہد ابو بکر ہمدانی کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ اور آپ نے ان سے کسب فیض کیا۔ آپ کے والد محترم نے فرمایا، میں نے خدا تعالیٰ سے جو کچھ مانگا، عبداللہ کو ملا اور جو کچھ مجھے دیکھے سے ملا اس کے لئے عبداللہ کے واسطے دروازہ کھول دیا گیا۔ شیخ عبداللہ صاحب کرامت اور توحید آشنا بزرگ تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں ایک آہ میں منصوب جیسے ہزاروں بزرگ پیدا کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، جو درویش نماز، روزہ، شب بیداری وغیرہ اسباب بندگی سے تعلق نہ رکھے وہ درویش نہیں ہے۔ بلکہ درویشی کے لئے باعث ننگ و رسوائی ہے۔ اگر یہ چیزیں حاصل ہیں تو پھر اصل الی اللہ ہے۔ یہ رباعی آپ ہی کے اشعار میں سے ہے۔

تا حق برد چشم سوز بنیم مردم  
از پائے طلب می نشینم مردم  
گویند خدا بہ چشم سوز تو را دید  
اں ایسا ندمن چہ نینم مردم

آپ نے ۶۸۶ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ لیس المغربی السو

آپ نے حجامت کا پیشہ اختیار کر کے اپنے کمالات پر پردے ڈال رکھے تھے۔ آپ باکمال درویش اور صوفی صافی تھے۔ امام محی الدین نوری آپ کے مریدین و معتقدین میں شامل تھے اور آپ کی صحبت کو بہت کچھ گردانتے تھے۔ آپ نے ۶۵۷ھ میں بیاہ ربیع الاول وفات پائی۔ عمر اسی سال ہوئی ہے۔

## حضرت شیخ عقیف الدین تلمسانیؒ

سلیمان بن علی آپ کا اسم گرامی ہے بعض فقہانے موصوف کو زندۃ اور الحاد سے منسوب کیا ہے لیکن صوفیا کی نظر میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ مولانا عبد الرحمن جامی نے فرمایا کہ جس کسی کو تصوف سے تھوڑا سا لگاؤ اور ذوق ہے وہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ آپ کی تصنیف یعنی شرح منال السائرین جو شیخ الاسلام کی تصنیف ہے، حقائق و معارف کا خزانہ ہے آپ مجلس سماع میں شرکت فرماتے تھے اور آپ کو سماع سے خاص لگاؤ تھا خود بھی سماع کا اہتمام فرماتے آپ نے ۶۹۰ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ

لقب شرف الدین اور نام مصلح الدین بن عبد اللہ تھا۔ سعدی تخلص کرتے تھے ظاہری و باطنی علوم اور نظم و نثر میں یدِ طولی رکھتے تھے۔ شیخ ابو عبد اللہ حنیف کے بقعہ شریفہ کے مجاور تھے، آپ نے بارہا حرمین شریفین کی زیارت کے لئے زحمت سفر باندھا اور وہ بھی پاپا رہا۔ آپ نے بہت سے ممالک کی سیاحت کی ہے۔ آپ نے ہندوستان پہنچ کر سومنات کا بت توڑا۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور دوسرا کارمناخ سے کسب فیض کیا۔ بیت المقدس اور شام کے شہروں میں مدتوں پانی پلانے کی خدمت انجام دیتے رہے ہیں۔ ایک دفعہ ایک بزرگ سید سے کچھ بحث ہو گئی، اس بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ناراض ہیں صبح اٹھ کر شیخ سعدی کی خدمت میں آئے اور معافی طلب کی۔ آپ کی تصانیف بہت مشہور ہیں اور سب کی سب مقبول۔ آپ کے اشعار خوب ہوتے ہیں مثلاً یہ غزل پڑھئے

من ندائتم از اول کہ تو بے مہر فائی  
عہد ناستن از اں بہ کہ بہ بندگی نہ پائی  
گفتہ بودم چو بیائی غم دل با تو گویم  
چو گویم کہ غم از دل برد چو تو بیائی  
داستان عیب کنندم کہ چرا دل تو دارم  
با تو اول تو گفتن کہ چہ نیس خوب چرائی  
شمع را بایدازیں خانہ بردہ بر دل کشتن  
تا کہ ہمایہ نداند کہ تو در خانہ مائی

شب جمعہ کو ماہ شوال ۶۹۱ھ میں آپ نے وفات پائی۔ مزار شہر شیراز کے باہر ہے۔

## حضرت شیخ حسن بلخاریؒ

نحوان آپ کا مولد و منشا ہے کشف و شہود بزرگ تھے۔ نسبت ارادت دو واسطوں سے حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی تک منتہی ہوتی ہے تیس سال کی عمر میں توبہ کی توفیق ہوئی۔ اور آپ نے وہ مقام حاصل کیا کہ دور و نزدیک کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں آپ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ نے ۹۳ سال کی عمر میں ۶۹۸ھ میں وفات پائی۔ مزار مبارک تبریز میں بمقام سرخاب ہے۔

## حضرت شیخ ابو محمد جانیؒ

عبد اللہ بن محمد اسم گرامی ہے۔ اصل وطن زمین مغرب میں بمقام مرجان واقع ہے علوم الہی اور تجلیات نبانی کے درجے آپ پر کھلے ہوئے تھے۔ آپ کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔ آپ نے ۶۹۹ھ میں وفات پائی۔

## حضرت ابن مطرف اندلسیؒ

کنیت ابو عبد اللہ ہے مگر معظمہ کی مجاوری کی خدمت سرانجام دیتے تھے، رات دن میں ۵۰ ہفتے کامل طواف کرتے تھے۔ آپ نے ماہ رمضان ۶۷۸ھ میں وفات پائی۔ عمر نوے سال سے متجاوز تھی۔ بادشاہ وقت آپ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا اور بڑی نیاز مندی کے ساتھ آپ کے جنازہ میں شرکت بھی کی تھی۔ اور کا ندھا بھی دیا تھا۔

## حضرت شیخ شمس الدینؒ

آپ کا اسم گرامی محمد بن احمد و ثانی صوفی ہے۔ حنبلی مذہب پر چلتے تھے۔ آپ نے ۱۱۷۸ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ عماد الدینؒ

آپ کا اسم گرامی احمد بن شیخ الحرامیہ ابراہیم بن عبد الرحمن ہے۔ واسط کے باشندے تھے علم تصوف میں آپ نے بہت سی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔

۱۱۷۸ھ کو آپ نے وفات پائی۔ ۵۳ سال کی عمر پائی۔

## حضرت شیخ سلمان کمانیؒ

آپ دمشق میں مستقل سکونت رکھتے تھے۔ زندگی گوشہ نشینی میں بسر ہوئی۔ شب زندہ دار عابد اور زاہد و متراض تھے علماء و حفاظ  
آپ کی طبی قدر و منزلت کرتے تھے اگرچہ رمضان کے روزے بھی نہیں رکھتے تھے اور نماز کے پابند بھی نہ تھے لیکن غیبی امور پر آپ  
کی نظر تھی اپنے آپ کو معفی رکھتے تھے اور اپنا حال کسی پر منکشف نہیں ہونے دیتے تھے۔ آپ نے ۱۰۱۷ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ بسم الدینؒ

آپ کا اسم گرامی عبداللہ بن احمد بن محمد الاصفہانی تھا۔ صاحب کشف و شہود درویش تھے۔ شیخ ابوالعباس اطرسی شاذلیؒ  
کے تلامذہ میں سے تھے سالہا سال مکہ مکرمہ میں کعبہ کی مجاہدی کرتے آئے ہیں۔ آپ نے مکہ معظمہ میں جمادی الآخر ۱۰۱۷ھ میں  
وفات پائی۔ عمر ۷۷ سال پائی۔

## حضرت شیخ اوحدی اصفہانیؒ

روایات میں آیا ہے کہ آپ شیخ اوحد الدین کمانی کے احباب و اصحاب میں تھے۔ جام جم کو آپ ہی سے نسبت ہے آپ کا  
تمام کلام قصوف و معرفت میں ہے یہ شعر بھی آپ ہی کا ہے ۵  
اوحدی شصت سال سختی دید      تا شبے روئے نیک نختی دید  
آپ نے ۱۰۲۳ھ میں وفات پائی قبر تبریز میں بمقام مرانہ میں واقع ہے۔

## حضرت مولانا خسرو اہرغانیؒ

جلال الدین آپ کا لقب ہے۔ ظاہری علوم میں مولانا نظام الدین ہردی کے شاگرد ہیں۔ شریعت کی پابندی کا خاص لحاظ  
رکھتے تھے اور اس کی اتباع ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ زہد و تقویٰ آپ کا شیوہ تھا۔ آپ نے ۱۰۱۷ھ میں مباہذی الحج  
وفات پائی۔ مزار مرغاب ہرات میں ہے۔

## حضرت مولانا ابن علی تائبی

آپ کے والد محترم کا اسم گرامی شیخ علی بن شیخ ابوبکر بن شیخ احمد بن شیخ محمد شاہ بن شیخ محسن بن شیخ سہیل تائبی ہے تائبیہ مضافات جام میں ایک موضع کا نام ہے۔ ظاہری علوم میں مولانا نظام الدین ہروی کے شاگرد رشید تھے۔ پابند سنت و شریعت تھے۔ آداب شریعت کا بڑا لحاظ رکھتے تھے۔ اس اتباع کی وجہ سے آپ نے بلند مقام حاصل کیا تھا۔ آپ سے خوارق عادات کرامات کا ظہور ہوا تھا۔ آپ کا سلسلہ ایسی تھا۔ شیخ احمد جام سے روحانی نسبت تھی۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ہمیشہ التزام کرتے تھے سات سال کی مدت میں کئی بار یہ سعادت حاصل ہوئی۔ تائبیہ سے روزہ مبارک تک پاپیادہ قرآن پڑھتے ہوئے جاتے تھے۔ حضرت شیخ کی روحانیت کا مقام نہایت بلند تھا۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند نے جب آپ کی مجلس میں حاضری دی تو مولانا نے پوچھا کہ آپ کا کیا نام ہے؟ انہوں نے جواب دیا، بہاؤ الدین نقشبند، آپ فرماتے، ہمارے کوئی نقش باندھ دو۔ یہ جواب میں کہتے، ہم تو نقش لینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ دو دن باہم صحبت رہی۔ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی آپ سے بڑی عقیدت تھی۔

آپ نے بروز پچیسینہ آخری محرم ۷۶۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار موضع تائبیہ میں ہے۔

## حضرت خواجہ حافظ شیرازی

آپ کا اسم گرامی محمد ہے اور لقب شمس الدین تھا۔ مولانا عبد الرحمن جامی کا بیان ہے کہ یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ظاہر میں آپ نے کس پیر و مرشد کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ آپ کو لسان الغیب کہتے تھے۔ آپ کے دیوان میں جو اشعار ہیں ان میں حقائق و معارف کا بیان ہے۔ تذکرہ عبد القادر بدایونی میں شیخ نظام الدین کی روایت ہے کہ خواجہ حافظ شیرازی، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کے مرید خاص تھے۔ آپ کے دیوان سے جو فال بھی نکالی جاتی ہے وہ اکثر و بیشتر درست نکلتی ہے۔ جب جہانگیر بادشاہ زمانہ شہزادگی میں اپنے والد ماجد سے ناراض ہو کر الہ آباد چلے گئے اور انہیں واپسی میں کچھ تردد تھا تو انہوں نے دیوان حافظ سے فال نکالی جو فال مکی اس میں ذیل کے اشعار تھے۔

|                                 |                               |
|---------------------------------|-------------------------------|
| چراغ در پئے عزم دیا رخ خود باشم | چراغ خاک رہ کوئے یار خود باشم |
| غم غریبی غربت چو بر نمی تا بم   | بشہر خود روم و شہر یا تو باشم |
| ز مخرمان سراپردہ وصال شوم       | ز بندگان خداوندگار خود باشم   |



چوکار عمر نہ پیدا ست بارے اول  
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشم  
بود کہ لطف ازل رہنمویں شود حافظ  
وگرنہ تا بارہ ابر شمسار خود باشم

اس فال کا جواب پاتے ہی جہانگیر نے بغیر کسی تاخیر کے اپنے گھر کا صیخ کیا اور اپنے والد ماجد کی خدمت میں پہنچ کر  
قدم بومی کا شرف حاصل کیا۔ اس عاجز نے حضرت جہانگیر کے خود اپنے قلم سے لکھا ہوا یہ واقعہ دیوان حافظ کے  
عاشیے پر خود دیکھا ہے۔

آپ نے ۱۶۹۲ء میں وفات پائی۔ مزار شیراز میں ہے۔

## حضرت مولانا ظہیر الدین خلوتیؒ

آپ کی نظر علوم ظاہری و باطنی پر تھی۔ مولانا زین الدین ابوبکر تائبادی نے فرمایا ہے کہ آج ظہیر الدین کی نظیر میری نظر میں  
اور کہیں نہیں ملتی۔ آپ کو شیخ سیف الدین خلوتی سے نسبت ارادت حاصل رہی ہے۔ شیخ سیف الدین کی وفات ۱۰۸۳ھ  
میں ہوئی۔ ان کا مزار خلوتیاں میں ۱۰۸۳ھ کا ڈرگاہ پر واقع ہے۔ مولانا ظہیر الدین نے ۱۰۸۳ھ میں وفات پائی۔ اپنے پیرو مشد  
شیخ سیف الدین کے جوار میں سوئے ہوئے ہیں۔

## حضرت شیخ کمال نخبندیؒ

آپ بڑے صاحب کمال بزرگ تھے۔ اپنے کمالات پر شعر و سخن کے پرے ڈالے ہوئے تھے۔ تجرید و توکل میں  
آپ کو درجہ کمال حاصل تھا۔ تبریزی میں آپ کی زندگی کنج عزالت میں بسر ہوئی تھی لوگوں نے دیکھا کہ اس گوشے میں نہ بویا تھا نہ  
تکیہ بلکہ ایک بڑا سا پتھر رکھا ہوا تھا۔ آپ نے ۱۰۸۳ھ میں وفات پائی۔ تبریزی میں آپ کا مزار ہے۔ اولوح مزار پر  
یہ شعر کند ہے۔

کمال از کعبہ رفتی بر دریا  
ہزارت آسریں مردانہ رفتی

## حضرت مولانا محمد شیریںؒ

متخلص مغربی ہے۔ حضرت شیخ اسمعیل بسبی کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ شیخ اسمعیل، شیخ نور الدین عبدالرحمن

اسفرائن کے اصحاب واجباب میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت شیخ کمال نجمندی معاصرین ومصاحبین میں سے تھے۔

آپ نے ۹۰ برس میں وفات پائی۔ ساٹھ سال کی عمر پائی۔ مندرجہ ذیل غزل آپ ہی کا نتیجہ ہے۔

از جنبش بحر قدم برخواست موج بے عد  
وز موج دریا ازل بر گشت صحر اابد  
صحرایقیں دریا شود چوں یابد از دریا  
در خطہ ملک صد احمد بود عین احد  
بروئے بحر بکیراں باشد چو در دریا آمد  
سرور ہم آرد دائرہ انیش بر نیز دعد  
از صدیکے گفتم بدایں صد از یک یکت از صد  
باشند کہ موج در رسد بازم بدر یاد کرد  
از برج دل طالع شود از اندر دل سر بر زند

آں آفتاب مشرقی پیدا شود در مغربی

گر مغربی را آئینہ نہیال نباشد در نمد

## حضرت شاہ فاسم انوار

آپ کا خاندان آذربائیجان سے تعلق رکھتا تھا آپ کا مقام ولادت تبریز ہے یہیں آپ نے تربیت پائی شروع شروع میں آپ کی نسبت ارادت شیخ صدر الدین اردبیلی سے تھی بعد ازاں شیخ اوحمد الدین کرمانی کے مرید شیخ صدر الدین علی یمنی کے ہم صحبت رہے۔ آپ نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند سے ملاقات کی ہے اور ان کی صحبت سے بھی فیضاً ہوئے ہیں۔ آپ کے اشعار حقائق و معارف پر مشتمل ہیں۔ آپ کے مریدین کے بارے میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی نے فرمایا ہے کہ میں نے آپ کے بعض مریدین سے ملاقاتیں کی ہیں اور ان کے احوال بھی مجھ تک پہنچے ان سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں اتباع شریعت کا پاس نہ تھا بلکہ شریعت و سنت سے یہ لوگ بے توجہی برتتے تھے۔ مولانا جامی لکھتے ہیں کہ یہ ممکن ہے، فتوحات کے دائرہ میں توسیع ہونے کے بعد سنگر وسیع ہو گیا ہوگا۔ اصحاب نفس نے اس طمع میں کہ یہاں ان کی غرض پوری ہوگی۔ آپ کے ہاتھ پر صحبت کی ہوگی اور آپ نے خود حقیقت کی تک پہنچنے کی کوشش نہ کی ہو۔ ہندوستان میں حضرت شاہ مدار کے مریدین کا حال بھی یہی تھا ان کے مریدین بھی اکثر شوخ و بے پاک تھے۔

آپ نے ۸۳۰ میں وفات پائی آپ کا مزار خرجرد جام میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ زین الدین خوانیؒ

کنیت ابو بکر ہے۔ ظاہری و باطنی علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے آخر تک شریعت کے پابند اور سنت کے متبع تھے مولانا عبد الرحمن جامی نے فرمایا ہے کہ اتباع سنت اس گروہ کی خصوصیت ہے۔ شیخ زین الدین خوانیؒ شیخ نور الدین عبد الرحمن تریسی مصری کے مریدین میں سے تھے یہ مؤخر الذکر شیخ، شیخ سیف مدنی، شیخ تاج الدین حسن شمشیری، شیخ عماد صفہانی، شیخ عبد الصمد قطری، شیخ علی مرعش اور شیخ شہاب الدین مہروردی کے سلسلہ کی ایک کڑی تھے۔ روایات میں آیا ہے کہ اواخر زندگی میں آپ کو ایسا عمل آگیا تھا کہ رات دن غائب اور خود فراموش رہتے تھے۔ جب اس غیبت سے عالم شہر میں آتے تو ایک سال خاموش رہتے۔ بہت کم گو تھے۔ آپ نے شب یکشنبہ میں ۲ شوال ۸۳۰ھ کو وفات پائی۔ وفات کے بعد میں جگہ آپ کی نعش منتقل کی گئی۔ فی الحال عید گاہ کے قریب ہرات میں واقع ہے جہاں ایک بلند نماز گاہ بنی ہوئی ہے۔

## حضرت سید بلع الدینؒ

شاہ مدار آپ کا لقب تھا۔ شیخ محمد طفیلور شامی کے مریدین میں سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ طریقت اور باطنی نسبت دراز غوری یا کسی دوسرے سبب کی بنا پر پانچ یا چھ واسطوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتی ہے۔ آپ سے خوارق عادات اور کرامات کا ظہور ہوا۔ حضرت شاہ مدار کا درجہ اتنا بلند ہے کہ احاطہ بیان میں نہیں آسکتا۔ روایات میں آیا ہے کہ بارہ سال تک آپ نے کچھ نہیں کھایا جو لباس آپ ایک دفعہ زیب تن فرماتے تھے اُسے دوبارہ دھونے کی احتیاج نہ ہوتی تھی، ہمیشہ صاف ستھرے رہتے تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تحریر کیا ہے کہ آپ کی مقام صمدیت تک سائی تھی یہ مقام سالکین ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ حسن و جمال عطا کیا تھا کہ جو آپ کو دیکھ لیتا سب سجود ہو جاتا اس لئے آپ ہمیشہ نقاب پوش رہتے تھے۔

آپ نے، اجمادی الاول ۸۳۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار کن پور میں ہے یہ موضع تنوج کے مضافات میں سے ہے ہر سال جمادی الاول کے مہینے میں آپ کے عرس کی تقریب منائی جاتی ہے جس میں پانچ چھ لاکھ آدمیوں کی شرکت ہوتی ہے۔ اور دور دور سے زائرین آتے اور نذر و نیاز پیش کرتے ہیں۔ آج بھی اتنی مدت گزر جانے کے باوجود عجیب و غریب واقعات دیکھنے میں آتے ہیں۔ اہل ہند (اہل ہندوپاک) کے چار حصوں میں سے دو حصے آبادی کے اشراف تو غوث الثقلین حضرت

شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کے حلقہ ارادت میں داخل ہیں، ایک حصہ شاہ مدار کے مریدوں میں شمار ہوتا ہے۔ جن میں خواص بھی ہیں اور عوام میں بھی۔ نصف حصہ خواجہ خواجگال حضرت معین الدین چشتی رحیمی کے مریدوں پر مشتمل ہے۔ اور بقیہ نصف حصہ حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے ارادت مندوں کا ہے۔

## حضرت مولانا جلال الدین بورانیؒ

کنیت ابو یزید ہے۔ علوم ظاہری سے فراغت کے بعد اتباع سنت و شریعت کے واسطے سے فقر و سلوک کے بلند مرتبہ پر فائز ہوئے۔ آپ مرجع خاص دعائم تھے عوام کی اکثر ضروریات آپ کے تصرف کی بدولت رفع ہوتی تھیں۔ جو بھی آپ کی جانب رجوع ہوتا آپ خود اس کے پاس پہنچ جاتے تھے آپ نے ظاہر میں کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں فرمائی تھی۔ آپ اویسی تھے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی مشکل پیش آتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے توسل سے رفع ہو جاتی۔ ایک دن آپ نے اپنے مریدین سے شانہ طلب نہ رہا یا اور یہ ارشاد کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ اسے ابو یزید یا کبھی کبھی اپنے بالوں میں شانہ کر لیا کرو۔ آپ حضرت ظہیر الدین خلوتیؒ کی صحبت میں حاضر باش رہے ہیں اور آپ ان کے نقش قدم پر چلنے کی پوری پوری کوشش کرتے تھے حضرت مولانا عبد الرحمن جامیؒ اکثر آپ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ایک جماعت کے ہمراہ حضرت جلال الدین بورانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا جب ہم نے واپسی کا ارادہ کیا تو ایک کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر مولانا صاحب کرامت ہیں تو شمس کا ایک ٹکڑا مجھے مرحمت فرمائیں گے جب ہم جانے لگے تو آپ نے اس شخص کو آواز دی کہ ذرا ٹھہرو، آپ گھر میں تشریف لے گئے اور ایک طباق منقہ کا لے آئے اور ساتھ ہی یہ معذرت چاہی کہ ہمارے باغ میں شمس نہیں ہوتی۔

آپ نے بروز دوشنبہ۔ اذی تعدہ ۶۲ھ کی شب میں رحلت فرمائی۔

## حضرت خواجہ شمس الدین محمد الکوٹویؒ

آپ ہرات کے ایک قبیلہ کوٹوی میں متولد ہوئے تھے آپ شیخ الاسلام احمد الحانی النامقی کی اہل میں ہیں علوم ظاہر و باطن پر گہری کھتے تھے۔ شیخ زین الدین خواتیؒ کی خدمت میں اکثر حاضری دیتے تھے شیخ بہاؤ الدین عمر کی صحبت سے بھی فیضیاب ہوئے۔ مولانا سعد الدین کاشغریؒ، مولانا شمس الدین محمد اسد اور مولانا جلال الدین بورانیؒ وغیرہم جو اس دور کے مشائخ میں سے تھے۔ آپ کی مجالس میں حاضری دیا کرتے تھے۔ ان سب کے دل میں حضرت خواجہ کی قد و منزلت کا نقش جاگزیں تھا۔ و جدور

مجلس سماع کے دوران خواجہ پربری رقت اور وجد طاری ہوتا تھا۔ اپنی آواز کی پوری گونج اور کرک کے ساتھ نعرے بلند کرتے تھے جن کا سامعین پر اچھا خاصا اثر ہوتا تھا۔ آپ کی مجلس میں اگر کسی کے دل میں کوئی خیال آتا تو وہ آپ پر منکشف ہو جاتا تھا اور آپ اس کا اظہار اس انداز میں فرماتے تھے کہ دوسروں کو خیر بھی نہ ہونے پاتی تھی۔

آپ نے بروز شنبہ ۲۶ جمادی الاول ۱۲۶۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار ہرات میں جامع مسجد کے متصل ہے۔ آپ کے مزار کے قریب فقیر ابو زریڈ ابدی نیند سوئے ہوئے ہیں۔

## حضرت مولانا شمس الدین محمد دومی

آپ قریہ کوچ کے باشندے تھے یہ قریہ ہرات سے ۹ فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ مولانا کا شغری کے مریدین میں شامل ہیں۔ مولانا جامی کی اولاد میں تھے آپ کا بیان ہے کہ میری یہ آرزو تھی کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو میں ایک دن اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے ایک کتاب میرے سامنے رکھ دی اور پڑھنے لگیں کہ جو شخص یہ دعا شب جمعہ کو چند بار بالالتزام پڑھے گا اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت زیارت ہوگی۔ اتفاق کی بات کہ آنے والی رات حجرات کی تھی اپنی والدہ ماجدہ کی اجازت سے میں معتکف ہو گیا۔ اور شرائط کے ساتھ دعا پڑھنے میں مشغول ہو گیا میں نے یہ بھی سنا کہ جو شخص شب جمعہ کو تین ہزار بار درود شریف پڑھے گا تورات کو اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی یہ عمل بھی میں نے کیا اور سو گیا خواب میں دیکھا کہ میں گھر سے باہر ہوں اور میری والدہ ماجدہ میرے انتظار میں ہیں اور فرما رہی ہیں میں تمہاری منتظر ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں رونق افروز ہیں۔ آؤ تمہیں بھی ان کی خدمت میں لے چلوں والدہ میرا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور آپ کے گرد ایک اچھا خاصا مجمع ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ تحریر کر رہے ہیں اور لوگ یہ تحریریں اطراف عالم میں بھیج رہے ہیں۔ مولانا شرف الدین عثمان یارگاہی جن کا شمار علمائے ربانی میں ہوتا ہے لکھتے ہیں میری والدہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ! وہ لڑکا جس کی آپ نے بشارت دی تھی کہ وہ دراز عمر اور دولت مند ہوگا یہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف ایک نظر ڈالی اور تبسم فرمایا، یہ بھی ارشاد کیا، ہاں، یہ وہی لڑکا ہے۔

جب ایک دفعہ میرا ایک خوب صورت بھائی فوت ہو گیا تو میری والدہ بڑی منگوم تھیں رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا ربجیدہ نہ ہو اللہ تعالیٰ تجھے ایسا نازد غطا کرے گا جو دراز عمر

بھی ہوگا اور دولت مند بھی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب میری ولادت ہوئی۔ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مولانا شرف الدین عثمان سے فرمایا کہ اس لڑکے کے لئے بھی ایک مکتوب تحریر کرو۔ مولانا نے ایک کاغذ پر تین سطریں تحریر کیں ان سطور کے نیچے باندا زتمسک گواہی کی جگہ علیحدہ علیحدہ کچھ تحریر کیا اور پھر یہ کاغذ لپیٹ کر میرے حوالے کر دیا۔ میں واپس ہوا لیکن دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ اس مکتوب میں جو مضمون ہے اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ اس لئے واپس آکر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اس کاغذ میں کیا تحریر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ سے کاغذ لیا اور پڑھ کر سنا دیا مجھے وہ سطریں یاد ہو گئیں پھر وہ تحریر لپیٹ کر مجھے دے دی گئی میں نے پھر کچھ دریافت کرنے کا ارادہ کیا، ناگاہ آواز آئی اور میں خواب سے بیدار ہو گیا، میں نے دیکھا کہ والدہ ماجدہ تشریف لارہی ہیں اور ان کے ساتھ ہی شمع ہے میں کھڑا ہو گیا انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا اے محمد! تم نے خواب میں کیا دیکھا میں نے تمام واقعہ کہہ سنایا، جو کچھ میں نے دیکھا تھا والدہ نے بھی مجھے وہی کچھ سنا دیا۔

آپ شعبان المعظم ۸۲۰ھ میں متولد ہوئے اور آپ کی وفات بروز شنبہ ۶ رمضان المبارک ۹۰۴ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار گافڑگاؤ میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ عبداللہ انصاری کے مزار سے متصل ہے۔

## حضرت شیخ صوفی علی

آپ کا خاندان ملک جام سے وطنی علاقہ رکھتا تھا۔ آپ حضرت شیخ زین الدین خوانی کے مرید ہوتے ہیں۔ ملک جام میں آنے اور رہنے سہنے کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن درویشوں کی ایک جماعت کسی بزرگ کے مزار کی زیارت کے لئے جا رہی اور آپ کھیت میں کام کر رہے تھے۔ جب آپ کی آنکھیں درویشوں سے چار ہوئیں تو آپ کے قلب پر اثر ہوا اور آپ درویشوں کے ہمراہ ہوئے درویشوں کے فیض نظر اور مزار پر حاضری کی بدولت آپ کا دل دنیا سے پھر گیا اور درویشی کی راہ اختیار کی اور آخر دم تک اسی راہ پر چلے رہے۔ آپ نے ۹۰۵ھ میں رحلت فرمائی۔

## حضرت امیر سید علی قوام

آپ کا تعلق سوات کے سادات سے ہے۔ یہ موضع سرہند کے قریب واقع ہے۔ ہندوستان کے خدارسید اور باکمال درویش تھے۔ آپ ہمیشہ ایک جیسے کپڑے نہیں پہنتے تھے کبھی خرقہ زیب تن کرتے اور کبھی سپاہیانہ لباس پہنتے تھے۔ آغاز جوانی میں حکم خداوندی آپ نے جو پور کا رخ کیا۔ شیخ بہاؤ الدین جو پوری سے نسبت ارادت قائم کر لی۔

آپ پر فتوحات کی راہیں کھلی ہوئی تھیں۔ پوسے چالیس سال تک آپ نے کسی خادم سے کوئی خدمت نہیں لی۔ فرماتے تھے کہ میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو حضور نے فرمایا، علی دہلی میں اپنے گھر پر مخلوق خدا سے غافل اور بے پروا رہتے ہو۔ ان کے احوال و واقعات سے بھی باخبر رہا کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر وہلی میں میرا قیام ہے تو وہ بھی تو آپ کے حکم سے ہے علی بے چارہ کی کیا حقیقت ہے؟ فرمایا، مخلوق کے حق میں خدا سے دعا کیا کرو۔ تم مستجاب الدعوات ہو۔

آپ نے ۱۹۵۹ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار جو نپور کے حوالی میں واقع ہے یعنی موضع سہ میراں میں جہاں آپ کی سکونت تھی۔

## حضرت شیخ حسین خوارزمی

حضرت مخدومی اعظم حاجی محمد جو شانی دکن کے مریدین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ مؤخر الذکر مشائخ کبار میں سے تھے۔ مخدومی اعظم سلسلہ کبرویہ میں شیخ علی بیاری، شیخ رشید الدین محمد الغرائنی، عبد اللہ برشاوی، شیخ اسحاق ختلائی اور سید علی ہمدانی ایسے مشائخ سے نسبت ارادت رکھتے ہیں۔ مخدومی اعظم نے ۱۹۳۷ء میں وفات پائی اور شیخ حسین خوارزمی کی رحلت بمقام شام ۱۹۵۶ء میں ہوئی۔

## حضرت شیخ علی متقی

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی عبد الملک بن قاضی خاں المتقی القادری الشاذلی المدنی الحسینی ہے آپ اپنے زمانے کے اولیائے کاملین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد کا جو نپور سے تعلق تھا آپ کا مولد و منشا برہنپور ہے، سات سال کی عمر میں آپ کے والد ماجد شاہ باجن چشتی کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اس کے بعد آپ نے شیخ عبد الحکیم بن شاہ باجن سے مشائخ چشت کا خرقہ پہنا اور ملتان کے لئے رخت سفر باندھا۔ وہاں بہت سے مشائخ کی خدمت میں رہ کر کسب فیض کیا پھر حرمین شریفین تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر حضرت شیخ محمد بن البخاری سے خرقہ قادریہ شاذلیہ زیب تن کیا جس کی نسبت شیخ نور الدین ابوالحسن علی الحسینی شاذلی کی جانب ہے۔ آپ درجہ کمال پر فائز ہوئے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

آپ نے ۲ جمادی الاول ۱۹۷۵ء میں رحلت فرمائی۔ نوے سال کی عمر پائی ۱۹۷۵ء میں آپ کی ولادت ہوئی

تھی۔ آپ کا مزار مدینہ منورہ میں ہے۔

## حضرت شیخ روہن جونپوریؒ

شیخ بہاؤ الدین آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی ہے اپنے وقت کے شیخ کامل تھے اتنے لاغراور سالخورده تھے کہ دو آدمیوں کی مدد کے بغیر کھڑے بھی نہیں ہو سکتے تھے لیکن جب آپ سماع کی محفل میں تشریف لاتے تو پھر کسی کی امداد کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔

آپ نے ۹۷۶ھ میں وفات پائی عمر ستوا سال سے متجاوز تھی۔ آپ کا مزار جونپور میں واقع ہے۔

## حضرت شیخ سلیم چچویؒ

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی شیخ بہاؤ الدین تھا۔ دہلی آپ کا قدیم وطن مالوت ہے۔ خواجہ ابراہیم کی اولاد میں سے ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ سے ملتا ہے۔ آپ خود حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی اولاد میں ہوئے ہیں اور اس نسبت سے حشتی سلک رکھتے تھے۔ عمر بھر صوم وصال کے پابند رہے، شروع شروع میں آپ کی زندگی کا انداز سپاہیانہ تھا لیکن حیب درویشی کی راہ اختیار کی تو حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے عرب و حرم کی سیاحت کی۔ مشائخ وقت میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ہندوستان آئے تو فتحپور سیکری میں بود و باش اختیار کی یہ مقام ان دنوں ویرانہ تھا۔ جلال الدین اکبر بادشاہ کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ اس نے اس ویرانہ میں ایک شہر کی داغ بیل ڈالی اور پہاڑ پر ایک قلعہ تعمیر کر دیا جس کا نام فتحپور رکھا۔ بادشاہ کی زرینہ اولاد زندہ نہیں رہتی تھی چنانچہ وہ جس کسی درویش کی بابت سن پاتا اس سے لڑکے کے لئے دعا کی درخواست کرتا تھا۔ ایک دن کسی نے آکر کہا محل کے قریب ہی پہاڑ پر ایک بزرگ رہتے ہیں۔ اکبر نے ان کی خدمت میں حاضری دی اور فرزند کے لئے دعا کی درخواست کی شیخ نے فرمایا، ہم کل جواب دیں گے دو سکر دن بادشاہ پھر حاضر ہوا، شیخ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو تین بیٹے دیگا بڑے لڑکے کو ہمارے حوالے کر دینا ہم اس کی تربیت کریں گے۔ جہاں گیر بادشاہ پیدا ہوا ہی چلتے تھے کہ اکبر بادشاہ نے ان کی والدہ کو شیخ کے خلوت کدہ میں پہنچا دیا چنانچہ جہانگیر بادشاہ کی ولادت اس خلوت کدہ میں ہوئی۔ شیخ نے ان کا نام سلطان سلیم رکھا خود اپنی لڑکی کو دودھ پلانے پر مامور کیا اور فرمایا جب یہ لڑکا باتیں کرنے لگے گا ہم دنیا سے سدا جاؤں گے چنانچہ یہی صورت پیش آئی کہ جب جہانگیر کی زبان کھلی تو شیخ اللہ کو پیار ہو گئے۔



شیخ کی پیدائش ۸۹۷ھ میں اور وفات رمضان المبارک ۹۷۹ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار فتح پور کی بڑی مسجد میں واقع ہے جو اکبر بادشاہ نے خود آپ کے لئے تعمیر کرائی تھی اور اس مسجد کی عمارت بڑی شاندار ہے۔

## حضرت شیخ نظام نسہتی

آپ کا شمار ہندوستان کے کامل شیوخ میں ہوتا ہے۔ آپ کے آبا و اجداد قصبہ نسہتی کے باشندے تھے یہ قصبہ لکھنؤ کے مضافات میں سے ہے۔ آپ شیخ معروف جو پوری کے مرید ہوتے ہیں۔ شیخ معروف شیخ الہدایہ اور شایح کا فیہ و ہدایہ کے مرید تھے۔ آپ کا سلسلہ طریقت چند واسطوں سے شیخ نور قطب عالم تک منتهی ہوتا ہے یہ شیخ بنگالہ میں آسودہ ہیں آپ نے بڑے بڑے مجاہدات کئے صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے سماع سے محنت تھے اور فرماتے تھے کہ اختلاف میں الجھنے کی کیا ضرورت ہے۔

آپ نے ۹۷۹ھ میں وفات پائی۔ مزار قصبہ نسہتی میں ہے۔

## حضرت شیخ داؤد جہنی والی

جہنی لاہور کے مضافات میں ایک قصبہ کا نام ہے۔ آپ کے آبا و اجداد نے عرب سے آکر یہاں مستقل سکونت اختیار کی تھی۔ آپ کی ولادت بہت پور میں ہوئی۔ آپ کی والدہ شیخ کی ولادت سے قبل ہی وفات پا گئی تھیں۔ ابتدا میں آپ نے مولانا اسماعیل آجہ سے علم کی تحصیل کی جو مولانا عبد الرحمن جامی کے شاگرد تھے۔ ایام طفولیت میں اصہبانی کا مطالعہ بڑی قدرت اور بڑے شوق سے کرتے تھے۔ آپ کی نسبت سلسلہ قادریہ کی جانب سے ابتدا میں آپ اویسی تھے اور آپ نے غوث الثقلین حضرت سید عبد القادر جیلانی کی روح پر فتوح سے کسب فیض کیا اور آپ کو اویسی ہونے کے باوجود کامل درجہ اور بلند مقام حاصل ہوا۔ غوث الثقلین کے باطنی اشارہ سے آپ نے ظاہر میں حضرت شیخ حامد قادری سے بیعت کا شرف حاصل کیا جو شیخ عبد القادر ثانی کے فرزند ارجمند ہوتے ہیں مشائخ متاخرین میں آپ کا شمار ہوتا ہے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ نے ۹۸۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار جہنی کے لواحقین میں بمقام موضع لڈو واقع ہے۔

## حضرت شیخ نظام نارٹولی

ہندوستان کے مشہور شہر نارٹول کے باشندے اور حضرت فناوہ چشتی گوالیاری کے مرید تھے اپنے وقت کے بلند

پایہ شیخ تھے۔ اکثر اشخاص آپ کے فیض سے بلند مقام پر پہنچے۔ روایات میں آیا ہے کہ نارنول سے حضرت خواجہ قطب الدین ایسی کی خدمت میں پاپاود حاضر ہوا کرتے تھے۔

شیخ خانو ۹۴۰ھ میں متولد ہوئے اور آپ نے ۹۹۰ھ میں وفات پائی۔

## حضرت شیخ وجیب الدین گجراتی

علوی النسب شیخ تھے: مشائخ متاخرین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ علوم ظاہری پر آپ کی نظر ایسی گہری تھی۔ کہ اکثر کتب درسی پر آپ کی ترویج اور خواہشی موجود ہیں۔ آپ سے سیکڑوں نے کسب فیض کیا۔ بے شمار کرامات کا آپ سے ظہور ہوا۔ اس اعتبار سے بھی آپ بلند مقام تھے۔ احمد آباد میں آپ کی مستقل سکونت تھی کسی جگہ آنا جانا نہ تھا۔ آپ کی نسبت ارادت تو کسی اور جگہ تھی لیکن شیخ محمد غوث اعظم سے آپ نے کسب فیض کیا۔ آداب طریقت میں آپ ہی کے مقلد اور متبع تھے آپ نے فقر و سلوک کے تمام مدارج شیخ محمد غوث اعظم کی صحبت میں طے کیے۔ جب شیخ محمد غوث گجرات تشریف لے گئے تو شیخ علی متقی نے جو جامع علوم ظاہر و باطن تھے علمائے ظاہر کی ہم نوائی میں شیخ کی بعض باتوں پر فتوے صادر کر دیا۔ حاکم وقت نے اس فتوے کو شیخ وجیب الدین کے دستخط پر موقوف کر دیا۔ جب آپ شیخ محمد غوث کے مکان پر گئے تو پہلی بار دیکھتے ہی شیخ پر ہزار جانا سے فریفتہ ہو گئے۔ فتوے چاک کر دیا۔ شیخ علی متقی نے فرمایا کہ تمہاری سمجھ شیخ کے کمالات کی تک نہیں پہنچ سکتی، آپ فرماتے تھے کہ ظاہر شریعت میں ایسا ہی ہونا چاہئے تھا جیسا کہ شیخ علی متقی نے فرمایا لیکن حقیقت میں بات وہی ہے جو ہمارے مرشد نے فرمائی ہے معتبر اشخاص سے تحقیق کے بعد یہ عقده کھلا کہ شیخ محمد غوث اہل دعوت میں سے نہ تھے مگر آپ کو درجہ کمال انہی کے تصرف سے حاصل ہوا۔

شیخ وجیب الدین کی وفات یکم صفر ۹۹۹ھ میں ہوئی مزار شہر احمد آباد میں ہے اور شیخ محمد غوث کی وفات ۱۵ رمضان ۹۷۰ھ میں بمقام اکبر آباد ہوئی۔ اسی سال کی عمر پائی۔ مزار گوالیار میں ہے۔

## حضرت شیخ علا الدین ودھی

آپ عالی مقام درویش اور صاحب مقام صوفی تھے۔ کبھی کبھی آپ حقائق و معارف کے موتی بھی اپنے اشعاع میں بکھیرتے تھے۔ یہ مطلع آپ ہی کا نتیجہ و فکریہ ہے۔

ندانم آل گل خود رو چہ رنگ و بودار  
کہ مرغ ہر چمنے گفت گوئے اودار

آپ سے بہت سے مرید بلند مقامات پر پہنچے۔ روایات میں آیا ہے کہ آپ ہمیشہ یہ دعا کرتے تھے کہ اے خدا مجھے مقام شہادت نصیب فرما۔ ایک رات مکان میں چور گھس آئے اگرچہ شیخ کی عمر ۹۰ سال سے زیادہ تھی تاہم ہاتھ میں تلوار لے کر چوروں کو آپ نے تہ تیغ کر دیا آخر کار خود بھی جام شہادت نوش کیا۔  
واقعہ شہادت ۹۹۸ھ میں پیش آیا۔

## حضرت شیخ محمد بن فضل اللہ

شیخ الاسلام حضرت احمد جام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کی بود و باش موضع زندجان میں تھی جو ہرات کے مضافات میں سے ہے۔ فقر اور سلوک میں آپ کا درجہ بلند تھا۔ ریاضات و مجاہدات میں کئیائے روزگار تھے اکثر روزہ سے رہا کرتے تھے، افطار شو بے سے کرتے اور اس کے اوپر سے صابون کا پانی پیتے تاکہ مضم ہو جائے۔ میں نے اپنے استا سے سنا ہے کہ جب عبد اللہ خاں اوزبک ماوراء النہر سے خراسان کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا اور زندجان میں اس نے آپ کی خدمت میں حاضری دی تو حضرت نے فرمایا کہ بندگان خدا کو قتل نہ کیا کرو اور صبر کرو انشاء اللہ ۹ ماہ، ۹ دن اور ۹ گھنٹے گزرنے کے بعد ہرات کا قلعہ فتح ہو جائے گا۔ مدت مذکور گزرنے پر ایسا ہی ہوا جیسا حضرت نے فرمایا تھا نیز حضرت ان خود اپنے والد شیخ فیصح الدین کی زبانی فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ ایک رات میں خواجہ عبد الحق کی خدمت میں حاضری دی انہوں نے حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری کی زیارت کا قصد کیا جب رات ہوئی اور چراغ جلانا چاہا تو چراغ میں تیل نہ تھا۔ آپ نے چراغ دان کو پانی سے بھر دیا اور تہی کو لعاب دہن میں بھگو کر اس میں رکھ دی۔ یہ چراغ ہاتھ میں لئے ہوئے روانہ ہوئے راستہ قریب قریب ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھا۔ تیز و تند ہوا کے جھونکے چل رہے تھے لیکن اس کے باوجود چراغ چلتا رہا حتیٰ کہ آپ حضرت خواجہ کے مزار پر پہنچ گئے۔ وہاں پہنچتے ہی چراغ گل ہو گیا۔ زیارت سے فراغت کے بعد پھر چراغ روشن کیا اور اسی طرح ہاتھ میں لئے ہوئے گھر تک آئے۔ ان خود صاحب کا بیان ہے کہ اپنی رحلت سے قبل خواجہ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازہ کو حفاظت سے رکھنا ایک اہل سوار کہ میرے جنازہ کی نماز پڑھائے گا۔ حضرت خواجہ کا وصال ہو گیا تو اس وصیت پر عمل کیا گیا انتظار کرتے رہے کہ اس آئین میں میرے والد ماجد شیخ فیصح الدین اہل گھوڑے پر سوار پہنچے اور جنازہ کی نماز پڑھائی۔ خواجہ نے ۱۰۸۷ھ میں وفات پائی۔ مزار زندجان میں ہے۔ شیخ فیصح الدین کی وفات بروز پنج شنبہ ۱۰۹۰ھ میں ہوئی۔ ان کا مزار لاہور میں ہے۔

## حضرت شاہ ابوالمعالیؒ

حضرت شاہ ابوالمعالیؒ صحیح النسب سید تھے آپ سے خوارق عادات کرامات کا بڑی تعداد میں لہور ہوا ہے بسلسلہ قادریہ میں شیخ داؤد جہنی والی سے نسبت ارادت حاصل تھی تیس سال کے کمال مجاہدات و ریاضات کے بعد لاہور میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی حضرت استاد فرماتے تھے کہ ایک دن میں اپنے استاد ملا نعمت اللہ کے ہمراہ جو عالم باعمل تھے آپ کی زیارت کے لئے گیا۔ ہم سب وہاں موجود تھے کہ ایک شخص ایک تسبیح شاہ صاحب کے لئے لایا۔ میں نے دل میں خیال آیا کہ اگر شاہ صاحب کرامات ہیں تو یہ تسبیح مجھے مرحمت فرمادیں جب میں رخصت ہونے لگا تو شاہ صاحب نے مجھے بلایا اور وہ تسبیح مجھے مرحمت فرمائی۔ فرمایا ہر وقت تمہاری تسبیح تم کو پہنچتی رہے گی۔ سو مرتبہ درود پڑھ لیا کرو استاد ملا نعمت اللہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے دل میں یہ خیال آیا کہ میں غوث الثقلین سے خفیت رکھتا ہوں، انہیں بھی اس کی اطلاع ہوگی۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کسی شکر میں مبتلا ہوں میرا سر برہنہ ہے۔ اسی وقت حضرت غوث الثقلین تشریف لائے اور مجھے ایک دستار سفید عطا فرمائی اور فرمایا کہ ملا نعمت اللہ! ہم ایسے موقع پر تمہیں یاد رکھتے ہیں۔ شاہ ابوالمعالیؒ نے مجھے طلب کیا اور ایک سفید پٹری عنایت فرمائی اور فرمایا کہ یہ پٹری ہے۔

شاہ ابوالمعالیؒ بروز دو شنبہ۔ اذی الحج ۹۲۰ھ کو متولد ہوئے اور ۴ ربیع الاول ۱۰۲۳ھ کو آپ نے وفات پائی۔ آپ کا مزار لاہور میں واقع ہے۔ تحفۃ القادریہ میں جو غوث الثقلین کے حالات پر مشتمل ہے یہ لکھا ہوا ہے کہ آپ کو غوث الثقلین سے کمال درجے کی عقیدت تھی غوث الثقلین بھی آپ پر نظر عنایت رکھتے تھے غوث الثقلین کی روحانیت ہمیشہ اہم معاملات میں شاہ صاحب کی دستگیری کرتی تھی۔

## حضرت نوح عبدالحق جامیؒ

آپ کے جد امجد کا اسم گرامی شیخ محمد مصور تھا۔ آپ صدیق اکبر کی اولاد سے ہوتے ہیں آپ کے آبا و اجداد جو پور میں بودو باش رکھتے تھے۔ آپ احمد آباد گجرات میں متولد ہوئے۔ ابھی کم سن ہی تھے کہ والد ماجد کا سایہ سے اٹھ گیا۔ آغاز جوانی میں شیخ صفی الدین گجراتی کے دست اقدس سے ترقی طریقت پہنا۔ شیخ نے آپ کو مکہ مکرمہ جانے کی اجازت فرمائی۔ چنانچہ آپ نے تجرید تفسیر کے عالم میں حرمین شریفین کا سفر کیا اور مکہ معظمہ میں بارہ سال شیخ علی متقی کی صحبت میں گزار دیں وہاں سے احمد آباد واپس آئے اور شادی کے بعد ازدواجی زندگی بسر کرنے لگے بعد ازاں آپ نے بارہ سال تک شیخ و جہہ گجراتی

سے ظاہری علوم کی تحصیل کی اس زمانہ میں شیخ ماہ جونپوری سے ملے جو کجسرات میں تھے شیخ ماہ جونپوری نے اپنے والد ماجد سے سنا تھا کہ ہمارا چھوٹا لڑکا قطب ہوگا اس لئے وہ ان کا بچہ حتمی کر کے لے لے۔ شیخ ابو محمد خضر تمیمی نے جو آپ کے والد ماجد سے نسبت رکھتے تھے قلعہ امیر سے ایک خط شیخ و جہیر الدین اور شیخ ماہ کو لکھ بھیجا کہ شاہباز کے گرم پرواز ہونے میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ آپ کے اختیار میں ہے چنانچہ انہوں نے آپ کو مستقل اجازت دے دی۔ آپ شیخ ابو محمد خضر تمیمی کے پاس پہنچے اور وہ نعمت جو آپ کے والد نے ان کے پاس امانت کے طور پر رکھی تھی حاصل کر لی۔ اور برہان پور کو اپنا مستقل وطن بنالیا، آپ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ آپ کی صحبت کے فیض سے ہزاروں پیاسے سیراب ہوئے۔ پھر دس و تدریس کے زاویے سے کل کر مخلوق خدا کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ شیخ اپنے وقت کے کامل ترین بزرگان دین میں سے تھے سلسلہ چشتیہ کے متاخرین نے آپ سے بڑے وسیع پیمانے پر کسب فیض کیا۔ فانیس اور اس کے اطراف میں آپ کے ارادت مندوں کی بڑی کثرت تھی اور آپ کو بڑی مقبولیت اور ہر دل عزیزی کا مقام حاصل تھا۔ شیخ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ایسی والہانہ عقیدت تھی کہ احاطہ بیان میں نہیں آسکتی۔ کمال شوق اور وفور محبت سے اکثر آپ نے مدینہ منورہ جانے کا قصد کیا چند منہ زلیں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے واپس آجاتے تھے آپ کا مسلک اتباع سنت تھا جو کچھ فتوحات میں ملتا آپ اس کے تین حصے فرماتے تھے ایک حصہ اہل و عیال کے لئے دوسرا حصہ خانقاہ کے فقرا کے لئے اور تیسرا حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر کے حرمین شریفین بھیج دیا کرتے تھے۔ آپ کے خوارق عادت ان گنت ہیں۔

آپ نے بروز دوشنبہ ۲ رمضان کو برہانپور میں وفات پائی۔ خواجہ ہاشم نے آپ کی تاریخ وفات ابن فضل اللہ نکالی ہے۔ آپ کی عمر ۸۰ سال ہوئی ہے۔ مزار برہانپور میں ہے جسے آپ نے خود آباد کیا تھا۔

## حضرت احمد کابلی شہید ہندی

آپ خلیفۃ المسلمین حضرت فاروق عظیم کی اولاد میں سے ہیں۔ مذہباً حنفی تھے۔ سرہند میں مستقل سکونت رکھتے تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ کے مریدین میں سے ہیں خواجہ باقی باللہ۔ مولانا خواجگی اکلنگی سے نسبت اراد رکھتے تھے اور وہ مولانا درویش محمد کے مریدین میں سے تھے۔ آپ کو مشائخ قادری و چشتی کی جانب سے بھی اجازت تھی۔ متاخرین میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ صاحب ریاضت و مجاہدہ درویش تھے۔ آخر سال میں شیخ پر بعض اشخاص نے یہ اعتراض کیا بلکہ تہمت لگائی کہ آپ اپنے آپ کو خلفائے راشدین سے بھی افضل مانتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ محض بہتان تھا جو مخالفین نے

آپ پر لگایا تھا کیوں کہ اس فقیر نے افضل الفضلا جامع علوم صاحب حقائق و معارف حضرت میرک شیخ بن شیخ فصیح الدین کی زبانی سنا ہے، کہ ایک دفعہ میں سرہند گیا حسن اتفاق سے میری ملاقات شیخ احمد سرہندی سے ہوئی۔ ملاقات کے دوران میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر شیخ صاحب کرامت ہیں جیسا کہ لوگ آپ کے بارے میں بیان کرتے ہیں تو آپ کو چاہئے کہ میری دلجوئی کریں دوسرے میں نے سنا تھا کہ آپ کے شیخ خواجہ باقی باللہ اپنے پیشوا مولانا خواجگی اکلنگی کی اجازت کے بغیر لوگوں کو حلقہ ارادت میں داخل کرتے رہتے تھے نیز یہ بھی بتائیں کہ آپ خواجہ خاوند محسنوں کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتے ہیں، مجھے شیخ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ آپ نے اپنی مسند کے نیچے سے ایک کتاب نکال کر مجھے مطالعہ کے لئے دی۔ میں نے اسے پڑھا تو مجھ سے دریافت کیا بتائیے اس سے کچھ ظاہر ہوتا ہے یا نہیں۔ میں نے عرض کیا مجھ پر اس کے مطالعہ سے کچھ منکشف نہیں ہوا۔ اور جو کچھ یہاں ہے سب ٹھیک ہے۔ سرہنما یا تم پر یہ واضح رہنا چاہئے ہم سے جو کچھ ظہور وقوع میں آیا ہے وہ یہی ہے باقی سب غلط اور دروغ ہے۔ کچھ توقف کے بعد آپ نے فرمایا، ایک دن خواجہ خاوند محسنوں یہاں آئے تھے کہتے تھے کہ خواجہ باقی کو اپنے پیر سے اجازت حاصل نہیں ہے اور وہ اس لئے کہ ایک دن مولانا خواجہ اکلنگی خرپڑہ کھارے تھے اور قاش قاش کر کے اپنے مریدین میں تقسیم کیے جاتے تھے موصوف نے خواجہ باقی کو خرپڑہ کی قاش نہیں دی حاضرین نے کہا کہ خواجہ بھی ہیں۔ اس پر مولانا خواجگی نے فرمایا کہ ہم نے خرپڑہ اس کو سالم دیا ہے۔ خواجہ باقی نے اس سے استنباط کیا ہے کہ مجھے ارشاد و تبلیغ کی اجازت فرمادی گئی ہے۔ میں نے کہا یہ بات نہیں ہے اس لئے کہ کبھی یہ بات اپنے پیر و مرشد یا کسی اور سے نہیں سنا ہے بلکہ خواجہ باقی بھی اس کا انکار نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کام میرے پس کا نہیں ہے نہ مجھے آتا ہے مولانا خواجگی اکلنگی فرماتے تھے کہ ہم نئے اجازت دے دی ہے تم کو یہ کام کرنا چاہئے اسی دوران میں چند سفید ریش بزرگان دین نے بھی کہا کہ ہم اس مجلس میں شریک تھے جب مولانا خواجگی نے خواجہ باقی باللہ کو اجازت مرحمت کی تھی، خواجہ خاوند محسنوں نے کہا تو پھر میں نے ہی غلط سنا ہوگا۔

مختصر یہ ہے کہ حضرت انخوند کے دل میں جو سوالات پیدا ہوئے تھے ان کا جواب حضرت شیخ احمد نے دے دیا۔ آپ ۳۳ھ میں وفات پائی۔ ۶۳ سال کی عمر تھی۔ مزار عالیہ سرہند شریف میں ہے۔

## حضرت شاہ بلاولؒ

آپ قصبہ شیخو داہن میں متولد ہوئے یہ قصبہ پنجاب کے مضافات میں سے ہے لاہور میں آپ کی مستقل سکونت تھی آپ نے طاہری و باطنی علوم کی تحصیل کی سلسلہ قادریہ میں آپ شیخ شمس الدین کے مریدین میں شامل ہیں شیخ

ابو اسحاق اور شیخ داؤد جہنی والی آپ کے سلسلہ کے مشایخ کبار تھے ان کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ شیخ بلاول صائم الدھر اور قائم البیل تھے۔ زہد و تقویٰ میں آپ کا مقام بہت بلند تھا یہ فقیر بھی آپ کی خدمت میں ماضی دے چکے ہیں آپ کے چہرہ پر بیاضت و مجاہدہ کی علامات ظاہر تھیں۔ روزانہ کافی اشخاص آپ کی خدمت میں آتے جاتے تھے اور جو آدمی بھی آپ کی خدمت میں کبھی آتا اس کے لئے حضور پیش فرمادیتے۔ لوگ بیماروں کی صحت یابی کے لئے پانی کے کونے لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے شیخ دعا پڑھ کر ان پر دم کرتے اس طرح سینکڑوں بیمار شفا یاب ہو جاتے۔

آپ نے بروز دوشنبہ ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ کو وفات پائی۔ ستر سال کی عمر پائی۔ آپ کا مزار لاہور میں واقع ہے یہیں آپ کی سکونت تھی اسی جگہ آپ مدفون ہوئے۔

خدا کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ مشایخ متفرقہ و مختلفہ کا تذکرہ تفصیل اور بتعین تاریخہائے ولادت و وفات اور بتوضیح مقامات و مزارات تکمیل پذیر ہوا۔ یہ حالات نفحات الانس، تاریخ یانعی، اور طبقات سلمیٰ میں بھی دستیاب نہیں ہوتے اس خادم نے بڑی جستجو اور تلاش کے بعد متقدمین و متاخرین کی کتب سے حاصل کر کے اس کتاب میں جمع کیے ہیں۔

# خدا رسیدہ خواتین کے بیان میں

دور رسالت سے پیشتر دنیا کی تمام خواتین سے زیادہ فضیلت حضرت آسیہ بنت مزاحم کو حاصل ہے۔ یہ خدا رسیدہ خاتون فرعون کے عقد میں تھیں۔ بعد کے دور میں ازواج مطہرات حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر نیک اختر فاطمہ زہراؑ فضیلت کا مقام رکھتی ہیں۔

## ازواج مطہرات کا ذکر خیر

روایات میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے کسی عورت سے از خود اپنی مرضی سے عقد نہیں کیا نہ میں نے اپنی بیٹیوں میں سے کسی پر روپے صرف کیے جو کسی کو دیے گئے ہوں ہاں البتہ ایسا میں نے اگر کیا تو اس وقت کیا کہ جبرئیل امین خدا کا پیغام لے کر آئے اور مجھے حکم دیا۔ آپ کی ازواج مطہرات تعداد میں بارہ تھیں جن کے ساتھ آپ نے شب زفاف گزارا۔ گیارہ ازواج کے بارے میں تو سب متفق ہیں۔ بارہویں زوجہ سے متعلق اختلاف ہے کہ وہ آپ کی ازواج میں شامل تھیں یا کنیزوں میں۔

## حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ

کنیت ام ہند ہے۔ آپ کا نسب نامہ خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب ہے۔ آپ کا نسب قصی پر آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہو جاتا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت زایدہ بن الاعم سے جو بنی عامر بن لوی سے تعلق رکھتی ہیں۔ پہلی وہ خاتون جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد کی درخواست کی وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ تھیں، آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے گھر میں آسمان سے آفتاب اتر آیا ہے جس کے نور سے تمام مکان جگمگ جگمگ کر رہا ہے مگر مکرمہ کا کوئی مکان اس کی روشنی سے محروم نہیں رہا جس وقت آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں آپ کی عمر چالیس سال کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵ سال کے نکاح کا ہر بیس اوٹنیاں مقرر ہوئیں جنہوں نے تمام اولاد و کور و اناث حضرت خدیجۃ کے بطن سے ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زندگی تک آپ کی خاطر مدارات میں



کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ خواتین میں سب سے قبل جو خاتون مشرف اسلام ہوئیں وہ آپ ہی تھیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ ایک دن حضرت جبریل امین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، اے اللہ کے رسول خدیجہؓ آپ کے لئے ایک پیالہ جو کھانے سے لبرزیہ ہے لے کر آ رہی ہیں خدا کی جانب سے اور میری طرف سے ان کی خدمت میں سلام پہنچا دیجئے اور یہ خوشخبری سنا دیجئے کہ جنت میں مروارید کا ایک ایسا شاندار محل ان کے لئے تیار کیا گیا ہے جس پر سوائے ان کے اور کسی کا حق نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خدا اور جبریل امین کا سلام پیش کیا تو آپ نے اس کا جواب دیا۔

آپ نے صحیح روایت کے بموجب ۱۰ ماہ رمضان کو بعثت سے دس سال کے بعد وفات پائی۔ وصال کے وقت آپ کی عمر ۶۵ سال کی تھی۔ آپ کا مزار مقبرہ حجون میں واقع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ آپ کے حق میں دعائے خیر کی اور اکثر آپ کا ذکر خیر فرمایا کرتے تھے۔

## حضرت عائشہ صدیقہ

کنیت ام المومنین ہے آپ بڑی فقیہ اور فصاحت و بلاغت میں بڑھ چڑھ کر تھیں۔ صلاح و تقویٰ میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شان میں فرمایا ہے۔ خذوا اثنتی دینکم عن ہذا الحمیل اپنے دین کے تین حصوں میں سے دو حصے اس سرخ فام (حمیرا) سے حاصل کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ مجھے دوسری ازواج پر دس باتوں میں فضیلت حاصل ہے اولاً یہ کہ آپ نے میرے سوائے کسی دوشیزہ سے عقد نہیں کیا ثانیاً یہ کہ میرے والدین کے ماسوا کسی کے والدین نے محبت نہیں کی ثالثاً یہ کہ میری لہارت کے ثبوت میں آیہ برأت کا نزول ہوا رابعاً یہ کہ میرے عقد سے قبل جبریل امین نے ریشمی کپڑے پر میری شبیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش فرمائی اور فرمایا کہ آپ اس سے عقد کریں۔ خامساً یہ کہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی بدن سے غسل کرتے تھے یہ سعادت کسی دوسری ام المومنین کو حاصل نہیں ہو سکی۔ سادساً یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیں مصروف ہوتے اور میں آپ کے پہلو میں آرام کرتی ہوتی۔ یہ شرف بھی کسی نبی کو نہ ملا۔ سابعاً یہ کہ بجز اس لباس خواب کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے یہاں پہنا ہے کسی دوسرے لباس خواب میں آپ پر وحی کا نزول نہیں ہوا۔ ثامناً یہ کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جانکنی کا عالم طاری تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میرے سینے اور زانو پر تھا۔ تاسعاً یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس دن ہوا جس روز آپ کی باری میرے یہاں شب خوابی کی تھی، عاشراً یہ کہ آپ میرے حجر میں مدفون ہوئے اور آخر بار مجھے آپ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریا

کیا گیا کہ آپ کی نظر میں بہترین عورت کون ہے تو آپ نے فرمایا، عائشہ! پھر دریافت کیا گیا کہ مردوں میں بہترین کون شخص ہے، اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ عائشہ کے والد ماجد حضرت صدیق اکبرؓ۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے دوست سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ صحابہؓ اپنے ہدایا اور تحائف اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے جس دن آپ کی باری ہوتی۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ زہراؓ سے فرمایا کرتے تھے اے میری لڑکی تو اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں اس پر حضرت فاطمہؓ نے فرمایا مجھے بھی اس سے محبت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے عائشہ سے محبت ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے کم گفتار تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ اے عائشہ! تمہاری خوشی و ناخوشی کا مجھے علم ہو جاتا ہے۔ میں نے دریافت کیا حضور! آپ کو کیسے علم ہو جاتا ہے حضورؓ نے فرمایا جب تم نموش ہوتی ہو تو لا اور اب محمدؐ کے الفاظ سے قسم کھاتی ہو۔ اور جب ناراض ہوتی ہو لا اور ابراہیم کہہ کر قسم کھاتی ہو۔ میں نے عرض کی، فی الواقعہ یہی بات ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد ہوا تو آپ کی عمر چھ سال کی تھی۔ مہر ۵ درہم کی قیمت کا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق پانچ سو درہم رقم مہر تھی یہ رقم قرض لے کر آپ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دی تھی۔

حضرت عائشہؓ کی وفات ۵۸ھ کو ہوئی۔ آپ نے ۶۶ سال کی عمر پائی ہے مزار عالیہ جنت البقیع میں واقع ہے۔ آپ کے جنازہ میں مدینہ کے کثیر التعداد اشخاص نے شرکت کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ بھی نماز جنازہ میں شریک تھے۔

## حضرت زینبؓ

آپ کے والد ماجد کا سلسلہ نسب حرمہ بن حارث بن عبد اللہ بن عمر بن عبد مناف بن بہلول بن عمر بن صعصعہ ہے آپ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد ماہ رمضان میں ہجرت کے تیسرے سال ہوا۔ اٹھ ماہ حضور کے حوالہ عقد میں ہی دوسری روایت میں صرف تین ماہ آپ ام المساکین کے لقب سے مشہور تھیں اور وہ اس لئے کہ آپ کو فقر و مساکین سے بڑی محبت تھی۔ آپ اکثر مساکین کا کھانا تیار کرتی اور ان کے لئے دسترخوان بچھایا جاتا۔

آپ نے یکم ربیع الآخر ہجرت کے چار سال بعد انتقال فرمایا۔ مزار حنبت البقیع میں واقع ہے۔

## حضرت زینب بنت جحشؓ

کنیت ام الحکم ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی امیہ بنت عبدالمطلب تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ آپ کا پہلا نام برہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام تبدیل کر کے زینب رکھا، ہجرت کے بعد پانچویں سال ذی قعدہ کے مہینے میں آپ عقد میں آئیں آپ کی بابت قرآن حکیم میں آیت کا نزول ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجازت کے بعد حضرت زینبؓ کے پاس تشریف لے گئے اس وقت حضرت زینبؓ برہنہ سر تھیں، فرمایا اے اللہ کے رسول! بغیر خطبہ اور بغیر گواہ کے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نکاح پڑھانے والا ہے اور جبریل امیں گواہ ہیں۔ حضرت زینبؓ سے مروی ہے کہ ایک دن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے جو فضیلت اور منزلت حاصل ہے وہ آپ کی کسی زوجہ کو حاصل نہیں ہے حضور نے سبب دریافت فرمایا آپ نے جواب دیا پہلی فضیلت تو یہ ہے کہ میرے اور آپ کے دادا ایک ہیں دو سکر یہ کہ میرا نکاح آسمان پر ہوا تیسرے یہ کہ میرے عقد نکاح میں جب ریل امیں گواہ تھے۔ ازواج مطہرات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلے حضرت زینبؓ نے وفات پائی۔ آپ نے ہجرت کے بیسویں یا اکیسویں سال وفات پائی۔ ۵۳ سال کی عمر پائی۔ حضرت عمر الفاروقؓ نے اہل مدینہ کی معیت میں آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ مزار حنبت البقیع میں واقع ہے۔

## حضرت سورہ

آپ کا اسم گرامی سورہ اور کنیت ام الاسود ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام زموہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد بن نصر بن مالک بن خنبل بن عامر بن لوی بن غالب القسری ہے۔ آپ کے نسب کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے ساتھ لوی بن غالب پر جا کر ملتا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام بنت قیس بن عمرو تھا جو مکہ معظمہ میں ابتدائے بعثت مبارکہ کے زمانے میں مسلمان ہوئیں۔ نبوت کے دس ویں سال حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نکاح سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے عقد کیا مہر چار سو درہم مقرر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آپ کی دراز عمری کا علم ہوا تو آپ نے طلاق دینے کا ارادہ کیا۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی جب کہ آپ عائشہ صدیقہؓ کے مکان پر تشریف لے جائے تھے کہ آپ طلاق کا ارادہ فرمائیں میری دنیا

میں اور کوئی خواہش نہیں صرف یہ خواہش ہے کہ آخرت میں آپ کی ازواج مطہرات کے زمرہ میں میرا شہر بھی ہو۔ میں نے اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ کے حق میں چھوڑ دی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ طلاق فرمایا۔ آپ نے فاروق اعظم کے آخری عہد میں وفات پائی دوسری روایت میں حضرت معاویہ کا عہد ہے۔ مزار جننت البقیع میں ہے۔

## حضرت صفیہ رضی

حی بن اخطب بن شعبہ بن تغلبہ آپ کے والد کا نام اور خروہ بنت سہیل آپ کی والدہ کا نام تھا۔ غزوہ خیبر میں قید ہو کر آئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چاہا کہ انہیں آزاد کر کے ان کے قبیلہ میں بھیج دیں تو ہوا یہ کہ آپ مشرف بہ اسلام ہوئیں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کیا اور آپ کو اللہ کا رسول مان لیا حالانکہ آپ نے مجھے ابھی اسلام کی دعوت بھی نہ دی تھی۔ اب میں آپ کے پاس موجود ہوں مجھے یہودی مذہب سے کوئی لگاؤ نہیں ہے نہ میرے قبیلہ میں اب میرا کوئی عزیز موجود ہے مجھے کسی طرح بھی خدا اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آزادی پانا اور اپنی قوم میں جانا گوارا نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ باتیں پسند آئیں آپ نے انہیں آزاد فرما کر اپنی ازواج مطہرات میں شامل کر لیا اور اس آزادی کو مہر مقرر کیا۔

آپ کی وفات ۳۵ھ میں روایت دیگر ۳۲ھ یا عہد خلافت عمر میں واقع ہوئی۔ آپ کا مزار جننت البقیع میں ہے۔

## حضرت ام حبیبہ رضی

ابوسفیان آپ کے والد کا نام ہے ماں کا نام صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ہے جو امیر المومنین حضرت عثمان غنی کی چھوٹی تھیں۔ ام حبیبہ فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے، اے ام المومنین! یہ سن کر میں بیدار ہو گئی میں نے اپنے خواب کی تعبیر خود ہی یہ سچ لی کہ ہونہر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے جہاں زوجیت میں لے لیں گے۔ حضرت عثمان نے آپ کو مدینہ منورہ میں ہجرت کے ساتویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا ان ایام میں آپ کی عمر ۳۵ سال کی تھی۔ مہر چار سو دینار مقرر ہوئے۔ دوسری روایت کے مطابق چار ہزار دینار مقرر ہوئے۔

آپ کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی۔ مزار جننت البقیع میں ہے۔



## حضرت حفصہ رضی

امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظمؓ کی دختر نیک اختر تھیں آپ کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون بن حبیب ہے ہجرت کے دو یا تین سال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ سے عقد ہوا۔ آپ کی ولادت بعثت نبوی سے پانچ سال قبل ہوئی تھی۔ آپ نے ۱۴ھ یا ۱۵ھ یا ۱۶ھ میں وفات پائی۔ مزار جننت البقیع میں واقع ہے۔

## حضرت جویریہ رضی

حارث بن ابی جزار بن حبیب بن عابد بن مالک آپ کے والد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا عقد ماہ شعبان ۶ھ یا ۷ھ میں ہوا، آپ نے مدینہ منورہ میں ۱۶ھ یا ۱۷ھ میں وفات پائی۔ عمر ۶۵ سال تھی۔ آپ کا مزار جننت البقیع میں واقع ہے۔

## حضرت میمونہ رضی

حضرت میمونہ کے والد کا نام حارث بن حزن بن بجز بن الہزم ہے۔ آپ کی والدہ کا نام ہند بنت عوف بن زہیر بن الحریب ہے ہجرت کے ساتویں سال عمرہ قضا سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے عقد فرمایا۔ حضرت میمونہ فرماتی ہیں کہ ایک رات میری باری تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے اٹھ کر چلے گئے میں نے اٹھ کر دروازہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ تشریف لائے اور دروازہ پر دستک دی میں نے دروازہ نہیں کھولا آپ نے مجھے قسم دی کہ دروازہ کھول دوں میں نے غرض کیا کہ آپ میری باری کی رات دوسری ازواج کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے منسوب کیا کہ میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ میں قضا کے لئے گیا تھا۔ حضرت میمونہ کی وفات ۱۵ھ یا ۱۶ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار جننت البقیع میں واقع ہے۔

## حضرت ام سلمہ رضی

اصل نام ہند بنت ابی امیہ تھا۔ ماہ شوال ۶ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں مہر دس درہم مقرر ہوا تھا۔ آپ کی ازواج مطہرات میں سب سے آخر میں آپ ہی نے وفات پائی۔ ۳ ربیع الآخر ۶۱ھ یا ۶۲ھ

میں آپ دنیا سے سدھائیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی۔ ۴۸ سال کی عمر پائی۔ مزار جنت البقیع میں واقع ہے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دختران نیک اختر کا تذکرہ

### حضرت فاطمۃ الزہراءؑ

ام محمد کنیت اور القاب طاہرہ، زکیہ، راضیہ، مرضیہ اور بتول ہیں۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد میں آپ سب سے چھوٹی تھیں لیکن شفقت و محبت کا مرکز آپ ہی تھیں۔ خاندان رسول کا چراغ آپ ہی کی اولاد سے روشن ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غزوہ بدر سے واپسی پر رمضان کے مہینے میں ۲۷ھ کو نکاح کی درخواست کی ان ایام میں آپ کی عمر ۱۴ سال کی تھی دوسری روایت کے مطابق ۱۶ سال تھی۔ حضرت علیؑ سے آپ کے تین بیٹے حسنؑ، حسینؑ اور محسنؑ اور تین بیٹیاں زینبؑ، ام کلثوم اور رقیہ متولد ہوئیں۔ محسنؑ اور رقیہؑ کا انتقال چھوٹی عمر میں ہو گیا تھا۔ زینبؑ جن کا عقد عبد اللہ بن جعفرؑ سے اور ام کلثومؑ جن کی شادی حضرت عمر الفاروقؑ سے ہوئی تھی۔ ان کی کوئی اولاد زندہ نہیں رہی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؑ سے دریافت کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اولاد میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے، فرمایا، فاطمہؑ اور جب مردوں میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا، ان کے شوہر یعنی علی کرم اللہ وجہہ۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ اور بی بی فاطمہؑ سے خوش طبعی اور خوش وقتی فرما رہے تھے۔ اس دوران میں حضرت علیؑ نے دریافت کیا، آپ کو میں زیادہ عزیز ہوں یا فاطمہؑ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ہی احب الی منک و انت العز علی منہا۔ فاطمہؑ تم سے زیادہ مجھے پسند ہیں اور تم اس سے زیادہ مجھے عزیز ہو۔

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ سے پوچھا کہ جو شخص راستے میں ملا تھا اسے تم نے غور سے دیکھا، آپ نے فرمایا جی ہاں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فرشتہ تھا جو اس سے پہلے کبھی من پر نہیں اترا اس نے اللہ تعالیٰ سے اجازت حاصل کی تھی کہ مجھے سلام کرے اور یہ خوش خبری دے کہ حضرت فاطمہؑ اہل جنت کی سردار ہوں گی اور حسنؑ و حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار۔

آپ کی پیدائش سال نچم ہجری یا بروایت دیگر ۴۱ سال عام الفیل کے بعد عہد نبوت سے ۵ سال قبل واقع ہوئی آپ نے بروز شنبہ شب میں بمابہ رمضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چھ ماہ کے بعد رحلت فرمائی کل ۲۸ سال کی عمر پائی۔ مزار حنت البقیع میں ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

## حضرت زینب رضی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی عمر کی آپ ہی تھیں۔ آپ کا عقد اپنے خال زاد بھائی ابوالعاص ابن ربیع سے ہوا تھا۔ ابوالعاص کے قبول اسلام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقد کی تجدید کی تھی دوسری روایت یہ ہے کہ پہلے نکاح ہی پر اکتفا کیا گیا۔ ان سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی لڑکے کا نام علی اور لڑکی کا نام امامہ رکھا گیا۔ لڑکا تو جوانی کے عالم میں فوت ہوا لیکن امامہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خاتون حنت فاطمہ الزہراء کے وصال کے بعد نکاح کر لیا تھا اور یہ عقد خاتون حنت کی وصیت کے مطابق کیا گیا تھا۔

آپ کی پیدائش ہجرت سے قبل عام الفیل کے تیسرے سال ہوئی تھی اور وفات ہجرت کے اٹھویں سال واقع ہوئی۔

## حضرت رقیہ رضی

آپ حضرت زینب سے چھوٹی اور باقی دوسری بہنوں سے بڑی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا عقد حضرت عثمان غنی سے کر دیا تھا ان سے ایک لڑکا ہوا جو دو سال کی عمر پا کر فوت ہو گیا اس کے بعد پھر کوئی اور اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت رقیہ عام الفیل سے ۳۳ سال بعد پیدا ہوئیں اور وفات ۸۰ کو ہوئی جس سال غزوہ بدر ہوا تھا۔

## حضرت ام کلثوم رضی

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی تھیں جن کی ولادت حضرت فاطمہ سے قبل اور حضرت رقیہ کے بعد ہوئی آپ کا ام شریف آمنہ تھا حضرت رقیہ کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثوم کا عقد حضرت عثمان سے ہجرت کے تیسرے سال کر لیا تھا۔ آپ ایک مدت تک ان کے عقد میں رہیں، ہجرت کے نویں سال آپ کا انتقال ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا ذکر اختتام پذیر ہوا۔

## حضرت زایدہؓ

آپ حضرت فاروق اعظمؓ کی کنیز تھیں ایک دن آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں آئیں اور سلام عرض کیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا تم میرے پاس بڑی تاخیر سے کیوں آتی ہو۔ مجھے تم سے تعلق خاطر ہے۔ زایدہ نے عرض کیا، میں ایک ذہنی کشمکش میں مبتلا ہوں آپ نے دریافت کیا وہ کیا، عرض کیا صبح سویرے میں لکڑیاں لیتے گئی تھی لکڑی کا ٹکھا باندھ کر اٹھانے کے لئے میں نے ایک پتھر پر رکھا اس آٹا میں ایک سوار آسمان سے زمین پر اترتا ہوا دیکھا اس نے مجھے سلام کیا اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ رضوان بہشت نے اطلاع دی ہے کہ بہشت میں آپ کی امت تین گروہوں پر تقسیم کی گئی ہے ایک گروہ تو حساب و کتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوگا، دوسرا گروہ وہ ہے جس سے حساب کتاب میں نرمی برتی جائے گی، تیسرا گروہ وہ ہے جو آپ کی شفاعت سے بخشا جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ شخص آسمان کی جانب چل دیا پھر اوپر سے میری جانب ایک نظر ڈالی مجھ سے لکڑی کا ٹکھا اٹھ نہیں رہا تھا، اس نے کہا اے زائدہ اس بوجھ کو پتھر پر رکھ دے پھر پتھر کو حکم دیا کہ اے پتھر زایدہ کے ساتھ ساتھ اس گٹھے کو حضرت عمر فاروقؓ کے گھر چھوڑ آؤ پتھر چل پڑا اور لکڑی کے اس گٹھے کو حضرت فاروق اعظمؓ کے مکان پر پہنچا دیا۔ لوگوں نے اس پتھر کے آنے جانے کے نشانات بھی دیکھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زائدہ سے یہ واقعہ سن کر فرمایا، الحمد للہ! ابھی میں دنیا سے رخصت بھی نہیں ہوا کہ رضوان بہشت نے میری امت کی بخشش کا شرہ سنا دیا اور اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ایک عورت کو حضرت مریمؑ کے درجے پر پہنچا دیا۔

## حضرت سعدانہؓ

حضرت سعدانہؓ ایرانی خاتون تھیں۔ آپ کی آواز بڑی شیریں تھی بڑی خوش الحانی سے وعظ و تلقین فرمایا کرتی تھیں آپ کی مجلس وعظ میں بڑے بڑے عارف اور عابد و زاہد شریک ہوتے تھے۔ لوگ آپ سے کہتے کہ زیادہ رونے سے کہیں آپ کی بصارت زائل نہ ہو جائے۔ آپ فرمایا کرتی کہ دنیا میں کثرت گریہ سے میرا نابینا ہو جانا اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ عقبی میں عذاب دوزخ کی شدت سے میری بصارت زائل ہو۔ نیز آپ فرمایا کرتی تھیں کہ جو آنکھیں محبوب کے دیدار سے محروم ہوں اور محبوب کے دیدار کی آرزو بھی ہو تو وہ آنکھیں کبھی رونے سے باز نہیں رہ سکتیں، کہا جاتا ہے کہ جب آپ پر بڑھاپا آگیا تو شیخ فضیل بن عیاضؒ آپ کی خدمت میں آئے اور دعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے او خدا کے مابین کوئی ایسا علاقہ ہے کہ میں دعا کروں اور وہ قبول ہو جائے۔ اس پر حضرت فضیل بن عیاضؒ نے ایک نعرہ لگایا



ادبے ہوش ہو گئے۔ حضرت شہداء نے شہداء میں وفات پائی۔

## حضرت عقیقہ العابدہ

آپ معاذہ عدویہ سے میل جول رکھتی تھیں۔ کثرت گریہ سے آپ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں کسی نے آپ سے کہا کہ اندھا ہونا بھی کتنی بڑی مصیبت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کے دیدار سے محروم ہونا اس سے بھی بڑی مصیبت ہے۔ آپ نے ۱۸۰ھ میں وفات پائی۔

## حضرت رابعہ عدویہ

آپ بصرہ سے تعلق رکھتی تھیں آپ فقہ و سلوک میں اس مقام پر فائز تھیں کہ اس کا اندازہ تحریر نہیں ہو سکتا۔ حضرت سفیان ثوری مسائل دریافت کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے اور ہمیشہ ان کی یہ آواز رہتی کہ آپ ان کے حق میں دعا فرمائیں۔ آپ رات رات بھر عبادت میں مصروف رہتی تھیں صبح تک کھڑی رہتی تھیں کہتے ہیں کہ رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتی تھیں۔

ایک بار آپ نے حج کا ارادہ کیا۔ اس ارادہ سے جنگل کا رخ کیا ایک نچر پر سامان لاوا جب جنگل کے وسط میں پہنچیں تو نچر مر گیا اہل قافلہ نے کہا، ہم آپ کا سامان اٹھا لیتے ہیں آپ نے فرمایا، نہیں تم اپنا راستہ لو۔ میں تمہارے بل بوتے پر نہیں آئی۔ غرض اہل قافلہ نے کوچ کیا اور آپ جنگل میں تنہا رہ گئیں۔ آپ نے بارگاہ رب العزت میں مناجات کی الہی! ایک غریب اور مسکین عورت کے ساتھ بادشاہ ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ تو نے مجھے اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور میرے نچر کو راستے ہی میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ میں یہاں جنگل میں تنہا رہ گئی ہوں۔ ابھی مناجات پوری نہیں ہوئی تھی کہ نچر اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے سامان سفر اس پر لاوا اور مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئیں راوی کا بیان ہے کہ پھر اسی نچر کو دیکھا گیا کہ فروخت کیا جا رہا تھا۔ شیخ فرید الدین عطار آپ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ جب کوئی عورت راہ خدا میں مردانگی اور دلیری کا ثبوت دے تو اسے عورت نہیں کہنا چاہئے۔ آپ کے والد کی چار لڑکیاں تھیں رابعہ بصریہ چوتھی تھیں۔ اس وجہ سے آپ کو رابعہ چوتھی کہتے تھے۔

جس رات حضرت رابعہ پیدا ہوئیں آپ کے والد نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حضور نے فرمایا کہ یہ لڑکی سیدہ ہے اس کی سفارش سے میری امت کے ستر ہزار اشخاص کی مغفرت ہوگی۔



آپ کی وفات ۱۸ھ میں ہوئی۔ مزار جبل قدس میں ہے وفات کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ راجعہ کہو،  
نیمبرین سے کیا معاملہ پیش آیا فرمایا جب وہ آئے اور انہوں نے دریافت کیا کہ من سر بک رتیر اب کون ہے، میں  
نے ان سے کہا کہ واپس جاؤ اور رب العزت سے یہ کہو کہ اتنے ہزاروں آدمیوں میں تو نے ایک ضعیفہ کو فراموش نہیں کیا تو  
میں جو تجھے دل و جان سے عزیز رکھتی ہے تجھے کیسے بھول سکتی ہوں۔

## حضرت نفسہؓ

حسن بن زید آپ کے والد کا اسم گرامی ہے۔ آپ کی مستقل لہو و باش مصر میں تھی حضرت امام شافعیؒ جب مصر پہنچے تو  
آپ کے سامنے حدیث کی سند حاصل کی جب امام صاحب کا وصال ہوا تو آپ کے جنازہ کو گھر میں رکھ کر نماز جنازہ ادا کی۔  
آپ نے ماہ رمضان ۲۰ھ میں رحلت فرمائی۔ وصال کے بعد آپ کے شوہر اسحاق بن جعفر نے آپ کی میت کو مدینہ منورہ  
لے جانا چاہا اہل مصر نے اصرار کیا کہ آپ کا مزار یہیں بننا چاہئے۔ چنانچہ آپ کو اہل مصر کی خواہش کے مطابق قاہرہ و مصر  
کے مابین ارب صباح میں سپرد خاک کیا گیا۔

## حضرت فاطمہ نیشاپوریہؓ

خراسان کی مہر خاتون تھیں۔ کمال و رجب کا عرفان رکھتی تھیں۔ مکہ شریفہ میں کعبہ کی مجاورت و خدمت کے فرائض  
بھی آپ نے سر انجام دیے ہیں کبھی بیت المقدس کی زیارت کے لئے بھی جاتی تھیں سلطان العارین حضرت بایزید آپ کی  
بیمہ تعریف کیا کرتے تھے اور فرماتے کہ میں نے عمر بھر میں ایک عورت اور ایک مرد کو دیکھا ہے عورتوں میں جس عورت کو میں  
نے صاحبہ کمال پایا وہ فاطمہ نیشاپوریہؓ ہیں کسی مقام پر کوئی بات ہو آپ پر منکشف ہو جاتی تھی مشائخ میں سے کسی کی ملاقات حضرت  
ذوالنون مصریؒ سے ہوئی۔ اور ان سے پوچھا کہ نہد گوں میں کون زیادہ بڑھ چڑھ کر ہے فرمایا کہ مکہ میں ایک عورت ہے جسے  
فاطمہ نیشاپوریہؓ کہتے ہیں۔ قرآنی حقائق و معارف کا بیان اس خوش اسلوبی سے کرتی تھیں کہ مجھے آپ پر رشک آتا تھا۔  
روایت ہے کہ ایک دن شیخ ذوالنون مصریؒ کے لئے کچھ بطور نذرانہ بھیجا، انہوں نے فرمایا کہ عورتوں سے تحائف  
وہدایا قبول کرنا ذلت و نقصان کا باعث ہے نیز یہ فرمایا کہ کوئی صوفی اتنا بلیت مرتبہ نہیں ہوا جو سبب اور واسطہ پر نظر نہ  
رکھتا ہو۔

آپ کی وفات ۲۲۳ھ میں ہوئی۔

## حضرت تحفہ

حضرت تحفہ بڑی خدارسپیدہ خاتون اور عارفہ و کاملہ تھیں۔ حضرت سدری سقطلی کا زمانہ پایا ہے۔ حضرت سدری سقطلی سے روایت ہے کہ ایک رات میری نیند اڑ گئی تھی پریشانی اور سراسیمگی اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ نماز تہجد بھی فوت ہو گئی۔ نماز فجر کے بعد مجھ پر کچھ اس قسم کی اضطرابی کیفیت طاری تھی کہ میں کبھی اندر آتا اور کبھی باہر جاتا کسی طرح تسکین حاصل نہیں ہوتی تھی۔ آخر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ شفا خانے چلنا چاہئے تاکہ بیماروں کا حال سن کر مجھے سکون خاطر نصیب ہو۔ شفا خانے پہنچا تو مجھے تسکین ہو گئی۔ میں نے ایک نہایت خوبصورت لڑکی دیکھی جس کے کپڑوں سے خوشبو آرہی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اس نے مجھے دیکھا تو رو پڑی اور کچھ اشعار پڑھ کر سنائے میں نے وہاں لوگوں سے دریافت کیا یہ کون ہے تو بتایا کہ یہ ایک لڑکی ہے جو دیوانی ہو گئی ہے اس کے مالک نے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے یہاں ڈال دیا ہے۔ اس نے جب یہ بات سنی اور زیادہ روئی عربی میں چند اشعار پڑھے جن کے معانی یہ ہیں:- اے لوگو! میں قصودار نہیں ہوں۔ دیکھتے ہیں، دیوانی ہوں۔ لیکن میرا دل خیر دار اور ہوشیار ہے مجھے ناحق قید میں ڈال دیا گیا ہے میرا جرم اگر کچھ ہے تو جرم عشق ہے میں اس محبوب کی محبت کے دام میں گرفتار ہوں جس کے حکم کے حلات میں کچھ بھی نہیں کر سکتی پس میرے اندر جو خوبی تم کو نظر آتی ہے وہی خسرابی اور گناہ ہے اور جو خرابی دیکھ رہے ہو وہی خوبی ہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی محبت میں گرفتار ہو اور اس سے راضی ہو وہ مجرم نہیں ہے۔ اس کی ان باتوں کا میرے قلب پر گہرا اثر ہوا اور مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ اس کنیز نے کہا، اے سدری! یہ رونا اس حالت میں کیسے ہوگا اگر تو اس کو اس طرح پہچان لے جو پہچاننے کا حق ہے تو پھر بات ہے پھر وہ بے ہوش ہو گئی جب وہ ہوش میں آئی تو میں نے کہا اے جارہ، اس نے کہا، لبتیک! اے سدری! میں نے کہا تو مجھے کیسے پہچانتی ہے، کہا جب اس کو پہچان لیا تو اب میں ناواقف کیسے رہ سکتی ہوں۔ میں نے کہا کہ سنا ہے کہ تجھے محبت کا دھوئے ہے بتا تو کسے دوست رکھتی ہے، کہا اس ذات کو جس نے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائی اور اپنے کرم سے نوازا جو دلوں سے زیادہ قریب ہے پھر میں نے پوچھا تجھے یہاں کس نے بند کیا جواب دیا، حاسڈن نے مل کر یہاں بند کر دیا ہے پھر ایک تعرہ لگایا اور بے ہوش ہو گئی۔ میں سمجھا کہ جاں بحق تسلیم ہو گئی جب ہوش میں آئی پھر اپنے مناسب حال چند اشعار پڑھے۔ ہسپتال کے مالک سے میں نے کہا اسے چھوڑ دیجئے۔ اس نے آزاد کر دیا میں نے کہا جہاں تمہارا جی چاہے چلی جاؤ۔ کہا، اے سدری کہاں جاؤں حقیقی مالک تو ہے نہیں اگر وہ راضی ہو تو جاؤں ورنہ صبر ہی کرنا پڑے گا میں نے دل میں سوچا کہ یہ مجھ سے زیادہ عاقل ہے۔ اتنے میں تحفہ کا مالک آگیا اور ہسپتال کے نگران سے دریافت کیا کہ تحفہ کہاں ہے؟ کہا اندر ہے

اور سہمی سقٹی کے پاس ہے۔ وہ خوشی خوشی اندر آیا مجھے سلام کیا اور بڑی قدر و منزلت سے پیش آیا، میں نے کہا، یہ جباریہ مجھ سے زیادہ دانشمند اور قابل احترام ہے تو نے اسے کس حُجُوم میں قید کر دیا ہے اس نے کہا، کئی اسباب ہیں، ایک تو یہ کہ یہ دیوانی ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے نہ ہمیں سونے دیتی ہے ذکر و فکر بہت کرتی ہے میسرے متاع بھی ہے میں نے بیسٹ ہزار درہم میں اسے خسریدا تھا اور خیال تھا کہ اس سے مجھے کافی نفع حاصل ہوگا کیونکہ اس میں جو کمالات ہیں ان کی وجہ سے کافی دولت کمائی جاسکتی ہے۔ میں نے پوچھا اس میں کیا کمالات ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ یہ بڑی خوش آواز مطرب ہے۔ میں نے دریافت کیا کتنی مدت سے اس کا یہ حال ہے کہا کہ باجائبل میں تھا اور یہ اشعار گاتی تھی۔ جن کا حاصل یہ ہے: مجھے قسم ہے کہ میں نے جو عہد تجھ سے کیا ہے کبھی نہ توڑوں گی اور دوستی میں کبھی فرق نہ آنے دوگی جس دوستی نے میرے قلب کو منور کر دیا ہے میں اپنے قلب کو کس طرح تستی دوں اور کیسے سکون حاصل کروں پس اے وہ ذات کہ تیرے سوائے میرا کوئی اور دوست نہیں ہے تو نے مجھے لوگوں کی خدمت کے لئے وقف کر دیا ہے۔“

اس نے یہ اشعار گائے اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ باجا توڑ پھوڑ والا۔ آہ وزاری میں مبتلا ہو گئی۔ میں نے خیال کیا ہونہ نہ ہو کیسی کے عشق میں مبتلا ہو گئی ہے لیکن پتہ چلا کہ ایسا نہیں ہے۔ میں نے تحفہ سے پوچھا کہ کیا واقعہ یہی ہے؟ اس نے شکستہ دل سے آبدیدہ ہو کر چند اشعار پڑھے۔ ”حق تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی اور وعظ میری زبان پر تھا۔ کچھ دیر کے بعد اس سے نزدیک ہوئی۔ حق تعالیٰ نے مجھے خاص مقام سے نوازا اور میسرے عزت افزائی کی میں نے اسے قبول کر لیا جس وقت مجھے بلایا جانا ہے تو زبان سے لبیک کہتی ہوئی دلی آرزو اور قلبی تن کے ساتھ اس کی جانب قدم بڑھاتی ہوں۔ جس نے مجھے طلب کیا ہے۔“ یہ اشعار سننے کے بعد میں نے تحفہ کے مالک سے کہا جو کچھ اس کی قیمت ہے میں ادا کر دوں گا اور کچھ زیادہ بھی پیش کر دوں گا۔ مالک نے ازراہ تعجب کہا، آپ ایک مرد درویش ہیں اتنی قیمت کہاں سے ادا کریں گے۔ میں نے کہا تم اس سلسلے میں مطلق ترود نہ کرو۔ تم یہاں ٹھہرو میں قیمت لے کر آتا ہوں سہمی سقٹی فرماتے ہیں کہ میں رونا ہوا گیا اور قسم بخدا کہ میرے پاس ایک جہہ تک بھی نہ تھا تمام رات میں اس ترود میں رہا۔ آہ و فسریا کرتا رہا نیند بھی میسرے آنکھوں سے اڑ گئی میں نے عرض کیا، اے خدا تیری نظر میرے ظاہر و باطن پر ہے مجھے تیرے فضل و کرم پر اعتماد ہے مجھے ذلیل و خوار نہ کر تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ کہا تمہارا ایک دوست۔ میں نے دروازہ کھولا تو ایک شخص چار غلاموں سمیت ہاتھ میں شمع لئے ہوئے موجود ہے اور اس نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی جب وہ شخص اندر آیا تو میں نے

پوچھا آپ کون ہیں۔ اس نے کہا میرا نام احمد بن منشیؒ ہے آج رات خواب میں مجھ سے ہاتھ نے کہا کہ پانچ تھیلیاں سونے کی لے کر سدی سقطنی کے پاس پہنچا دو اور ان کی دلجوئی کرو تاکہ وہ تحفہ کو خریدیں یہیں بھی تحفہ کے ساتھ خصوصی رابطہ ہے میں نے یہ بات سنی تو سجدہ شکر ادا کیا اور سفیدہ سحر کا انتظار کرنے لگا۔ نماز فجر سے فراغت کے بعد اپنے دوست کے ہمراہ شفا خانہ پہنچا مالک انتظار میں تھا مجھے دیکھا تو کہا مرحبا خوش آمدید۔ تحفہ کا خدا کے یہاں بڑا مقام ہے۔ ہاتھ نے مجھ سے کہا، کیا خوب ہے وہ جو دل میں ہماری یاد کرتا ہے اور ہم سے لو لگاتا ہے۔ جب تحفہ کو ہم نے آتے ہوئے دیکھا، آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے، خدا سے ملتی ہوئی کہ بارالہ! تو نے میرا راز آشکارا کر دیا ہے اتنے میں تحفہ کا مالک رہتا ہوا آیا میں نے اس سے گریہ وزاری کی وجہ پوچھی، اور کہا جو تم نے مطالبہ کیا تھا میں نے کر آیا ہوں۔ اور پانچ ہزار اس پر مستزاد بھی ہیں۔ اس نے مجھے یہ رقم دکرا نہیں ہے۔ میں نے کہا اچھا قیمت کے برابر نفع لے لو اس نے کہا، تمام دنیا بھی اس کی قیمت میں ادا کرو گے تحفہ کو خدا کی راہ میں، میں نے آزاد کر دیا، میں نے پوچھا آخر یہ کیا ماجرا ہے، کہنے لگاتے مجھ پر عتاب ہوا ہے میں آپ کو گواہ بنا کر اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے تمام مال سے دستبردار ہو گیا ہوں اور میں نے خدا کی جانب توجہ مبذول کی ہے جب احمد بن منشیؒ کی جانب نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ بھی رو رہے تھے میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے کہنے لگے، خدا نے جس کام کے لئے مجھے مامور کیا تھا وہ مجھ سے قبول نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجھ سے ناراض ہے میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اپنا تمام مال خدا کی راہ میں خیرات کر دیا۔ میں نے کہا خدا کی شان ہے کہ تحفہ پر خدا کا کتنا کرم اور کتنا احسان ہے؟ کہ اس نے اس کی وجہ سے دوسروں کو بھی نوازا اور سرفراز کیا پھر تحفہ اٹھی اور جو کپڑے پہنے ہوئے تھے اتار کر اپنے جسم سے ٹاٹ لپیٹا اور باہر نکلی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے میں نے کہا خدا نے تجھے آزاد کر دیا، اب کیوں روتی ہے؟ اس نے چند اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے۔

”میں جس طرف بھائی جا رہی ہوں اسی کے لئے رو رہی ہوں اس کے حق کی قسم کہ وہی ہے جس نے مجھے طلب کیا ہے میں ہمیشہ اسی کے پاس ہوں تاکہ مجھے اس مطلوب کی طرف پہنچا دے جس کی مجھے آرزو ہے اور مجھے خوش کر دے۔“

بعد ازاں ہم باہر آئے تحفہ کو بہت تلاش کیا وہ نہ ملی ہم تینوں نے کعبہ کا قصد کیا احمد منشیؒ تو اٹانے سفر میں جاں بحق تسلیم ہو گئے میں اور تحفہ کا مالک دونوں مکہ معظمہ پہنچے طواف کرتے وقت کسی زخمی دل سے کلی ہوئی آواز سنی تو یہ شعر سننے میں آئے، خدا کا دوست دنیا میں بیمار ہے اس کا مرض طول پڑ چکا ہے اس کا علاج خدا کی محبت ہے اس نے خود اپنے ہاتھ سے جامِ محبت پلایا ہے اور خوب اسے سیر کر دیا ہے جس وقت محبت کا وہ جام پیا تو وہ اس کی محبت اور اس کی طلب میں ہوش کھو بیٹھا۔ اس کے بغیر اس شخص کا حال کچھ اس کا سہا ہے جو محبت کا دعویٰ کرے اور آرزوئے دیدار میں بے ہوش



## حضرت امۃ الواحدہ

آپ کا اسم گرامی متینہ تھا اور والد ماجد کا نام حسین بن اسمعیل حاکی ہے۔ علم حدیث و علم فقہ، فہم الفہم اور حساب و قواعد میں مہارت تامہ رکھتے تھے صدقہ و خیرات بھی کیا کرتے تھے۔ آپ نے ۳۷۳ھ میں وفات پائی۔ ۱۰ سال سے عمر متجاوز تھی۔

## حضرت امۃ الاسلام

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی قاضی ابوبکر بن کامل بن خلف ہے۔ محمد بن اسمعیل بصلانی کے حلقہ تلامذہ میں شامل رہے ہیں حضرت تنوخی، حضرت زاہدی اور حضرت ابوعلیٰ آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ آپ بڑے صاحب کمال تھے۔ آپ ماہ رجب ۳۱۲ھ میں متولد ہوئے۔ آپ نے رجب ۳۹۹ھ میں وفات پائی۔

## حضرت میمونہ واعظہ

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی شاقولہ ہے حافظ قرآن تھے ایک دن آپ نے فرمایا جو کپڑے حلال پیسے سے بنے ہوں یا ان کا حصول حلال ذریعہ سے ہو اور ان کو پہن کر کوئی گناہ نہ کیا گیا ہو۔ وہ جلد نہیں پھٹتے۔ چنانچہ یہ کرتا جسے میں پہننے ہوئے ہوں میری والدہ کے ہاتھ کا بنا ہوا ہے، ۴ سال سے میں اسے پہننے ہوئے ہوں ابھی تک اس میں بوسیدگی نہیں آئی ہے۔ آپ کے بیٹے حضرت عبدالصمد سے روایت ہے کہ ہمارے گھر میں ایک دیوار تھی وہ گرا چاہتی تھی میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ اس دیوار کی از سر نو تعمیر ہونی چاہئے۔ چنانچہ آپ نے کاغذ کے ایک پرزہ پر کچھ لکھا اور مجھے دے کر فرمایا کہ اس پرچہ کو دیوار پر مضبوطی سے لگا دو میں نے اس کی تعمیل کی بیس سال تک وہ دیوار اس طرح قائم رہی مطلقاً نہیں گری۔ آپ کے وصال کے بعد مجھے خیال آیا کہ دیکھوں تو سہمی کاغذ پر کیا لکھا ہوا ہے، کاغذ کا دیوار سے جدا کرنا تھا کہ دیوار دھم سے نیچے آگری اس کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ ان اللہ یمسک السنوت والارض ان تزل یا ممسک السنوت والارض امسکہ۔

آپ نے ۳۹۳ھ میں وفات پائی۔



## حضرت خدیجہ اعظمہؓ

آپ طبری باکمال عارفہ تھیں۔ غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کی کچھو کچھ قصص۔ روایات میں آیا ہے کہ ایک دفعہ جیلان میں قحط پڑا خشک سالی تھی۔ مینہ بھی نہیں برس۔ لوگ نماز استسقا پڑھنے کے لئے باہر گئے پھر بھی بارش نہیں ہوئی۔ آخر سب جمع ہو کر حضرت خدیجہ واعظہؓ کے پاس پہنچے اور نزول باران رحمت کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ صحن میں آئیں اور کہا، اے خدا میں نے صحن میں جھاڑو سے وی ہے تو مینہ برسائے تاکہ اس پر پھڑکاؤ ہو جائے اسی وقت بارش شروع ہوئی اور ایسا موسلا دھار مینہ برس کہ جیسے کسی نے دریا اٹیل دیے ہوں۔

## حضرت ام محمدؓ

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی محمد بن علی بن عبد اللہ تھا۔ ابن سمعونؒ کی صحبت میں آپ نے کافی وقت گزارا ہے صدق و صفا اور زہد و تقویٰ میں بہت اونچا مقام رکھتی تھیں۔ آپ ۳۷۲ھ میں متولد ہوئیں اور آپ نے ۶۷۶ھ میں حلت فرمائی۔ ۶۸ سال کی عمر پائی۔ آپ کا مزار ابن سمعونؒ کے مزار کے قریب ہے۔

## حضرت کریمہ مروزیہؓ

احمد بن محمد بن ابی حاتم آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی ہے۔ ظاہری و باطنی علوم میں اچھی خاصی دستگاہ رکھتی تھیں دس حدیث دیتی تھیں آپ نے ۶۳۳ھ میں وفات پائی۔

## حضرت فاطمہ واعظہؓ

حسین بن حسن بن فضلوئیہؒ آپ کے والد ماجد کا نام ہے آپ کی مجلس وعظ میں شہر کی تمام پارسا اور پاکباز خواتین جمع ہوتی تھیں اور آپ سے علمی و روحانی استفادہ کرتی تھیں۔ آپ نے ۲۱۱ھ میں وفات پائی۔

## حضرت فاطمہؓ

نصر بن عطار آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی ہے۔ نسباً سید زادی تھیں زہد و ورع میں نظیر نہیں رکھتی تھیں۔ عمر بھر

میں مکان سے باہر صرف تین مرتبہ نکلیں۔ آپ نے ۳۷۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کے روحانی فیض سے بہت سی خواتین نے بلند مقام حاصل کیا اتنا بلند مقام کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ امام عبد اللہ یافعیؒ نے اپنی کتاب میں کسی شیخ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مصر کی ایک خاتون پورے تیس سال ایک جگہ اس مستعدی سے جم کر رہیں کہ سرما گرما میں بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں۔ اس عرصہ میں انہوں نے کچھ کھایا یا پیایا بھی نہیں۔ امام یافعیؒ نے روضۃ الریاحین میں پڑ قلم کیا ہے کہ گروہ صوفیاء میں سے کسی کا بیان ہے کہ مصر کے اطراف میں ایک خاتون کو دیکھا گیا جو کسی کے عشق میں والدہ و شفیقتہ رہتی تھی۔ بس سال تک دو پاؤں پر کھڑی رہی۔ سرما ہو کہ گریا۔ نہ رات کو بیٹھیں نہ دن کو۔ دھوپ اور بارش سے بھی کبھی اپنے آپ کو نہیں بچایا۔ سانپ اور اڑدھے آپ کے چاروں طرف کنڈل ماسے ہوئے بیٹھے رہتے تھے۔

امام عبد اللہ یافعیؒ نے تحریر کیا ہے کہ علماء میں سے کسی عالم نے روایت کی ہے کہ خوارزم میں ایک بی بی نظر آئیں جنہوں نے بس سال سے زیادہ عرصہ تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔

مولانا عبد الرحمن جامی نفعات الاس میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ ابوسعید البخیریؒ نے فرمایا ہے کہ مرہ سپرہ میں ایک خاتون تھیں جنہیں بیبک کہتے تھے میسر پاس آئیں اور کہا اے ابوسعید میں آپ سے انصاف چاہتی ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ کیا بات ہے؟ کہا کہ لوگ دعا کرتے ہیں کہ ہم کو ایک نفس کے لئے چھوڑ دے مجھے تیس سال سے یہ کہتے ہوئے گزر گئے ہیں کہ مجھے ایک طرفۃ العین کے لئے چھوڑ دے کہ میں دیکھوں یہ نہیں کہ تیری تجلیات کا مشاہدہ کروں بلکہ یہ کہ میں کون ہوں؟ آیا میں اپنی عہدیت کے دائرہ میں ہوں یا نہیں۔ ابھی تک مجھے اس کا موقع نہیں مل سکا۔

## حضرت بی بی جمال خاتونؒ

آپ کے والد محترم کا اسم گرامی قاضی سائیدہ تھا۔ رشتہ میں آپ حضرت میاں مبارک کی ہمشیرہ ہوتی ہیں جن کا ذکر سلسلہ عالیہ قادریہ میں گزر چکا ہے) بی بی جمال بڑی عارفہ و کاملہ تھیں ترک و تجرید میں اپنے وقت کی رابعہ اگر ہم آپ کو کہیں تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ ان کا رواج اشغال کا طریق اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے برادر عزیز سے حاصل کیا تھا آپ سے ان گنت خوارق عادات کا ظہور ہوا تھا اور اب بھی سلسلہ جاری ہے (شہزادہ داراشکوہ کے ایام میں) چنانچہ ایک دفعہ دو من گہوں آپ نے خود اپنے دست آفس سے ٹمکے میں رکھے روزانہ ان میں سے گہوں نکالیں اور فترا و مساکین پر صرف کرتی تھیں ایک سال تک یہی عالم رہا۔ گہوں کی مقدار میں کمی نہ آئی۔

روایات میں آیا ہے کہ ایک دن گھر میں چھلی آئی اس وقت آپ کی طبیعت میں تسکنت لگی تھی اس میں آپ کو نور نظر آیا فرمایا

اس مٹھی کو حفاظت سے رکھو اس میں برکت ہے چنانچہ جب تک یہ خشک نہ ہوئی آپ کے اعزہ واقارب نے اسے رکھا اور جس سامان یا غلہ میں اسے رکھا جاتا ہر برکت مشاہدہ میں آتی۔

روایات میں آیا ہے کہ جب کسی کو کوئی ضرورت پیش آتی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کرتا اور اس دعا کی برکت سے پریشانی رفع ہو جاتی اور بڑا کام سنور جاتا جو کھانا آپ اھیال ثواب کے لئے پکواتیں تو پہلے اپنے دست مبارک سے اس میں سے نکالیں اس کے بعد دوسروں کو حکم ہوتا کہ جتنے لوگ آئیں سب کو دیا جائے، کمی نہ کریں سب کو پورا ہو جائے گا۔ آپ نے ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی۔ موستان میں آپ کی مستقل بود باش تھی۔ آپ نے وطن سے باہر قدم نہیں نکالا یہاں تک کہ حضرت میاں میسر کی زیارت کے لئے بھی گھر سے باہر شریف نہیں لائیں اور اب تک کہ ۱۲۹۰ھ ہے زندہ ہیں۔

